ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

شیریں مقال و شیوا زبان بلبل سخنج و فصیح بیان سخنور لبیب جناب مولانا مولوی محمد رستم علیخاں ادیب

دیوان مرغوب ۱۳۱۹ھ

دیوان ادیب

سخن خوب ۱۳۱۹ھ

مطبع انوار محمدی واقع لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مین خالق کی وہ مطلع پڑھون مین نور کا
جسکے جلوے سے ہو روشن رخ شب دیجور کا

وصف لکھنا اوسکے جلوے کا ہی منظور نظر
روشنائی مین ہو کاجل دود شمع طور کا

چشم بینا چاہیے روشن ہین سب کون و مکان
جسطرف دیکھو ادھر جلوہ ہی اوسکے نور کا

وصف لکھے ہین تجلی رخ پر نور کے
میرے خامے مین ہی عالم شاخ نخل طور کا

کیا کشاکش مین پڑا کہکر انا الحق ہی دریغ
دشمن جان ہوگیا لفظ انا منصور کا

ندر عصیان سے ہین کھٹکا نہین نار جہنم کا
کہ آخر نام ہی غفار بھی خلاق عالم کا

تماشا گاہ عالم گھر بنا ہی عشرت و غم کا
کہین نغمہ ہی شادی کا کہین ہی شور ماتم کا

نہ ہی وہ سر کہ سودا جسمین ہو گیسوے پر خم کا
خوشا وہ خانۂ دل جو کہ مسکن ہو ترے غم کا

مگر گریان ہی گل کی خندہ حسن دو روزہ پر
نہین ہو جبر باغ دہر مین رونا ہی شبنم کا

ہماری سخت جانی سے چلی مقتل مین تیز ایسی
کہ دم چڑھنے لگا قاتل کی شمشیر قضا دم کا

ہم آب شرم عصیان سے بجھا کر خاک کر دینگے
اگر تر دامنی ہی خوف کیا نار جہنم کا

تو آکر جلوہ فرما آپ ہو گا خانۂ تن مین
ستارہ خفتہ بختون کا چمکا ہی خورشید رو چمکا

فلک پر مہر تابان کھینچتا ہی جذبہ دل سے
بڑھایا یہ خاکساری کی بدولت رتبہ شبنم کا

ہمین انگارون کا اک ڈھیر ہر اک خرمن گل ہی
نہو دل خوش تو باب گلستان ہی در جہنم کا

دہان گور سے ہر وقت یہ آواز آتی ہی
یہی گوشہ ہی آخر کار مسکن سارے عالم کا

لبون پر دم ہی شوق دید مین پتھرا گئین آنکھین
ترا بیمار ہی مہمان اے عیسی کوئی دم کا

دم رقص اے پری کیون نیم بسمل اہل محفل ہین
اثر ہر تال مین معلوم ہوتا ہی ہمین سم کا

ابھی زاد سفر کی غافلو تدبیر لازم ہی
نہ کچھ بن آئیگا پیک قضا جسوقت آدھمکا

حباب آسا فلک معلوم ہونگے بحر عالم مین
اوٹھیگا جس گھڑی طوفان اپنی چشم پرنم کا

پیا اک گھونٹ جسنے پھر نہ مانگا حشر تک پانی
اثر اے قاتل عالم ہی آب تیغ مین سم کا

ہزارون عاشقون کے دل کو لٹکا لیتی ہی لٹ مین
یہ اک لٹکا ہی ادنی سا تمہاری زلف پرخم کا

ابھی تک ہفت قلزم موجزن ہین سارے عالم مین
گرا تھا قطرہ اشک ایک میری چشم پرنم کا

عدو کے بھی ٹپک پڑتے ہین آنسو دیکھکر صورت
بنایا ہی فراق یار نے پتلا مجھے غم کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار اوسکا بحر ہستی سے
جو اوترا گھاٹ اے قاتل تری تیغ قضا دم کا

کلیجا منھ کو آتا ہی خیال آتا ہی جب اے دل
وہ باہم یاد کرنا بعد مرگ احباب ہمدم کا

بھلا نا دانہ گندم کا کرکے خلد سے نکلے
محبت سے تری آنا ہوا دنیا مین آدم کا

وہ ہین غم دوست اسیر بھی نہ حاصل ہو ذرا سیری
اگر ملجائے ہمکو یک بیک غم سارے عالم کا

مسخر سارے عالم کو کیا ہی جھک کے ملنے نے
قد پرخم مرا حلقہ بنا ہی جم کی خاتم کا

لبون پر جان آجاتی ہی جس دم یاد آتا ہی
اکیلا چھوڑ جانا قبر مین یاران ہمدم کا

ہوئے بیکھٹکے ہم کیسے ادیب اپنے گناہون سے
سنا غفار ہم نے نام جب خلاق عالم کا

تپ فرقت مین نور ایسا ہی اپنی ناتوانی کا
کہ آمد شد نفس کی ہوتی ہی باعث گرانی کا

دم گریہ نہ پوچھو حال اشکون کی روانی کا
جدھر دیکھوا ودھر عالم نظر آتا ہی پانی کا

یہ سیدھا راستہ بیشک ہی ملک جاودانی کا
عدم کا پل ہی خم قاتل کی تیغ اصفہانی کا

بگڑنے کو بنا یہ ہی نتیجہ زندگانی کا
تن خاکی بشر کا ہی گھروندا وا رفانی کا

مرے ہر موے تن پر ہی شعاع مہر کا عالم
تصور جب سے ہی اک چہرۂ خورشید ثانی کا

بوڑھاپے مین تو ای پیر فلک یہ ظلم کرتا ہی
غضب ہوگا کہ جب ہوگا ترا عالم جوانی کا

نہو صحت مجھے ای ساقی ایسا سرخ بادہ ہو
جو بے تیرے پیون قطرہ شراب ارغوانی کا

مگر ہی دم بخود ساقی میکش کے تصور مین
کھلا اب حال ہم کو شیشے کی پنبہ دہانی کا

خوشامد سے بھی وہ اٹھتے ہین بر ہم کیا قیامت ہی
پڑا ہون پانون پر لیکن ہی دھڑکا سرگرانی کا

اگر اپنے دل و جان کی عوض ملجائے سستی ہی
نپوچھو حال کچھ جنس محبت کی گرانی کا

رہ جور و ستم مین گرم رو رہتا ہی روز و شب
فلک پہ شک نہو کس طرح کشتی دخانی کا

کیا تیغ تبسم سے جو ہمکو قتل قاتل نے
ہی عالم کھیت پر کشتون کے کشت زعفرانی کا

ہوا بحر غزل پر ہم کو بحر آب کا دھوکا
لکھا اشعار مین جب حال اشکون کی روانی کا

قدم رنجہ کیا مجھ ذرۂ بے قدر کے گھر پر
بیان کس منھ سے ہوا ای مہر تیری مہربانی کا

خیال آمد پیری سے ایسی چوکڑی بھولی
ہرن نشہ ہوا عین جوانی مین جوانی کا

خضر کو جاودانی عمر سے کیا زیست کی لذت
مزہ ہم مرنے والون کو ہی اپنی زندگانی کا

نہین آتے وہ آغوش تصور مین کسی صورت
نزاکت کو ملا جسدن سے عہدہ پاسبانی کا

تصور آتشین رخسار جانان کا ہی رونے مین
عجب یہ ساتھ دیکھا آج ہم نے آگ پانی کا

لبون پر جان کا آنا ہی جاتا سیکڑون منزل
تری فرقت مین ہی یہ حال اپنی ناتوانی کا

جو ہی کام آج کرنے کا نہ چھوڑو اوسکو تم کل پر
بھروسا کچھ نہین ای غافلو اس زندگانی کا

ہماری جان لینے کو کہین ہی زہر سے بڑھکر
لب جان بخش گو چشمہ ہی آب زندگانی کا

نہین یہ تاب موسی کی جو دیکھین جلوہ رخ کو
عیان ہی مصحف عارض سے آیہ لن ترانی کا

ہوا ثابت کہ ہی مہر درخشان برج آبی مین
پڑا پانی مین جب عکس اوس رخ خورشید ثانی کا

گیا کوئی کوئی جاتا ہی کوئی جانے والا ہی
تماشا ہی یہی ہر روز اہل دار فانی کا

ہماری سخت جانی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
دم آیا ناک مین قاتل کی تیغ اصفہانی کا

جو فرماتے ہو سب سچ ہی مگر اى حضرت ناصح
نہین کچھ سوجھتا اندھے ہین نشہ ہی جوانی کا

بھلا ہو موت کا ٹھہرا ہی آنا اونکا مر قد پر
نہ وہ تا زیست آئین گے برا ہو زندگانی کا

اوٹھا کرتا ہی درد ایسا کہ دل ہی بیٹھ جاتا ہی
خیال آتا ہی ہم کو جب تری اوٹھتی جوانی کا

رہے جو زندہ جاوید مثل خضر کیا حاصل
محبت مین تری مرنا مزہ ہی زندگانی کا

پڑے ہین پانون پر اوسکے اسی مین سربلندی ہی
قدم سے سر نہین اوٹھتا بھلا ہو ناتوانی کا

محبت مین لب جان بخش کے یہ سیر چشمی ہی
کہ مر کر بھی نہین طالب ہون آب زندگانی کا

۴

اودیب اونکے دہان تنگ کی جب سے صفت لکھی
زمانے مین ہوا شہرہ ہماری غیب دانی کا

۲۳

گل فردوس بلبل ہی ترے عارض کے گلشن کا
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے روشن کا

ہماری ناتوانی کے سبب یہ بوجھ ہی تن کا
کہ منکا اپنی گردن کا ہوا ہی سیکڑون من کا

چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اوسنے
ہوا اشک رو انور پر چراغ زیر دامن کا

تن خاکی کو اپنے ڈھیر مٹی کا سمجھتے ہین
رہا کرتا ہی ایسا ہمکو ہر دم دھیان مدفن کا

گلستان بنگیا ہی دل ہمارا داغون کی کثرت سے
کیا کرتا ہون مین گھر بیٹھکر نظارہ گلشن کا

ہمارے نالون کا جھنڈا اگڑا ہی سارے عالم مین
زمانے مین بجا کرتا ہی ڈنکا اپنے شیون کا

خوشا قسمت کہ اک دریاے بے پایان کا قطرہ ہون
زہے طالع کہ مین ذرہ ہون اک خورشید روشن کا

کسی شی کی نہین پروا لباس اپنا ہی عریانی
یہ وہ جامہ ہی جس مین کچھ نہین ہی کام سوزن کا

اگر تیرے شہید ونکا نہین ہی سوگ ای گلرو
لباس ماتمی گلزار مین پھر کیون ہی سوسن کا

دہان بے نشان کی یاد مین وہی جان ہی مینے
نشان ای دوستو ہرگز نہ رکھنا میرے مدفن کا

شعاع مہر کا عالم ہوا آنسو کے تارون پر
خیال آیا جو رونے مین کسی کے روے روشن کا

مثال نرد پھرتے ہین بسا طدہر مین گھر گھر
پتا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کا

اگر طغیانی سیلاب اشک ایسی ہی زندان مین
عجب کیا ہی جو ہر دانہ گلے زنجیر آہن کا

ہوا ہون جامہ زیبون کی محبت مین نحیف ایسا
کہ ناکا شہر کا میرے لیے ناکا ہی سوزن کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار ای قاتل عدم پونہچے
تری تیغ خمیدہ بن گئی پل آب آہن کا

کھڑے ہین طالب دیدار لاکھون ہین تمنا مین
ہٹی چہرہ سے زلفاونکی کھلے دروازہ گلشن کا

وہ لاغر ہون کہ اعدا بھی جگہ دیتے ہین آنکھون مین
بنا ہون خاکساری سے مین سرمہ چشم دشمن کا

ہمارے دست وحشت نے اوڑائین دھجیان میری
کہ ڈھونڈھے سے پتا ملتا نہین ہی جیب و دامن کا

وہ بد تقدیر ہین تشنہ رہے مقتل مین بھی جا کر
ہزار افسوس اچھو ہو گیا گھونٹ آب آہن کا

وہ قطرہ ہون کہ جسمین موجزن ہی بحر بے پایان
وہ ذرہ ہون کہ جو مشرق ہی مہر و ماہ روشن کا

تکیونکر اشک نکلین دھیان مین رو مخطط کے
خط عارض دھوان ہی آتش رخسار روشن کا

وہ صلح کل ہون آزردہ نہین رکھتا کسی کو مین
خیال ای دوستو یکسان ہی مجھکو دوست دشمن کا

۵

اگرچہ ہی فنون چند مین ماہر ادیب اچھا
مگر شکر خدا کرتا نہین دعوا کسی فن کا

۱۷

شہرہ یہ حسینون مین ہوا عام کسی کا
لیتا نہین جز اوسکے کوئی نام کسی کا

نظارہ ہوا ہی جو لب بام کسی کا
گھر غم کا بنا ہی دل ناکام کسی کا

آتا ہی نہین چین کوئی دم کسی پہلو
جاتا ہی ترے جانے سے آرام کسی کا

بھایا نہ کوئی گل ہمین گلگشت چمن مین
آیا جو خیال رخ گلفام کسی کا

شک نوح کے طوفان کا ہوتا ہی ہر اک کو
روتا ہی اگر عاشق ناکام کسی کا

کس رتبہ ہی بے رحم مرا رشک مسیحا
سنتا نہین درد دل ناکام کسی کا

دروازے کو تکتے رہے تا صبح نسوئے
تھا آنے کا وعدہ جو سر شام کسی کا

یارب یہی امید ہی درگاہ سے تیری
دیکھون نہ مین درد دل ناکام کسی کا

آتے ہی سرور آنکھون کی سیر دو عالم
کم جام جہان بین سے نہین جام کسی کا

دم بھر نہ ہوا صفحۂ خاطر سے کبھی محو
دل پر مرے لکھا ہی مگر نام کسی کا

آجانے سے اوس کے مہر یہ اوج ہو حاصل
باتین کرے گردون سے لب بام کسی کا

کچھ خوف نہین مجھکو تب ہجر کا اصلا
تعویذ ہی گردن مین مری نام کسی کا

اوس کوٹھے سے چڑھجانے سے جان آگئی تن مین
جان بخش ہی شاید کہ لب بام کسی کا

اللہ ری درازی کہ کمند اوسکو مین سمجھا
جوڑا جو کھلا آج لب بام کسی کا

وہ مست ہون ہر دم یہی منظور نظر ہی
آنکھون سے لگا لون جو ملے جام کسی کا

کیا کہنے کی حاجت ہی کہ اوس آئینہ رو کو
آئینہ ہی حال دل ناکام کسی کا

٦

مدت مین کشش دلکی اوسے آ ہوئی ہی
روز آنے لگا ہی مجھے پیغام کسی کا

١٩

جو دیکھا جلوۂ پُر فن کسی کا
ہوا دل وادی ایمن کسی کا

تہ و بالا زمین و آسمان ہون ۔ جو دل ٹوٹے پہ تہ مدفن کسی کا
دکھانا تو مین سے دل اونکا تو بولے ۔ عجب پُر درد ہی شیون کسی کا
جنون خیز اونکی جو زلفین نہوتین ۔ نہوتا چاک پیراہن کسی کا
نمانونگا تجھے ای دست وحشت ۔ اگر ثابت رہا دامن کسی کا
گل داغ جنون خندان ہین دائم ۔ مگر ہی بیخزان گلشن کسی کا
دل پُر داغ مین آکر وہ بولے ۔ عجب دلچسپ ہی گلشن کسی کا
ہوا روشن کہ نکلا ماہ تابان ۔ جو رخ سے ہٹگیا دامن کسی کا
دم قتل اس خجالت سے ہون تا دم ۔ لہو مین بھر گیا دامن کسی کا
لحد مین سن کے جاگ اوٹھتے ہین مردے ۔ صدائے صور ہی شیون کسی کا
ابھی دم بھر مین دریا موجزن ہو ۔ نچوڑا جائے جو دامن کسی کا
کہا سب نے کہ ہی فانوس مین شمع ۔ جو دیکھا رخ تہ دامن کسی کا
ہوا نظرون سے غائب دیکھتے ہی ۔ چھلاوا تھا مگر جوبن کسی کا
سراپا بنگیا سرو چراغان ۔ فروزان ہی یہ داغ تن کسی کا
ٹپک پڑتے ہین فرط غم سے آنسو ۔ اگر سنتا ہون مین شیون کسی کا
اوڑینگی دھجیان جوش جنون مین ۔ جو پونچا ہاتھ تا دامن کسی کا
جنون مین خانۂ زنجیر ہی گھر ۔ نہین اسکے سوا مسکن کسی کا
لباس ماتمی کیون تو نے پہنا ۔ مگر ہی سوگ ای سوسن کسی کا

ادیب اک روز ہین سب مرنیوالے
کسی پر ہی عبث شیون کسی کا

کور باطن کو نظر کیا پڑے جلوا اون کا
دیکھتا ہی او نہین ہر شی مین تماشا اون کا

خانۂ دل مین جو ہر سمت ہی جلوا اون کا
ہم کو گھر بیٹھے میسر ہی تماشا اون کا

کہتے ہین سرو روان جو قد بالا کو ترے
بول بالا کرے اللہ تعالے اون کا

سارے عالم کے حسینون مین ہوئی یہ شہرت
گڑ گیا حسن کی اقلیم مین جھنڈا اون کا

عشق مین سیم تنون سے کے یہ ہوئی استغنا
مال کو مال سمجھتا نہین شیدا اون کا

ایسی حیرت ہو کہ سکتے مین ہون مثل تصویر
دیکھلین مانی و بہزاد جو نقشا اون کا

وہ بلا زلفین ہین جو دیکھے اوسے سودا ہو
تینگے پہنچنے لگے جس پر پڑے سایا اون کا

زاہد و آئے بتون مین نظر اک شان خدا
میری آنکھون سے اگر دیکھو تماشا اون کا

موے سر غیرت سنبل کف پا غیرت گل
رشک گلہاے گلستان ہی سراپا اون کا

تیری زلفین ہین وہ دلکش جو ہو ملنے کی امید
آپ کو بیچ کے ہم مول لین سودا اون کا

سامنے منہ نہ خجالت سے کرے ساری عمر
آئنہ دیکھے اگر روے مصفا اون کا

آنکھ عشاق کی جسدن سے لگی ہی تمسے
ہو گیا خواب وہی روز سے سونا اون کا

لڑے ہر بات مین غیرونکی طرف سے ہم سے
آج وہ آئے تھے پہنے ہوئے جاما اون کا

رات دن بھیجتے ہین نامہ و قاصد عشاق
پھر نہ آئے خط جانان تو یہ لکھا اون کا

اختر خال کا ہی عشق جنھین مد نظر
آجکل خوب چمکتا ہی ستارا اون کا

قلزم عشق مین کیونکر نہ لگائین غوطے
آشنا ہم ہین یہ حسن ہی دریا اون کا

چشم دل سے جو تجھے دیکھتے ہین اے خوش چشم
مردم دیدۂ بینا ہی سویدا اون کا

سارے عالم مین نہ کیون دھوم مچے نالونکی
بام پر عرش کے بجتا ہی جو ڈنکا اون کا

لب جان بخش کے اک دن تو دکھاؤ اعجاز
ایک مدت سے ہی بیمار مسیحا اون کا

مالدارون کو ہی لازم کہ کھلائین کھائین
جب نہ کام آئے تو کس کام کا پیسا اون کا

اگ سے کہنے لگے خورشید قیامت نکلا
رخ پر نور جو پردے سے ہوا وا اون کا

کل نہ آئی کسی کروٹ یہ رہی بیتابی
دھیان سوتے مین ہمین جب کبھی آیا اون کا

کوچے قاتل مین نہ غیر آئین ہمارے ہوتے
ورنہ خون ایک کرین گے ابھی اپنا اون کا

بت جنکے دلمین ہی صنم نام خدا کا لب پر
قائل ای شیخ نہو گا کبھی بندا اون کا

دیکھتے ہین رخ روشن کو جو چشم دل سے
خال رخسار تمہارا ہی سویدا اون کا

کیون نہ بے مثل کہین صفحۂ ہستی پر ہم
دست قدرت نے بنایا ہی جو پتلا اون کا

آگے ابرو کے ہمین سینہ سپر رہتے ہین
غیر ہون سامنے دیکھین تو کلیجا اون کا

جو کہ بیمار تپ ہجر ہین ای رشک مسیح
کون ہی تیرے سوا پوچھنے والا اون کا

تیرے دیدار کا یہ شوق ہی مشتاقون کو
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا اون کا

خار دیتا ہی بہت یاد جب آجاتا ہی
خندۂ گل کی روش ہمسے وہ ہنسنا اون کا

اور گلزار مین جام مئی گلگون پیکر
فرط شادی سے وہ پھولے نسمانا اون کا

٨

ہم ہین ملک ہی مین خوش اہل دول سے کیا کام
ای ادیب اون کو مبارک ہو دوشالا اون کا

٣٣

خوشا وہ آنکھ جو دیکھے ستم خوش جمالون کا
نہ ہے وہ سر جسے سودا ہوا اون کے بالون کا

بڑھایا شوق ترے غم کے کھانیوالون کا
کہ اک نوالہ کیا سیکڑون نوالون کا

ہمین ہوا ہی جو سودا کسی کے بالون کا
مدام قید ہی جنجال ہی وبالون کا

زیادہ قرب جو ہی مشکبیز بالون کا
سوگند فیض سے سونا ہوا ہی بالون کا

سنین جو شور مرے دردناک نالون کا
تو پاش پاش کلیجا ہو سننے والون کا

لٹک کے دوش سے اولجھے ہین پانون جاکر
غضب کا طول ہی اوس بت کے سر کے بالون کا

جو پھینکے کاٹکے اوس رشک ماہ نے ناخن
گمان صاف ہر اک کو ہوا ہلالون کا

ہوا وہ شور کہ گونج اوٹھے گنبد گردان
بجا جو خلق مین ڈنکا ہمارے نالون کا

بھرا ہوا دل پر غم جو دیکھکر خط سبز
کہا ہر ایک نے یہ تعزیہ ہی بالون کا

تمہارے گیسوئے پیچان کا عشق مشکل ہی
نہین شک اسمین کہلانا ہی سہل کالون کا

جو تھا فروغ پر اختر نصیب کا کچھ کچھ
ہمین نظارہ ہوا خال خال خالون کا

فراق یار مین یہ زور ناتوانی ہی
کہ ہونٹون تک بھی ہی آنا محال نالون کا

نہ کام آئے یہ سوست پھسل پڑین اوپر
اگر نظارہ ہوا وس بت کے چکنے گالون کا

ہوا آبرو سے ملین سب یہ کیسکی منت کے
ہی اون چتون مین مژہ موتی کے نوالون کا

پھنسا ہی شوق سے اسمین جو مست لٹ ہمارا
فقیر چوٹی کا بھی بالکا ہی بالون کا

حباب وار ہوئے نیست بحر ہستی مین
مآل کار یہ تھا سر اوٹھانے والون کا

نہین ہی زیست کا حظ عمر جاودانی مین
خوشا نصیب ہی ای خضر مرنے والون کا

ہوئے ہین کیون لب لعلین یار صم و بکم
مبارکی کا سبب بولنا ہی لالون کا

ہر ایک بات مین کرتے ہو لاجواب یہان
جواب حشر مین دینا مرے سوالون کا

سپر کو توڑکے سینے کے پار صاف ہوا
تمہارے تیر مژہ مین ہی توڑ بھالون کا

وہ رشک گل جو چمن مین گیا پئے گلگشت
نہال باغ مین دل ہو گیا نہالون کا

شب وصال ہی آواز صور حشر مجھے
یہ شور و غل نہین مرغ سحر کے نالون کا

ہین اہل شوق کے یہ جمع مردم دیدہ
نہین ہجوم ہی رخ پر تمہارے خالون کا

ہو لطف تیری محبت کی راہ پہ چلنے مین
خلش جو خار کی ہو ٹوٹنا ہو چھالون کا

وہ بادہ کش ہین کہ اک دم مین خم چڑھاتے ہین
ہماری بزم مین کیا کام ہے کے پیالون کا

وہ ہل گیا دل نازک کہ دوڑے آئے آپ
اثر حضور نے دیکھا ہمارے نالون کا

دن اور رات کے نالون سے ایسے ہین بیچین
کہ دم ہی ناک مین ہیرے محلے والون کا

وہ آئے گریہ کنان سوز دل کی تسکین کو
سُنا جو پھوٹ کے رونا ہمارے چھالون کا

تمہارے کوچے سے کے ہم ای بتان آتشچشم
فقیر ہوگئے بستر ہی مرگچھالون کا

وہ پھنس گیا جسے چشمان مست سے دیکھا
ہوا شک آنکھون کے ڈورون پر اونکے جالون کا

قدم کا نقش بنا ہی بگڑ کے نقش وہ جو
یہ دیکھ حال ہوا تیرے پامالون کا

جو ہمسے پوچھو تو اون آنکھونکا ہی کیا کہنا
جنھین نظارہ میسر ہو خوش جمالون کا

٩ ادیب ایک سے ہو ایک دہر مین کامل
کوئی کسی سے نہ دعوا کرے کمالون کا ٣٢

عجز ہی ظلم سے بھی بڑھ کے ستمگارون کا
سرنگون جان کے لینے کو ہی تلوارون کا

یارب ہونے لگے بیڑا جو گنہگارون کا
یا خدا جاے گزر گھاٹ ہو تلوارون کا

ایک ہی دم مین کیا فیصلہ بیچارون کا
اونکے ابرو نے کیا کام وہ تلوارون کا

تونے پھندے مین تو پھانسا ہی مگر دھیان رہے
بال بیکا نہو اے زلف گرفتارون کا

دانت کھٹے کیے خنجر کے وہ جانباز ہوئین
سخت جانی سے ہی دم ناک مین تلوارون کا

اونکے نیچے سے گزر جاے تو ہوجاے جنون
پڑھکے سائے سے ہی سایہ تری دیوارون کا

دیکھ ای ترک نہ غصے مین چڑھانا ابرو
ہم سے کھچنا نہین اچھا تری تلوارون کا

تند رستون مین کسی دن نہوا اوسکا شمار
طرز نرگس مین ہی بیشک ترے بیمارون کا

ہچکیان لگ گئین مہمان ہین کوئی دم کے
اب دم آیا ہے لبون پہ ترے بیمارون کا

بار سر سے جو سبکدوش ہوا ابھی تو کیا — بار احسان ہے گران بار ستمگارون کا
اپنے ہاتون سے گلا کاٹ کے مین قتل ہوا — دل کا دل ہی مین رہا شوق ستمگارون کا
نہین معلوم گزرتی ہے عدم مین کیونکر — حال آکر نہ کسی نے بھی کہا یارون کا
آخرش پھوٹ کے سر قید مین مر جاتے ہین — دم جو گھٹتا ہے بہت تازہ گرفتارون کا
نہین معلوم بتا اے فلک بانیِ ظلم — رشتۂ عمر بڑا کیون ہے ستمگارون کا
بیکسی کے بجز اپنا نہین کوئی یا رب — تیری رحمت ہے وسیلہ ہے گنہگارون کا
پی کے مے سیر دو عالم کی کیا کرتے ہین — جام جم سے بھی بڑا جام ہے میخوارون کا
چھوڑ کر چل دیے سب اپنے پرائے افسوس — دیکھکر حال خراب آپ کے بیمارون کا
پاؤن پر ساقیِ میکش کے گرے جھوم کے ہم — کام مستی مین ہوا ایک یہ ہشیارون کا
کیا سنائی پڑے مرقد مین نکیرین کی بات — شور و غل کان مین ابتک ہے عزادارون کا
چشم جانان کا تصور دلِ بیمار کو ہے — سینۂ صاف شفا خانہ ہے بیمارون کا
شیخ صاحب نہ قریب آؤ اسی مین ہے خیر — دور ہی سے ہے سلام آپ کو میخوارون کا
رخِ گلرنگ سے اپنے جو اوٹھا دین وہ نقاب — رنگ پھیکا نظر آنے لگے گلزارون کا
شور محشر کے کھڑے کان ہون وہ مجنون ہون — غل جو سن لے مری زنجیر کی جھنکارون کا
چشم میگون کا تصور مرے دل مین کیون ہے — خانۂ کعبہ مین کیا کام ہے مےخوارون کا
خواب غفلت نے کیا ہے ہمین ایسا مدہوش — شور و غل سنتے نہین کوچ کے نقارون کا
دل دکھانا نہین کچھ بات ہے انکے آگے — کعبہ ڈھانا تو ہے اک کھیل دل آزارون کا
آتش حسن سے اوس گل کے چمن گلخن ہے — خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہے انگارون کا
بیوفائی جسے کہتے ہین وہ اونکی ہے وفا — رحم بڑھکر ہے ستم سے بھی ستمگارون کا

غمِ ہجران نے کیا ہی یہ ضعیف ولاغر
تار ٹوٹا نہ کبھی آنسوون کے تارون کا

چاندنی کا نہ خدایا کہین ہو جاے خلل
دلِ زخمی کو تصور ہی جو مہ پارون کا

تیرِ مژگان کی خلش دلسے نجاے یارب
لطف دیتا ہی کھٹکنا ہی مجھے خارون کا

۱۰

ای ادیب اوٹھ گئے اِس بزم سے جسدن سے صفیر
جلسہ بے لطف اوسی روز سے ہی یارون کا

۲۲

دم لبون پر ہی تمنائی کا
آگہ ہی وقت مسیحائی کا

دیکھے عالم تری زیبائی کا
یہ نہین منھ ہی تماشائی کا

دہنِ تنگ کے کیا ہون اوصاف
ناطقہ بند ہی گویائی کا

سخت اندھیر مچا رکھا ہی
منھ ہو کالا شبِ تنہائی کا

زلف شبگون کا ہی سودا جبسے
شوق ہی بادیہ پیمائی کا

باتین کرتے ہین تصور سے ترے
ہم کو کیا خوف ہی تنہائی کا

قدِ بالا کا ہون جبسے شیدا
دل ہی گھر آفتِ بالائی کا

روزِ محشر سے کہین ہی بڑھکر
ایک اک دم شبِ تنہائی کا

کعبہ و دیر مین کیا ڈھونڈھین ہم
کیا ٹھکانا بتِ ہرجائی کا

یا الٰہی مین اوٹھاؤن کبتک
بار کوہِ غم تنہائی کا

اپنی بیتابی دلسے ہیہات
اوٹھ گیا پانون شکیبائی کا

آئینہ دیکھو تو باطل ہو ابھی
تم کو دعوا جو ہی یکتائی کا

ترا صبر و خرد نے بھی ساتھ
دیکھو عالم مری تنہائی کا

مار گیسوے بتان کا چھونا
عاقلو کام ہی سودائی کا

دیکھکر جب سے اوسے آیا ہی — اک تماشا ہی تماشائی کا
ہوا سنگ در یار نصیب — بخت خفتہ ہی جبین سائی کا
آئینہ ہاتھ سے چھٹتا ہی نہین — شوق ایسا ہی خود آرائی کا
تیری تصویر سے باتین کرکے — غم غلط کرتے ہین تنہائی کا
ضعف سے بیٹھکے ہم اوٹھ نسکے — نہ چلا زور توانائی کا
ہجر مین پھوٹ کے رونین ایسا — نہین نام آنکھونمین بینائی کا
ہی یہی درگہ خالق سے دعا — منھ نہ دیکھون شب تنہائی کا
۱۱ ننگ کو نام سمجھتے ہین ادیب — خوف کیا عشق مین رسوائی کا ۲۱

جس سے کچھ بھلا نہین ہوتا عوام کا — ای منعمو وہ مال نہین کوڑی کام کا
چسکا پڑے ذرا جو مئی لالہ فام کا — زاہد کو ہوش ہو نہ حلال وحرام کا
دل کیون نہ سیر سے ہو شگفتہ عوام کا — کوئے بتان نمونہ ہی دار السلام کا
ای دل صبا سے بڑھکے نہین ہی پیامبر — اوس گل سے قصد ہو جو پیام وسلام کا
چاہیے جو مجھکو اوسکے غلامونکا ہون غلام — بندہ ہون دوستونمین محبت کے نام کا
سیر جہان سے سیر ہین ہم رند بادہ نوش — رتبہ ہی جام جم سے بلند اپنے جام کا
تم گنجفے مین دہر کے وہ شاہ حسن ہو — بندہ ہی آفتاب تمہارے غلام کا
دردتب فراق سے وہ بیقرار ہون — دکھتا ہی مجھکو دیکھکے دل خاص وعام کا
ہم جان نثار فرط مسرت سے مرگئے — اوس ترک سے جو حکم سنا قتل عام کا
چار آنکھین جب سے ہوگئین مخمور ہوگیا — ساقی کی چشم مست مین عالم ہی جام کا
دلکو تب فراق کا ہو خوف کسطرح — تعویذ ہی گلے مین مرے اونکے نام کا

وصف رخ صبیح مرا صبح کا ہی ورد
توصیف زلف یار وظیفہ ہی شام کا

کرتے ہو کعبۂ دل عاشق مین بدعتین
پاس ادب بتو نہین بیت الحرام کا

تیوری چڑھا کے منھ کو بنا کے ندو شراب
مشتاق مین ہون دست محبت کے جام کا

جب سے ہوا ہون زخمی تیغ فراق یار
دیکھا کبھی نہ زخم نے منھ التیام کا

میری طرح ہو وہ بھی کسی پر فریفتہ
طالب نہین ہون یار سے اور انتقام کا

وہ رشک ماہ آج مرے گھر ہی جلوہ گر
کیونکر نہ عرش پر ہو دماغ اپنے بام کا

زلفونکو اوسکی دیکھکے دل ہو گیا مقیم
ٹھہرا مسافر آکے ہوا وقت شام کا

ساقی کے جاتے ہی ہوئی برہم یہ بزم مے
شیشے کا ہی نشان پتا ہی نہ جام کا

اک وقت کھا کے کیون کرین وقت دگر کی فکر
جسنے دیا ہی صبح وہ رازق ہی شام کا

۱۲ باغ جنان کو جب سے کنارے گئے ادیب
عاشق نہین رہا کوئی حسن کلام کا ۲۳

زار یہ عشق میان مین تن لاغر ہوگا
کمر یار سے کم بال برابر ہوگا

جو ترے دام مین ای زلف معنبر ہوگا
قید عالم سے وہ آزاد سراسر ہوگا

تیرہ بختون کی جو تقدیر کا اختر ہوگا
دیکھنا خال وہی روے زمین پر ہوگا

بن کے دُر تاکہ کرے حلقہ بگوشی تیری
بحر آب گہر اک قطرہ سمٹ کر ہوگا

جلوہ فرما کسی دن آکے جو ہوگا وہ مہر
گھر مرا منزل خورشید منور ہوگا

دھوم ہو جائیگی خورشید قیامت نکلا
وا جو زلفون سے ترا روے منور ہوگا

آتش عشق کے مضمون لکھے مین خط مین
بے پر و بال مرا جل کے کبوتر ہوگا

جو قناعت کی گرہ باندھین گے مثل گوہر
آب و دانہ اونھین گھر بیٹھے میسر ہوگا

سبزۂ خط کا اگر رنگ لگیگا کچھ بھی
آئینہ روے مصفا کا مکدر ہوگا

بیت ابرو کی تری یاد رہیگی دلمین
مصرعۂ قامت موزون مرے لب پر ہوگا

تلخ ہر بات تری مجھکو لگے گی میٹھی
اور لب مین مزۂ قند مکرر ہوگا

عشق قامت ہی پس مرگ بجاے سبزہ
خاک سے قبر کی روئیدہ صنوبر ہوگا

وصف نامے مین جو ہوگا رخ روشن کا رقم
نقطہ خط کا مرے خورشید منور ہوگا

سننے کو عارض گلگون کی صفت گلشن مین
ہر روش پر ہمہ تن گوش گل تر ہوگا

وو وہ آہ دل پرسوز اگر اوٹھے گا
آسمان اور نیا روے زمین پر ہوگا

آمد گل کی خبر سنتے ہی ہر اک وحشی
مثل غل خانۂ زنجیر سے باہر ہوگا

مین جو عشق دُر دندان مین پڑھونگا تسبیح
دانۂ سبحہ ہر اک دانۂ گوہر ہوگا

پشت گردون نظر آئیگی مجھے روے زمین
اوج پر جب کبھی تقدیر کا اختر ہوگا

لیکے نامے کو مرا شوق ہی اوڑجائیگا
خط کے لیجانیکو عنقا جو کبوتر ہوگا

مین وہ میکش ہون کہ مئی ہوگی مجھے آب حیات
لب جان بخش سے بڑھکر لب ساغر ہوگا

وہن تنگ کی الفت مین جو ہون آنکھین رو تی
دیدۂ مور مین رہنے کو مرا گھر ہوگا

دل گریان مین نہین ہی قد دلجو کا خیال
ایستادہ لب جو نخل صنوبر ہوگا

۱۳

عاشقانہ غزل اک اور بھی لکھتا ہون ادیب
داد دیگا وہی جو صاحب جوہر ہوگا

۱۶

بار احسان کا گران کوہ سے مجھپر ہوگا
بوجھ اک تنکے کا میرے لیے چھپر ہوگا

لکھتے لکھتے خط شوق او نکو یہ دفتر ہوگا
ڈاک خانے سے بھی گھر یار کا بڑھکر ہوگا

رنگ پان یار نہ رنگ اکت سے لبون پر ہوگا
بوجھ مسی کی دھڑی کا اونھین من بھر ہوگا

بڑھکے کوڑی سے بھی بیقدر جبینے نہ ہوگا — وقت کا اپنے بلا ریب وہ بوذر ہوگا
ملک و جن و بشر سب ہین مطیع فرمان — حکم سے تیرے کبھی کوئی نہ باہر ہوگا
حرف رخصت کا تو سنتے ہی ہوا دل بیتاب — چین جانے سے تمھارے مجھے کیونکر ہوگا
مین وہ میکش ہون کہ جب فصل بہار آئیگی — دوش پر مئی کا سبو ہاتھ مین ساغر ہوگا
وقت شب آج بھی وہ گل نہ اگر آئیگا — بستر خار مجھے فرش گل تر ہوگا
صدمۂ ہجر سے ایسا ہی اگر تڑپیگا — دل بیتاب مرا سینے سے باہر ہوگا
گل کو جو خار نزاکت سے سمجھتے ہین آج — اونکا گل بعد فنا خاک کا بستر ہوگا
چشم گریان کو نہ دیکھے کوئی چشم کم سے — جاری ان چشمون سے اک روز سمندر ہوگا
کیا ہی غم بند جو دربان در یار کرین — سر کو دیوار سے ٹکرائین گے جب در ہوگا
کیا بتائین کہ کہان رہتے ہین ہم خانہ بدوش — بیٹھ جائینگے جہان جاکے وہین گھر ہوگا
تیر دلدوز لگے گا تو بر آئیگی مراد — حسرت دل کے نکلنے کے لیئے در ہوگا
بیٹھ جانے سے ترے ہوگی قیامت قائم — اور اوٹھنے سے بپا فتنۂ محشر ہوگا

۱۴

پائینگے خون جگر کھانیکی ہم داد ادیب
خوش اگر سن کے غزل کوئی سخنور ہوگا

۲۱

وقت گریہ جو خیال در دندان ہوگا — قطرۂ اشک مرا گوہر غلطان ہوگا
وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہوگا — شرم سے مہر چراغ تہ دامان ہوگا
راہین پیچیدہ ہین گم ای دل نادان ہوگا — کوچۂ زلف تجھے بھول بھلیان ہوگا
اپنی آنکھون مین اگر سرمۂ عرفان ہوگا — تو ہی ہر ذرے سے ہر سمت نمایان ہوگا
قید مین یاد اگر وہ گل خندان ہوگا — بڑھکے گلزار جنان سے مجھے زندان ہوگا

خون ہوگا جو اسی طرح تمناؤں کا — دل ویران میں مرے گنج شہیدان ہوگا

لب لعلین بتان کے جو لکھیگا اوصاف — وقت کا اپنے وہ یاقوت رقم خان ہوگا

ہنسکے وہ قاتل گلرو جو کریگا بسمل — زخم ہر ایک بدن پر گل خندان ہوگا

غم کی صورت وہ بنایا ہی مجھے فرقت نے — دوست تو دوست عدو دیکھکے گریان ہوگا

داغ دل ہونگے درخشان جو عدم مین اپنے — دیکھنا شہر خموشان مین چراغان ہوگا

ہم نہ سچ مانینگے پھر بھی کبھی اے وعدہ خلاف — وقت وعدہ تو اگر حامل قرآن ہوگا

برگ گل ہجر مین اوس گل کی بنیگا خنجر — باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہوگا

وصف مین عارض روشن کے لکھونگا جو غزل — مطلع نور مرا مطلع دیوان ہوگا

کھا کے دھوکا ترے عشاق کرینگے لاکھون — خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہوگا

ہڈیان اپنی کرین نذر جو ہمائی مین — شاد کیا پھر بھی نہ تو اے سگ جانان ہوگا

ایک اک زخم مرا حشر مین پیش آور — تیرے بیداد کے انصاف کا خواہان ہوگا

لائیگا جذبہ دل کھینچکے اوسکو مرے پاس — صورت عمر رواں گو وہ گریزان ہوگا

ہونگے دل اور جگر نذر پئے مہمانی — میرے سینے مین ترا تیر جو مہمان ہوگا

جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہون مین — جس کا طالب نہین اکوئی نہ خواہان ہوگا

اوسکو طفلی مین فرشتون نے جو دیکھا تو کہا — یہ بشر مردمک دیدہ انسان ہوگا

۱۵

باغ مین اہل سخن ہین ہمہ تن گوش ادیب — ذاکر بلبل ہند آج غزل خوان ہوگا

۱۶

دیکھیے مصحف رخسار وہ کیسا ہوگا — ہاتھ سے اپنے خدا نے جسے لکھا ہوگا

وا جو پردے سے تمہارا رخ زیبا ہوگا — ابھی بس قدرت خالق کا تماشا ہوگا

غسل اونکا پے عشاق تماشا ہوگا
وہ نہائین گے تو سیلاب دریا ہوگا

زاہدو پھر نہ یہ سبحہ نہ مصلا ہوگا
سب کو بھولو گے اگر دھیان اودھر کا ہوگا

آج ہی کیون غم فردا کرین بیفائدہ ہم
کس کو معلوم ہی یہ بات کہ کل کیا ہوگا

دلکو ناصح جو نصیحت سے پکائین گے بہت
پک کے پھوڑا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

اسکے باعث سے ہی اوس رشک مسیحا کی یاد
کیا برا ہی جو نہ درد جگر اچھا ہوگا

برگ گل خار سمجھتے ہین نزاکت سے جو آج
حیف کل فرش زمین پر اونھین سونا ہوگا

مین وہ مینوش ہون جب مے سے کرونگا توبہ
باغ ویران ہر اک میکدہ سونا ہوگا

زینت اہل جنون ہی یہ رہیگا تا زیست
طوق گردن مین مرے ہار گلے کا ہوگا

کھولنا عقدۂ تنگی دہن کا ہی محال
نکتہ بینون سے کہان حل یہ معما ہوگا

دلمین ہی یاد بتان نام خدا ہی لب پر
واعظو یہ کہین قرآن مین آیا ہوگا

دیکھنا تیغ کھینچا جو مرے قاتل نے
نیمجان کوئی پڑا کوئی سسکتا ہوگا

زندگانی کے مزے خضر بھلا کیا جانین
زیست کا لطف اونھین ہی جنھین مرنا ہوگا

کھولنا مہر لب یار کا کچھ بات نہین
بات کرتے مین ابھی قفل دہن وا ہوگا

دیکھکر روبرو آئینہ رخ کی صفائی
طوطی سبزہ خط یار کا گویا ہوگا

یہ برا حال ہی فرقت مین کہ کہتے ہین طبیب
اچھون اچھون سے یہ بیمار نہ اچھا ہوگا

شرم آب در دندان سے تری ای یم حسن
صورت قطرہ سمٹ کر ابھی دریا ہوگا

گرمی عشق ہی ایسی کہ نہائینگے جو ہم
خشک مثل لب عاشق لب دریا ہوگا

۱۶
اس زمین مین ہو کچھ اور بھی اشعار ادیب
قدرداں بیٹھے ہین سب لطف سخن کا ہوگا
۲۹

دست شفقت سے عطا اونکا جو چھلا ہوگا
ہاتھ بھر کا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

جب کہا ہجر مین مضطر دل شیدا ہوگا
بولے جھنجھلا کے وہ جھوٹے کا کلیجا ہوگا

جو کہ اے یار تری خاک کف پا ہوگا
چشم خوبان جہان کا وہی سرما ہوگا

سبب آرام کا مٹی کا بچھونا ہوگا
سنگ مرقد ہی لحد مین مجھے تکیا ہوگا

جور زخمون سے ہی دل اُف نہین کرتے منہ سے
کسی جانباز کا ایسا بھی کلیجا ہوگا

وعدۂ وصل جو اے گل نہوا ایفا آج
بستر گل ہمین کانٹون کا بچھونا ہوگا

خار بنکر دل اغیار مین ہم کھٹکین گے
تن لاغر جو کبھی سوکھ کے کانٹا ہوگا

سیدھے آئینگے وہ اغیار سے ٹیڑھے ہوکر
بخت برگشتہ مرا جب کبھی سیدھا ہوگا

عشق مژگان صنم چاہیے بحر غم مین
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہوگا

پڑھ نہ لوگون کے دکھانے کو نماز اے زاہد
داغ ماتھے کا ترے نیل کا ٹیکا ہوگا

زاہد و گنبد مدفن ہی تمھاری دستار
مردہ دل ہو مزۂ زیست تمھین کیا ہوگا

طائر ہوش اڑے کیلیے گا تا سُنکر
مگر اوس شوخ کی آواز مین کھٹکا ہوگا

گھونٹ شربت کا اوسے جان ہم پی لینگے
سخن تلخ لبون سے ترے میٹھا ہوگا

عمر بھر رخ نکرونگا ترے لب سے کیطرف
دیکھنا دل لب شیرین سے جو کھٹا ہوگا

ہاتھ سے تیرے اگر ہونگے شہید اے قاتل
سر کے جانے کا نہ افسوس نہ دھڑکا ہوگا

بار خاطر نہ کبھی ہونگے عدو کو اپنے
ناتوانی سے تن زار یہ ہلکا ہوگا

ہون وہ بد قسمت اگر ڈوبنے کو جاؤنگا
ایک بیک چاہ ذقن یار کا اندھا ہوگا

عمر بھر مین بھی رقم ہو تو سمجھ جلد ہوا
کیا ترا وصف دہن منھ کا نوالا ہوگا

لب جان بخش کی الفت مین اگر لیگا جان
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہوگا

خلد مین جن دنون آجائیگی یاد اوس قد کی
سایۂ جن و پری سایۂ طوبا ہوگا

رخ پر نور چھپاؤگے اگر پردے مین
چار سو سارے زمانے مین اندھیرا ہوگا

آرزو ہی کہ ملے بوسہ لب شیرین کا
اور کیا ملنے سے تیرے ہمین میٹھا ہوگا

آج کہتا ہون کہ کل ہوگی قیامت برپا
ابھی چھوٹا جو ترا وعدۂ فردا ہوگا

ہون یہ بیزار ادھر کو نہ پڑھونگا مین نماز
تیرے گھر کی طرف اے شوخ جو کعبا ہوگا

گل اگر عارض گلرنگ ہین تیرے اے گل
زلف شبرنگ دھوان آتش گل کا ہوگا

نالہ و آہ کرین گے ہم اگر فرقت مین
دیکھ لینا کہ زمانہ تہ و بالا ہوگا

سخت جانی کا برا ہو یہ خجالت ہے مجھے
صدمہ کچھ ہاتھ کو جلاد کے پہونچا ہوگا

ہون وہ غم دوست ملیگا جو مجھے کھانیکو
غم کونین مرا ایک نوالا ہوگا

۱۷ ۷

دست دلبر سے ابھی دل ہی کو رونا ہے ادیب
آج تو دل کو ہی کل آنکھون کو رونا ہوگا

ہم بغل دم بھر جو وہ آرام جان ہو جائے گا
ہمکو حاصل عیش عمر جاودان ہو جائے گا

یاد ساقی بادہ نوشون کو رولائے گی ضرور
قہقہہ شیشے کا ہمکو ہچکیان ہو جائے گا

مجھکو سب شاعر کہین گے شاعر نازک خیال
جب غزل کے درمیان وصف میان ہو جائے گا

جب کمر کے عشق مین ہونگے نحیف و زار ہم
گھر ہمارا چشم مور ناتوان ہو جائے گا

طوق گردن ہجر مین ساقی کے ہوگا دور جام
موجۂ مے میکدہ مین بیڑیان ہو جائے گا

ہنسکے تم تیغ تبسم سے کروگے جن کو قتل
کھیت اون کشتون کا کشت زعفران ہو جائے گا

۱۸ ۴۲

کیون ڈرین ہم گرمی خورشید محشر سے ادیب
دامن آل پیمبر سائبان ہو جائے گا

جب ہمارا مہر داغ عشق روشن ہو گیا
آفتاب حشر شمع زیر دامن ہو گیا

قلقل مینا ہوئی فرقت مین شیون سے سوا
دور ساغر گردش سنگ فلاخن ہو گیا

مین وہ میکش ہون ہوا جب میکشی سے دست کش
میکدہ سونا ہوا ویران گلشن ہو گیا

چار آنکھین ہو گئین جب اوس سراپا جور سے
دیدۂ اعمی مادرزاد روشن ہو گیا

مین ہوا انصاف کا خواہان تو کھینچا یار نے
ہاتھ میرا جب بڑھا کوتاہ دامن ہو گیا

اتنی توڑین زاہدون نے آکے اوس بت کے حضور
دانہ تسبیح کا جمع ایک خرمن ہو گیا

پٹیان ہم نے بنائین پھاڑ کر دستار سر
پٹیون مین زخمون کے جب صرف دامن ہو گیا

فاتحہ پڑھنے جب آیا قبر پر وہ مہروش
ذرۂ خاک لحد خورشید روشن ہو گیا

غول پریون کے ہین ساتھ اوس شہسوار حسن کے
نقش سُم سے بڑھکے نقش پائے توسن ہو گیا

گریۂ ہجر رخ روشن مین جب پونچھے سرشک
غیرت خطّ شعاعی تار دامن ہو گیا

پی شراب روح پرور جان تن مین آگئی
آب مے سے بھر چراغ زیست روغن ہو گیا

دشت پیمائی جو کی سودائے زلف یار مین
جادۂ صحرائے وحشت مار رہزن ہو گیا

روئے انور کی صفت مین شعر جب ہمنے پڑھے
موئے تن ہر ایک گویا شمع روشن ہو گیا

یاد مین مسّی کی غنچہ کم نہین پیکان سے
ہجر مین خنجر مجھے ہر برگ سوسن ہو گیا

رونے سے جاتا رہا سوز غبار دل مرا
دیدۂ تر سے مرے بیساکھ ساون ہو گیا

روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہو گئین
دیدۂ گریان مثال چشم روزن ہو گیا

کیا نزاکت ہے کہ وصل اوسکا ہوا جب خواب مین
نیل سے بوسون کے لب گلبرگ سوسن ہو گیا

لوگ بول اوٹھے سوا نیزے پر آیا آفتاب
بام پر پردے سے وا جب روئے روشن ہو گیا

اونگلیان کیون اوٹھتی ہین جاتا ہون مین مجنون جدھر
کیا ہلال عید میرا طوق گردن ہو گیا

سختی جان نے جو رکھا ذبح سے محروم حلق
شرم سے غرق عرق مین تا بگردن ہوگیا

جب سے سودا ہی ہمین اوس گلبدن کی زلف کا
ہار گردن کا ہمارے طوق آہن ہوگیا

روے روشن وصل مین اوسنے چھپایا اسطرح
سدّ اسکندر ہمارے حق مین دامن ہوگیا

۱۹

اونکی مستی کا جو لکھا وصف ہمنے ای ادیب
ہر ورق دیوان کا گلبرگ سوسن ہوگیا

۲۰

بوریا جب بہر بستر مل گیا
سمجھے ہم تخت سکندر مل گیا

کے مجھسے کیا وہ دلبر مل گیا
ذرّے سے خورشید خاور مل گیا

آفتاب حشر سے ہم کیون ڈرین
سایۂ دامان دلبر مل گیا

جوہری سمجھین گے اپنی آبرو
کان کا اوسکے جو گوہر مل گیا

ہوگئے سیراب آب تیغ سے
حلق سے جسدم کہ خنجر مل گیا

بام پر چڑھکر گیا جب سامنا
ماہ سے وہ روے انور مل گیا

اوسکے کوچے مین ہوے ہین ہم مقیم
گلشن فردوس مین گھر مل گیا

ظلم سے ہمکو ملا کر خاک مین
سچ بتا کیا ای ستمگر مل گیا

زاریٔ عشق کمر نے کر دیا
موے تن مین جسم لاغر مل گیا

سیم و زر کی کیون کرے وہ آرزو
جس کو لطف وصل دلبر مل گیا

شاد ہو کر کیون نہ شکر حق کرون
عید آکر وہ ستمگر مل گیا

زیر خنجر آرزو پوری ہوئی
دیکھنے کو وہ ستمگر مل گیا

آبرو خجلت سے مٹی ہوگئی
جب دُرِ دندان سے گوہر مل گیا

ہاتھ سے اپنا گلا کاٹین گے ہم
دست قاتل سے جو خنجر مل گیا

یا خدا یہ بھی بر آئے آرزو
دل بھی مل جائے جو دلبر مل گیا

یاد رخ مین جب غزل کی فکر کی
مطلع خورشید انور مل گیا

لے لیا بوسہ لب جان بخش کا
چشمۂ آب سکندر مل گیا

چشم وحدت جس گھڑی وا ہوگئی
دل مین اپنے ہی وہ دلبر مل گیا

آگیا دل مین مرے وہ بحر حسن
ایک قطرے مین سمٹ کر مل گیا

۲۰ جذب دل کہتے ہین اسکو امیر اب
آگئے ہم سے خود وہ دلبر مل گیا ۲۸

صبح وصال شور قیامت گجر ہوا
آواز صور نالۂ مرغ سحر ہوا

اچھا نہ ہم سے کام کبھی عمر بھر ہوا
کہتے ہین جسکو عیب وہ اپنا ہنر ہوا

بے یار موت زیست ہوئی قبر گھر ہوا
کام نہنگ فرقت جانان مین در ہوا

کیونکر نہ مجھکو جان سے بڑھکر عزیز ہو
باعث تمہاری یاد کا داغ جگر ہوا

سب کو ہوا گمان تجلی طور کا
بے پردہ بام پر جو وہ رشک قمر ہوا

رونے مین یاد جب لب رنگین کی آگئی
جاری ہماری آنکھون سے خون جگر ہوا

عنقا کی طرح اب کبھی آتا نہین نظر
ہین لاغری مین یار کا موئے کمر ہوا

سر ہے وہی کہ جسمین ہو سودائے زلف یار
دل ہے وہی جو اوسکی محبت کا گھر ہوا

دیکھی جو یار کی دُر دندان کی آب و تاب
بطن صدف مین شرم سے پنہان گہر ہوا

فرقت مین یاد آئی جو مژگان یار کی
ہر موئے جسم زار مرا نیشتر ہوا

یارب ہوا مین شیفتہ کیون لطف یار کا
بیٹھے بٹھائے کیا یہ مجھے دردسر ہوا

سب جوہری زمانے کے کرتے ہین آبرو
حلقہ بگوش یار کا جب سے گہر ہوا

موئے میان کی یاد مین رویا مین اسقدر
آب سرشک چشم مرے تا کمر ہوا

پیری ہی اب عبادت حق غافلو کرو
بیدار خواب سے ہو کہ وقت سحر ہوا

گلزار کائنات فنا کی دلیل ہی
میل رہ عدم مجھے ہر اک شجر ہوا

شکر خدا کہ یہ تو کہا مجھسے یار نے
مدت کے بعد کیجیے تو آنا کدھر ہوا

چھلا لیا ہی اوسنے مگر اسنے نقد دل
دزد حنا سے چٹکے یہ دزد نظر ہوا

اللہ رے شوق قتل کہ قاتل کے روبرو
حاضر ہین اپنے سر سے کفن باندھکر ہوا

اوصاف شام زلف و صفات رخ صبیح
میرے لیے وظیفۂ شام و سحر ہوا

پیکان چمن مین غنچے تو گل خار ہو گئے
خنجر فراق یار مین برگ شجر ہوا

بھونچال تھا کہ جنبش ابروے یار تھی
سارا زمانہ دم مین ادھر کا ادھر ہوا

گھر بیٹھے راہ ملک عدم کر رہے ہین طے
مانند شمع ہم کو وطن مین سفر ہوا

درکار ہم کو شمع نہین ہی شب وصال
پر نور اوسکے عارض روشن سے گھر ہوا

دریا مین جا کے جب کہ نہایا وہ رشک ماہ
ہر اک حباب بحر مین برج قمر ہوا

وہ خفتہ بخت ہون کہ نہ سر گشتگی گئی
جب پانون اپنے سو گئے دوران سر ہوا

ضعیف ہی کہ پھر نہ اوٹھے مثل نقش پا
جا بیٹھے جس مقام پر اپنا وہ گھر ہوا

ای جسم زار تجھکو نہ لاغر کہین گے ہم
موے میان سے فرق اگر بال بھر ہوا

۲۵ بیدار ای ادیب ہو غفلت کے خواب سے
پیری کے دن اب آ گئے وقت سحر ہوا ۱۷

باغ مین اوس رشک گل کا شوق دید ایسا ہوا
مثل نرگس مین سراپا دیدہ بینا ہوا

جو دم صحرا نوردی پانون مین چھالا ہوا
دشت پیمائی کی شہرت کو وہ نقارا ہوا

کب جبین تیری صفت کا و سر اپیدا ہوا
تو مہ کامل ترا رخ چاند کا ٹکڑا ہوا

عشق مین مین جامہ زیبون کے نزار ایسا ہوا | دیدۂ سوزن بھی مجھکو شہر کا ناکا ہوا
اوس مسیحا سے کوئی کہدے کہ وقت نزع ہے | ایک دم کے آنے مین کیون اسقدر وقفا ہوا
جان آئی ہے لبون پر گفتگو کے شوق مین | منتظر ہے دید کا آنکھون مین دم آیا ہوا
وقت گریہ یاد جب آئے لب رنگین یار | جاری آنکھون سے ہماری خون کا دریا ہوا
وہ سہی قامت جو آیا بہر گلگشت چمن | سرو گلشن باغ سے ہوکر خجل لمبا ہوا
روز غم کھاتا ہے اپنی زیست سے رہتا ہے سیر | طالب دیدار جب سے دید کا بھوکا ہوا
ہجر مین مجھ ناتوان سے بڑھ کے ہوگا زار کون | اپنی گردن کا جو تنکا سیکڑون من کا ہوا
وحشت بیجائی سے اپنی آتش سودا بڑھی | بڑھ کے باد تند سے بھی دامن صحرا ہوا
عارض گلگون کے پرتو سے ہوا پانی گلاب | جلوہ فرما جب وہ رشک گل لب دریا ہوا
پھوٹ کر اسطرح رویا یاد مین آنکھون کی مین | میری آنکھون سے روان اک خون کا دریا ہوا
آفتاب حشر نکلا پڑ گئی عالم مین دھوم | داغ سوزان سے ہمارے جب جلا اچھا ہوا
بام پر چڑھ کر ہوا تھا جلوہ گر وہ ایک روز | ماہ کا منھ چرخ پر خجلت سے ہے اوترا ہوا
سبزۂ خط گرد ہے اوس مصحف رخسار کی | لوح قرآن پر ذرا دیکھو تو کیا مینا ہوا
ذرۂ بے قدر مین ہے مہر تابان کا فروغ | قطرۂ ناچیز تیرے فیض سے دریا ہوا
جب کیے اوصاف ہم نے قد بالا کے رقم | بول بالا اے صنم تا عالم بالا ہوا
کچھ کچھ اوسمین ہے شباہت قامت دلدار کی | داخل باغ جنان اسواسطے طوبا ہوا
روبرو عارض کے تیرے اے گل شیرین ادا | رنگ رخسار گل باغ جنان پھیکا ہوا
خار حسرت بن کے کھٹکونگا دل اغیار مین | اسلیے فرقت مین اے گل سوکھ کے کانٹا ہوا
ہوگیا دنیا مین ہر اک کو یقین بھونچال کا | جنبش مژگان سے جب عالم تہ و بالا ہوا

ہون وہ سودائی چلا جب وشت پیمائی کو مین — مار رہزن یاد گیسو مین ہر اک جادا ہوا
سیر کو آو شگفتہ ہین گل داغ جگر — خانہ باغ دل مرا ہی آج گل پھولا ہوا
زندگی مین رنج فرقت سے برا یہ حال تھا — سن کے مرنے کی خبر سب کہتے ہین اچھا ہوا
ہو گیا زندہ لب جان بخش پر جب مر گیا — جو ہوا بیمار چشم یار وہ اچھا ہوا
کون کہتا ہی صفا مین مثل روے یار ہی — آئینے کا منھ ہی میرا روز کا دیکھا ہوا
ہو گیا بدنام اے زاہد نماز کر سے — داغ پیشانی کا تیری نیل کا ٹیکا ہوا
منتظر ہون دیر سے رنج فراق یار مین — کس لیے آتی نہین یارب اجل کو کیا ہوا
دیکھو برباد اسکو تم ہرگز نہ کرنا بھول کر — یہ دل نازک بتے نازون کا ہی پالا ہوا
چھوٹنا مشکل ہی اوسکا گھٹ کے مرجانا ہی سہل — زلف پیچان مین تری جو دل کہی اولجھا ہوا
تا کہ خوش چشمون کی آنکھون کو نہ لگجائے نظر — دیدہ نرگس چمن مین اس لیے اندھا ہوا
ہو گئے نازک کس طرح مجھکو اوٹھایا بزم سے — نام بدنام اے صنم تیری نزاکت کا ہوا
کوے جانان کی زمین پکڑی ہی گر کر مثل اشک — ضعف سے مین بیٹھکے اوٹھنے مین نقش پا ہوا
مجھ گدا کے گھر کرم اوس شاہ خوبی نے کیا — بوریے کا اپنے پایا عرش سے اونچا ہوا
ہو گئے لب بند افراط حلاوت کے سبب — نام لینے سے لب شیرین کے منھ میٹھا ہوا
غیر کے لینے سے بوسہ آبرو کم ہو گئی — آپ کا یاقوت لب سچا تو تھا جھوٹا ہوا
غیر کو ناحق دکھایا تونے روے بے نقاب — شربت دیدار تیرا اے صنم جھوٹا ہوا
رکھتی ہی رنج و بلا مین روز تو عشاق کو — ای شب ہجران ترا اسوجہ منھ کالا ہوا
چند روزہ ہی بہار رنگ و بوے گلزار مین — گل ہر اک ہی حسن پر اپنے عبث پھولا ہوا
روی گلگون پر نہین زلف پریشان بتان — آتش گل کا دھوان گلشن مین ہی پھیلا ہوا

۲۲

قدسیون نے اونگلیان کانون مین دینکر دیب
عرش اعظم پر مرے نالونکا جب ٹکا ہوا

۲۱

بیٹھے جہان پر آکے وہ فتنہ کھڑا ہوا	اوٹھے تو ساتھ اوٹھنے کے محشر بپا ہوا
وہ بھر چشم اہل نظر تو تپا ہوا	جو خاکسار پسکے تری خاک پا ہوا
طوفان رنج و غم سے ہوا وہ کنارہ کش	ای بحر حسن جو کہ ترا آشنا ہوا
اوس ترک جنگجو سے ہو کس طرح جانبری	مذہب مین جسکے خون بہانا روا ہوا
ای شاہ حسن تو ہی وہ مسعود روزگار	جو پر ترے ہوا مین وہ اڑا وہ ہما ہوا
بحر جہان مین جسنے اوٹھایا ذرا بھی سر	شکل حباب ایک ہی دم مین فنا ہوا
ای رشک گل ترے قد موزون کی شرم سے	ہر سرو ہی زمین چمن مین گڑا ہوا
کیون خندہ زن چمن مین ہی اپنی بہار پر	ہر گل کو ہی خزان کا بھی کھٹکا لگا ہوا
دیکھا ہی جب سے جلوہ پر نور روئے یار	میری نظر سے مہر مبین ہی گرا ہوا
اللہ رے ضعف بیٹھکے مین کوئے یار مین	ایسا جما کہ پھر نہ اوٹھا نقش پا ہوا
ہر ایک نے کہا قد آدم ہی آفتاب	جسدم نقاب سے رخ پر نور وا ہوا
جسوقت آئی بادیہ گردی مین یاد زلف	مجھکو ہر ایک جادہ دشت اژدہا ہوا
ای سرو خوش خرام کسی سے نہ بندھ سکا	مضمون مصرع قد موزون کھلا ہوا
پیری مین مے کے پیتے ہی مین ہو گیا جوان	میخانہ مجھکو باغ جنان ساقیا ہوا
اوس گل کی راہ عشق مین ایسا چلا ہون تیز	باد صبا کا دیکھتے ہی دم ہوا ہوا
باتین جو تلخ اوس لب جان بخش سے سنین	زہراب میرے واسطے آب بقا ہوا
طوفان کا نہ ڈر نہ تلاطم کا اوسکو خوف	ای یار جس سفینے کا تو ناخدا ہوا

داغ جنون کی شمع کا جبتک رہا فروغ
تیرہ کبھی نہ خانۂ زنجیر پا ہوا

نوشاہ گل ہین اوسکے براتی بنے ہوے
وہ رشک گل چمن مین ہی دولھا بنا ہوا

بیمار ہی فراق سے صحت ہوی نصیب
گھر آپ کا مرے لیے دارالشفا ہوا

۲۳ اک اور بھی غزل پڑھو اس طرح مین ادیب
سننے سے جو کسی کا نہو دل بھرا ہوا ۲۰

یہ کہہ رہا ہی اوسکی نظر سے گرا ہوا
دنیا کا مین ہوا نہ کسی دین کا ہوا

پردے سے اونکا چہرۂ گلگون جو وا ہوا
دیکھا چمن مین ہم نے نیا گل کھلا ہوا

جینا فراق یار مین مرنے سے کم نہین
زندہ ہوا جو ہجر مین اوسکی فنا ہوا

پھیلا کے پانون قبر مین سوتے ہین چین سے
آرام سب بکھیڑون سے بعد فنا ہوا

منہدی لگائی پانون مین یا موت آگئی
آتی نہین اجل نہین معلوم کیا ہوا

کیا ہو بیان صدمۂ ہجران یار کا
دشمن کا بھی کسی سے نہو دل لگا ہوا

پابوس اپنے یار کا جب سے ہوا نصیب
مین سرخ رو جہان مین مثل حنا ہوا

ملک عدم مین ہی کوئی دلبستگی ضرور
جا کر یہان سے کوئی نہ آیا گیا ہوا

وہ بادہ نوش ہون نہین بھرتا ہی دل مرا
گو جام می ہی ہر گھڑی منھ سے لگا ہوا

بلبل وہ ہون کہ تاک صیاد دیکھکر
لرزان برنگ طائر قبلہ نما ہوا

ہو جائیگی کبھی نہ کبھی دید روے یار
رہنے دو کوے یار مین مجھکو پڑا ہوا

کیا کیا ہوا ہی خون تمنا و آرزو
کوچہ ترا ہمارے لیے کربلا ہوا

شوخی تو دیکھنا کہ مجھے کرکے خود شہید
ہر ایک سے وہ پوچھتے ہین اسکو کیا ہوا

اوس بیوفا کے ٹیکے دل اچھا نہین ملال
افسوس کیا ضرور ہی جو کچھ ہوا ہوا

بڑھکر ہی شور نالہ مرا شور رعد سے — اشکون سے ابر ترکا ہی رتبہ گھٹا ہوا
جس سے ذرا بھی آپ کی ٹیڑھی نظر ہوئی — ثابت ہوا ہی اوس سے زمانہ پھرا ہوا
ہوتا برا ہم اچھے جو ہو جاتے اے مسیح — اچھا ہوا اگر مرض لا دوا ہوا
اے بیوفا نہ جی سکینگے نہ اب ہم کسی طرح — کل کا اگر نہ آج بھی وعدہ وفا ہوا
تڑپا کیا مین اور نہ آئی شب فراق — جو فرض تھا قضا کا نہ اوس سے ادا ہوا

٤١

منعم سے کیون نہ یادہ کرون التجا ادیب
کیا کم ہی میرے پاس خدا کا دیا ہوا

٤٢

شفیق حال مرا کوئی بھی یہان نہوا — وہ رشک مہر کسی دن جو مہربان نہوا
تپ فراق مین کسدن مین نیم جان نہوا — مثال ماہی بے آب کب تپان نہوا
ہزار حیف ادا سجدہ بتان نہوا — سر نیاز بسنگ آستان نہوا
مجھے رہی یہی حسرت کہ خانہ دل مین — کسی دن آکے ترا تیر میہمان نہوا
ہی لطف زیست فقط ہمسے مرنے والونکو — خضر کو کچھ مزہ عمر جاودان نہوا
نمود خط کا تعجب ہی روے گلگون پر — عیان تو آتش گل سے کبھی دھوان نہوا
بڑھاپے مین تو یہ عشاق پر ہی جور و ستم — بھلا ہوا فلک پیر جو جوان نہوا
تمام ہوگئی جل کر کھڑی کھڑی سر بزم — زبان شمع سے کچھ سوز دل بیان نہوا
وہ دیدہ کور رہو مانند دیدہ نرگس — جو یاد مین لب رنگین کی خونفشان نہوا
کبھی نہ آئے وہ افسوس خانہ دل مین — مکین سے کبھی آباد یہ مکان نہوا
ہین نکتہ سنج دقیقہ شناس سب شاعر — دہان تنگ کا راز ایک سے بیان نہوا
ترے بغیر جو اے رشک گل کبھی پہنا — وہ ہار کب مجھے زخمونکی بدھیان نہوا

کٹی ہی عمر اسی حسرت مین اپنی اے قاتل
کہ حلق پر مرے خنجر کبھی روان نہوا

برائی اوس سے نہ کیا کیا مری عدو کرتے
بھلے کو ساتھ برون کے وہ جان جہان نہوا

نہین مین سوز تپ ہجر کا کبھی قائل
پگھل کے آب اگر مغز استخوان نہوا

تصور غم و درد فراق جانان سے
وصال مین بھی مین باشاد شادمان نہوا

ہم اپنے دست جنون کے کبھی نہین قائل
جو ٹکڑے ٹکڑے جیب گریبان دھجیان نہوا

جسے کہ سلسلۂ زلف یار کہتے ہین
وہ پانون مین مرے کس روز بیڑیان نہوا

جو قہقہہ کبھی شیشے کا جھکوای ساقی
وہ تیری یاد مین کس روز ہچکیان نہوا

فلک پہ آہ سے کسدن نہین پڑی ہلچل
بھلا فرشتون مین کسدن شور الامان نہوا

وفور ضعف نے اسطرح کر دیا ہی پست
کہ میری آہ کا اونچا کبھی دھوان نہوا

ہزار حیف اسی حسرت مین اپنی گزری عمر
نثار راہ محبت مین نقد جان نہوا

ستم مین اوسکے کرم کا ادا مین کرتا شکر
ہر ایک مو بدن جسم پر زبان نہوا

وہ کرکے وعدۂ وصل آج ہو گیا منکر
زبان دینے سے وہ شوخ بیزبان نہوا

بڑھا جو آب سرشک اپنی چشم گریان سے
وہ بڑھ کے ہجر مین کس روز ندیان نہوا

۲۵

ادیب شکر ہو کس منھ سے اپنے خالق کا
کہ ملتجی مین کسی سے برائے نان نہوا

۱۷

زیست کا لطف اے خدا نہوا
زیر خنجر اگر گلا نہوا

فکر کونین سے ہوا آزاد
دام گیسو سے جو رہا نہوا

دوست دشمن ہو جسکے عدو
وقت پہ کوئی آشنا نہوا

اوسکو کیا لطف راحت و آرام
رنج سے جو کہ آشنا نہوا

ہجر کے دھیان میں رہے بیچین — لطف کچھ ہمکو وصل کا نہوا
وہ قناعت گزین گدا ہون مین — طالب سایۂ ہما نہوا
ہی یہی اس سرا فانی مین — ایک آیا ہی اک روانہ ہوا
بے اجل مر گیا مین فرقت مین — مجھپر احسان موت کا نہوا
جب سے یاد آئے وہ لب رنگین — مائل لعل بے بہا نہوا
اشک خون سے کب مرا دامن — دامن دشت کربلا نہوا
تم نہ آئے تو عیش کا سامان — کچھ نہین ہی ہوا ہوا نہوا
عشق قد مین ہمین ملا یہ عروج — شاخ طوبی پر آشیانہ ہوا
مر کے بھی قبر سے کب نہین اوٹھے — حشر نالون سے کب بپا نہوا
وقت پیری تو سوچ اے غافل — کیا ہوا تجھسے اور کیا نہوا
شکر ہی عمر بھر ہمارا سر — قدم یار سے جدا نہوا
نہوئی یاد خط مجھے کسدن — کب مرا زخم دل ہرا نہوا

۲۶ زیست مین اپنی حیف تمسے اوہ — کام کوئی بھی کام کا نہوا ۱۸

جو پیسکے پانون سے سرمہ مین ناتوان ہوتا — غبار دیدۂ بدبین دشمنان ہوتا
تمھارے چہرۂ روشن کا مدح خوان ہوتا — مثال شمع سراپا جو مین زبان ہوتا
فروغ حسن کا سو طرح پھر عیان ہوتا — جو لاکھ پردون کے اندر بھی وہ نہان ہوتا
عدم سے آتے مضامین نازک و باریک — کمر کا وصف غزل کے جو درمیان ہوتا
صبا جو نامہ بری کو نہ ملتی اوس گل تک — ہوا ے شوق مین خط آپ سے روان ہوتا
نہ اس سبب کیا شرمندہ مین نے اعدا کو — خفیف غیر جو ہوتے تمھین گران ہوتا

قریب عارض جانان بجا ہی چاہ ذقن
وہ کون باغ ہی جسمین نہین کنوان ہوتا

نمک جراحت ہر زخم گل کو ہو جاتا
جو شور نالۂ پر درد بلبلان ہوتا

جو اونکے چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتے ہم
تو لطف حسرت دیدار پھر کہان ہوتا

تمھاری سیر سے ہوتا چمن بھی منت کش
زبان شکر ہر اک خار بوستان ہوتا

دہان تنگ مین پنہان ہین غیب کے اسرار
یہ بھید کھلتے اوسی پر جو رازدان ہوتا

لکھی ہی لالہ رخون کی صفت عجب کیا تھا
زمین شعر سے پیدا جو ارغوان ہوتا

ہوا ہون نغمون کے صیاد کے قفس مین قید
الٰہی اس سے تو پیدا مین بے زبان ہوتا

دہان زخم مین میرے اگر زبان ہوتی
تو ظلم قاتل بے رحم کچھ بیان ہوتا

یہ آرزوے دلی تھی کہ کرتے سجدۂ شکر
سر نیاز جو بالاے آستان ہوتا

لحد مین چین سے سوئینگے سب قیامت تک
زیادہ گور سے بہتر نہین مکان ہوتا

نہوتے دوش پر اسکے جو بار ہاے ستم
خمیدہ چرخ نہ یون صورت کمان ہوتا

٢٧

ادیب شان خدا دیکھی ہمنے ہر بت مین
مجاز کیون نہ حقیقت کا نردبان ہوتا

طوبیٰ قدون کا وصل میسر نہین ہوتا
سرسبز مرے دل کا صنوبر نہین ہوتا

لعل اوس لب لعلین کے برابر نہین ہوتا
ہم سنگ کبھی لعل کے پتھر نہین ہوتا

آرام کسی کل مجھے دم بھر نہین ہوتا
تکیہ جو مرا زانوے دلبر نہین ہوتا

کیونکر نکرون نامہ بر یار کی تعظیم
کیا قاصد دلدار پیمبر نہین ہوتا

ہم پھینک دیا کرتے ہین ان چیر کے پہلو
آغوش مین اپنے جو وہ دلبر نہین ہوتا

برگشتگی بخت کی بیجا ہی شکایت
تبدیل کسی طرح مقدر نہین ہوتا

دربان دریار کی بیجا ہی خوشامد
دیوار کے ٹکرانے سے کیا در نہین ہوتا

کب رونے سے قائم نہین ہوتی ہی قیامت
کس روز مرے نالون سے محشر نہین ہوتا

عشق کمر یار نے وہ زار کیا ہی
محسوس ہمارا تن لاغر نہین ہوتا

عشاق کا ہی بار ستم دوش پر اوسکے
سیدھا جو قد چرخ ستمگر نہین ہوتا

کیونکر نہو نخوت سے دماغ اوسکا فلک پر
واعظ کو توکم عرش سے منبر نہین ہوتا

آزردہ کسی سے نہین ہوتا دل صافی
یہ آئینہ وہ ہی جو مکدر نہین ہوتا

کھلتا نہین ہرگز خط تقدیر کا مضمون
معلوم کبھی حال مقدر نہین ہوتا

کیون دل مین تہو قاصد دلبر کا تصور
کیا خانۂ کعبہ مین کبوتر نہین ہوتا

ہشیار ہی وہ قید شریعت سے ہی آزاد
جو خانۂ زنجیر سے باہر نہین ہوتا

وہ گھر نہین جو جلوۂ جانان سے ہو خالی
وہ دل نہین جو خانۂ دلبر نہین ہوتا

جو مست ہین وہ قید تعلق سے ہین آزاد
ملفوف لفافہ خط ساغر نہین ہوتا

روتا ہون جو ہجر صنم پردہ نشین مین
اک قطرۂ اشک آنکھ سے باہر نہین ہوتا

۲۸
گیسو کو ادب اوسکے جو چھوتا تو سمجھکر
مار سیہ زلف کا منتر نہین ہوتا
۲۳

جبتک کہ مین نے وصف رخ باصفا کیا
حیرت سے آئینہ نے مونھ کو تکا کیا

ڈھایا ہمارے کعبۂ دل کو یہ کیا کیا
اے بت ذرا بھی تونے نہ خوف خدا کیا

خنجر کا دم بھرا نہ کسیدن گلا کیا
قاتل کے ظلم کرنے مین بھی شکر ادا کیا

چاہا بتون کو اور نہ خوف خدا کیا
دنیا مین ہم نے کام کیا بھی تو کیا کیا

اعجاز عیسوی تمہین حق نے عطا کیا
جان بخش لب کو چشمۂ آب بقا کیا

دنیا کے شیفتہ رہے عقبیٰ کو بھولکر
کیا ہی ستم کہ کس لیے آئے تھے کیا کیا

تا زیست ضیق مین رہے زلفون کے عشق مین
اوجھن ہمارے دلکو ہی دم گھٹا کیا

صیاد نے کرم مین بھی شامل کیا ستم
بلبل کو پر کتر کے قفس سے رہا کیا

فرقت مین زیست کی تو توقع نہ تھی مجھے
مین آرزوے وصل مین ابتک جیا کیا

لازم نہ تھا کہ چھوٹے یہ کشتون کو نیمجان
تیغ ادا نے فرض جو تھا وہ قضا کیا

یارب وہ تیری ذات ہی بیچون و بیچگون
جسمین کبھی کسی نے نہ چون و چرا کیا

وہ بادشاہ حسن ہی جھوٹون کا بادشاہ
کوئی بھی مجھ گدا سے نہ وعدہ وفا کیا

خالق نے حفظ موج حوادث کے واسطے
ای بحر حسن مجھکو ترا آشنا کیا

آنے سے اونکے ایک قیامت بپا ہوئی
جبتک وہ نہ اٹھے بزم مین فتنہ اوٹھا کیا

چلنا تو کیا ہی ہاتھ اوٹھانا بھی ہی محال
اس رتبہ ضعف نے مجھے بیدست و پا کیا

شوخی سے بن کے مہر چمکتا ہی چرخ پر
کچھ آپ نے ملاحظہ نقش پا کیا

ساقی نے جام آب مئے سرخ رنگ کو
پرتو سے لب کے چشمۂ آب بقا کیا

اسرار غیب سب نظر آنے لگے مجھے
خاک قدم کو یار کے جب توتیا کیا

ہلچل پڑی جہان مین گلگشت یار سے
اوسکے خرام ناز نے محشر بپا کیا

افسوس خاک مین وہ ملے گل بس فنا
سونیکو جنکے پھولون کا بستر بچھا کیا

مرجائین گے نہ شکوہ جفا کا کرینگے ہم
اچھا کیا حضور نے جو کچھ کیا کیا

خنجر لگا کے چھوڑ دیا اوسنے نیمجان
بعد ستم جو رحم کیا بھی تو کیا کیا

۲۹

بس ہم نے کی ادب کے سبب ترک جستجو
نامہ ہوا اے شوق مین اپنا اوڑا کیا

۳۰

کیا کہون دنیا مین آکر کیا کیا | کھیل قدرت کے ترے دیکھا کیا

جب سے خالق نے مجھے پیدا کیا | غم تو مجھکو غم کو مین کھایا کیا

نشۂ الفت نے دیکھو کیا کیا | بت تو اوس بت کو مجھے اندھا کیا

واہ جو زلفون سے رخ زیبا کیا | تم نے شب کو نور کا تڑکا کیا

شب کو وہ سوئے جو آکر گھر مرے | بخت خفتہ رات بھر جاگا کیا

نیمچا نون کو دہن کی بات نے | نقطۂ موہوم سے آدھا کیا

آتش سودا ہوئی اور اپنی تیز | دامن صحرا کا جب پنکھا کیا

عین گریہ مین جو نیند آئی مجھے | عالم رویا مین بھی رویا کیا

دیکے بوسہ لب کا ای شیرین لبی | تلخ کامون کا منھ میٹھا کیا

دیکھ ای ظالم نہ تو مجھکو ستا | آگے تیرے آئیگا اپنا کیا

جب خیال آیا فراق یار کا | وصل مین بھی دل مرا دھڑکا کیا

کیون نہ آنکھون کو مین روؤن رات دن | انتظار یار نے اندھا کیا

مین نہ کہتا تھا وہ ہی وعدہ خلاف | جھوٹ نے اوسکے مجھے سچا کیا

اب نہین اوٹھتا ہی صدمہ ہجر کا | ای اجل آنے مین کیون وقفا کیا

کیون نہ مٹی تمنے دی بعد فنا | مجھ سے دل کیواسطے میلا کیا

دیکھکر کچھ صانع تقدیر نے | یار کا چاہ ذقن اندھا کیا

ای فلک تیرا ہی انصاف ہی | غم زمانے کا مرا حصا کیا

تب نہ تم آئے نہ موت آئی مجھے | رات بھر مین ایڑیان رگڑا کیا

زاہدو پڑھکر نماز مکر کی | داغ سجدہ نیل کا ٹیکا کیا

لاغری سے جب ہوا کانٹا بدن
مین دل اغیار مین کھٹکا کیا

تجھکو اے قاتل جزا اسکی ملے
بار سر کیا دوش سے ہلکا کیا

روے صافی کے جب آیا روبرو
آئینہ حیرت سے منھ دیکھا کیا

تھی اسی لائق شب ہجران مری
حق نے اسکا خوب منھ کالا کیا

ہاتھ پہنچاتا ہے اوس تک محال
نازکی کا یار نے پہرا کیا

لیگئی جان اگرچہ فرقت مین اجل
مین یہ سمجھونگا مجھے زندا کیا

عکس خط سبز ساقی نے مرے
ساغر مے پر مگر مینا کیا

ہم کو بھی اوسنے بنایا خاک سے
جسنے تم کو نور کا پتلا کیا

میرے نالون سے فراق یار مین
مدتون قصر فلک گونجا کیا

جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے
سارے عالم کو تہ و بالا کیا

٢٩

کچھ خبر اسکی بھی ہے تم کو ادیب
کس لیے دنیا مین آکے کیا کیا

٣٠

نہوا وصل تو مسرت کیا
حسن کی ہمنے لوٹی دولت کیا

عرش اعظم کے پار نالے ہوے
اے فلک تیری ہے یہ رفعت کیا

دل دیوانہ جھانکتا ہے کنوئین
کی بھی چاہ ذقن سے چاہت کیا

آئینے کو ہے دیکھکر حیرت
دی ہے خالق نے تمکو صورت کیا

ہار پھولون کا اوٹھ نہین سکتا
دست نازک مین ہے نزاکت کیا

لوگ خورشید حشر کہتے ہین
داغ سوزان مین ہے حرارت کیا

ہوے دفن اوسکے کوچے مین پس مرگ
خاک ہو کر ملی ہے عزت کیا

گوشۂ دل مرا تو دیکھا ہی چرخ
عرش کی اسکے آگے وسعت کیا

جان لب پر بھی آنہین سکتی
تپ فرقت مین ہی نقاہت کیا

جب ہوئین تم سے آنکھین چار آیا پیار
ایسی منھ دیکھے کی محبت کیا

زلف کو چھو کے کیون بنین مجرم
آگئی ہی ہماری شامت کیا

دل کسی طرح بھی نہین بھرتا
تیرے غم کھانے مین ہی لذت کیا

نے غم وز و نے غم کالا
بعد مرنے کے ہی فراغت کیا

دل مرا لیکے کیون نہین دیتے
ہین امانت مین یہ خیانت کیا

خانۂ دل کو میرے کیون ڈھایا
ای بتو کعبے مین ہی بدعت کیا

حج اکبر ہی دل کا خوش کرنا
کعبہ جانے کی ہی ضرورت کیا

آنکھین رستے تکتے تکتے پھوٹ گئین
آئیگا اب وہ بے مروت کیا

اوس مسیحا نے حیف یہ نہ کہا
تپ غم مین ہی تیری حالت کیا

لب ہر زخم وصف مین ہی بند
آب خنجر مین ہی حلاوت کیا

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
ہجر مین ہوگئی ہی صورت کیا

خواب مین شب کو آگیا وہ ماہ
جاگ اوٹھی سوتے سوتے قسمت کیا

جو مجھے دیکھتا ہی روتا ہی
بن گیا ہون مین غم کی صورت کیا

لاکھون صدمے اوٹھائے ہین اب تک
آگے دیکھین دکھائے قسمت کیا

مضطرب ڈر سے کانپتی ہی لحد
سنگ لرزان ہی سنگ تربت کیا

ذکر کرتے ہین وعظ مین واعظ
دخت رز کی ہی دیکھو حرمت کیا

نہ کہا تمنے ہم سے حیف اک روز
کہیے ہی آپ پر مصیبت کیا

ہم نہین بھولتے تجھے دم بھر
آکے ہم کو اوٹھائے گھر سے نہ ر
ہی عیان دل سے راز پوشیدہ
اوسکی رحمت کی ہی امید ادیب ۳۱

دل مین گھر کر گئی محبت کیا
غیر بزدل مین ہی جرأت کیا
جسم مین اونکے ہی لطافت کیا
کیا مراز ہدا ور طاعت کیا ۲۲

وہ گلعذار خوش رہے اپنے وطن مین کیا — گلچین کا خوف گل کو نہین ہی چمن مین کیا
جو گل کھلے تھے شرم سے پژمردہ ہو گئے — گلگشت کو وہ رشک گل آیا چمن مین کیا
ہوگا جو وصف تیغ شہیدون کے روبرو — پانی بھر آئیگا دہن زخم تن مین کیا
موج نسیم کم نہین موج شراب سے — ہر اک نہال جھوم رہا ہی چمن مین کیا
دانتون کو اوسکے دیکھکے کہتے ہین جوہری — موتی بھرے ہین آپکے درج دہن مین کیا
اوس سرو قد کو دیکھ کے افراط شرم سے — گڑ گڑ گئے ہین سرو زمین چمن مین کیا
روئین گے گل ایک روز بہار دو روزہ کو — گل کھلکھلا کے ہنستے ہین صحن چمن مین کیا
غربت مین ساری عیش فراموش ہو گئی — حالت ہی مجھ غریب کی یاد وطن مین کیا
دیکھا عرق جو اوس گل رنگین لباس کا — شبنم پر اوس پڑ گئی صحن چمن مین کیا
بعد فنا بھی چین نہین اضطراب سے — مردہ تڑپ رہا ہی ہمارا کفن مین کیا
ہر رنگ غنچہ خاطر بلبل ہی منقبض — آمد ہوئی ہی فصل خزان کی چمن مین کیا
روشن ہی مثل روز شب تیرۂ لحد — خورشید داغ دل ہی منور کفن مین کیا
بلبل کو قید کرتے ہین فصل بہار مین — صیاد باغ باغ ہوا ہی چمن مین کیا
ہر جسم پہ ہی ٹھیک لباس برہنگی — کوئی ترا شخاص ہی اس پیرہن مین کیا
فصل خزان کے آتے ہی جائیگی سب بہار — گل پھولتے ہین حسن پہ اپنے چمن مین کیا

جسدن سے ایک پردہ نشین کا ہوا ہی عشق — جلتے ہین استخوان ہمارے بدن مین کیا
مانند مردہ بیٹھے تھے بے یار اہل بزم — آنے سے اوسکے آگئی جان انجمن مین کیا
عشاق ڈوب کر جو مرے زندہ ہو گئے — آب بقا ہی یار کے چاہِ ذقن مین کیا
عاشق ہوے جو آہوے چشمان یار کے — شاخین نکالین ہم نے غزالِ ختن مین کیا
بلبل سے سن کے قصۂ درد دل حزین — صیاد پھوٹ پھوٹ کے رویا چمن مین کیا
گلشن سے سرو چلدیے دیکھا جو قد یار — آتے ہی اوسکے پڑگئی ہلچل چمن مین کیا

۳۲۲

خاموش کیا ہو منہ سے تو کچھ بولو ای ادیب
چپکی لگی ہی یار کے یاد دہن مین کیا

۳۱۱

آکے بیمار تب ہجر کو اچھا دیکھا — جانیے آپ کو ای رشک مسیحا دیکھا
اک نظر تونے جسے ای ستم آرا دیکھا — مرغ بسمل کی طرح اوسکو تڑپتا دیکھا
طرفہ انداز تری زلف کی لٹکا دیکھا — دل ہر اک عاشق ناشاد کا الٹکا دیکھا
زلف پیچان مین چھپا جب رخ زیبا دیکھا — روز روشن کو میان شب یلدا دیکھا
ہم نے ای مہر تجھے نور سراپا دیکھا — چاند رخسار کف پا ید بیضا دیکھا
کوچۂ قاتل مین یہ ہر ایک کا نقشا دیکھا — جان بلب کوئی پڑا کوئی سسکتا دیکھا
جب کہ ہر لٹ مین لٹکتا دل شیدا دیکھا — زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا دیکھا
وقت گریہ یہ بڑھا ہجر مین طوفان شک — عین چشموں سے نکلتے ہوئے دریا دیکھا
قامت یار وہ موزون ہی کہ جسکے آگے — ہم نے ہر سرو کے مصرع مین سکتا دیکھا
رکھدیا پیش نظر آینہ لاکر ہم نے — جب کہا اوسنے کہ تمنے کوئی ہمسا دیکھا
شوق دیدار مین جب نیند نہ آئے دیکھی — الفت لیلا کو شب ای غیرت لیلا دیکھا

دم گلگشت جو عارض گلگون کے حضور
رنگ رو سے گل فردوس کو پھیکا دیکھا

آنکھیں کھل جائینگی دیکھا جو کہیں جلوۂ یار
آپ نے کیا ابھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

ای پیم حسن ترا عشق ہی جب سے دل میں
ہم نے اک قطرۂ ناچیز میں دریا دیکھا

یاد جب دشت نوردی میں ہوئی زلفوں کی
مار رہزن سے سوا جادۂ صحرا دیکھا

دہن تنگ کا عقدہ نہ کسی سے بھی کھلا
حل کبھی ہوتے نہ ہم نے یہ معما دیکھا

کفر و اسلام میں کسطرح دوئی ہم سمجھیں
ایک جب سبحہ و زنار میں رشتا دیکھا

خال و ابرو کے تصور میں رہا شب بیدار
جب قمر میں مہ نو رات کو تارا دیکھا

دشت پیما جو ہوے آتش سودا بھڑکی
ہم نے پنکھے سے سواد من صحرا دیکھا

دل میں کی سیر جہاں صورت جام جمشید
ہم نے گھر بیٹھ کے دنیا کا تماشا دیکھا

سخت حیرت ہی یہ مجھکو عوض جور و جفا
ای فلک تو نے ابھی تک نہیں سیچا دیکھا

طور پر برق تجلی کو تو تم دیکھ چکے
جلوۂ یار بھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

وہ مریض تپ فرقت ہوں کہ کہتے ہیں طبیب
اس مرض کا کبھی بیمار نہ اچھا دیکھا

تاب کیا ہی کہ جو ہو چہرۂ تاباں کے حضور
روے خورشید جہاں تاب ہی میرا دیکھا

زندہ پیوند زمیں ہو گئے مردہ زندہ
چال سے اوسکے زمانہ تہ و بالا دیکھا

وہ نہ ہے گوش سنے جسنے کہ تیرے اوصاف
وہ خوشا چشم ترا جسنے فسانا دیکھا

ہاتھ شانوں سے کٹیں گے ترے ای مشاطہ
زلف جاناں کا کوئی بال جو بیکا دیکھا

آرزو تھی کہ کریں اوسمیں ڈوب کے ہم
کیا کریں چاہ ذقن یار کا اندھا دیکھا

شوق دیدار میں اوس گل کے چمن کو ہمنے
مثل نرگس ہمہ تن چشم تمنا دیکھا

جو طلب کر رکھنے میں ہیں ایک زر و سنگ ایدل
مال اگر تجھکو عنایت کرے مولا دیکھا

۳۳ جان شیرین کی محبت مین عبث تلخ ادب
آپنے کیا لب جان بخش مین میٹھا دیکھا ۱۴

آ کے جس شخص نے میرا تن لاغر دیکھا
کمر یار سے کم بال برابر دیکھا

جس نے ناصح دل خط پشت لب دلبر دیکھا
خضر کو اوسنے سر چشمۂ کوثر دیکھا

جب سے آنکھون کو تری اے مہ انور دیکھا
شرم سے نرگس نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر دیکھا

چشم مخمور مین جب اوسنے لگایا سرمہ
ہمنے میکش کو لیے ہاتھ مین خنجر دیکھا

یار کی موے کمر اپنے تن لاغر مین
فرق ہم نے نہ کبھی بال برابر دیکھا

ہوگئی حیف شب وصل کی یون جلد سحر
زلف کو وقت کھلے جیسے رخ انور دیکھا

زندگانی کا مزہ ہم نے پس مرگ اے خضر
لب جان بخش پر اوس شوخ کے مر کر دیکھا

قتل بے خنجر و شمشیر ہوے مقتل مین
اوس ستمگر کو جو بدلے ہوے تیور دیکھا

حسن کے رعب سے پیش رخ رشک خورشید
کانپتے مہر جہانتاب کو تھر تھر دیکھا

آنکھین پتھرا گئین در وا نے کو تکتے تکتے
راستہ شب یہ ترا اے مہ انور دیکھا

ہو کے بیتاب جگر تھام کے مین بیٹھ گیا
اوسنے جس وقت ادھر آنکھ اوٹھا کر دیکھا

اوسکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
وہ جو آیا تو مجھے آپ سے باہر دیکھا

دلمین اوس بت کے کبھی رحم نہ آیا صد حیف
موم سمجھے تھے جسے ہم اوسے پتھر دیکھا

یاد اوس گل کے ہمین پھول سے رخسار آئے
دم گلگشت چمن مین جو گل تر دیکھا

۳۴ بے گناہی سے مری ایسی ہے است کھی ادیب
سرنگون شرم سے اوس ترک کا خنجر دیکھا ۳۰

پھر گئی برگشتہ بختون کی جو قسمت دیکھنا
سہل ہوگا وہ رخ خورشید طلعت دیکھنا

بے سبب دل کو دکھاتی ہین شرارت دیکھنا
خانۂ کعبہ مین بت کرتے ہین بدعت دیکھنا

تیرے کوچے کا اگر حورون کو آئیگا خیال
بڑھ کے دوزخ سے بھی ہوگا باغ جنت دیکھنا

دیدۂ گریان سے اوٹھیگا ابھی طوفان نوح
تم اگر لاؤگے لب پر حرف رخصت دیکھنا

باغ مین اوس سرو قامت کے بتانیکے لیے
بن گیا ہر سرو انگشت شہادت دیکھنا

ہم وہ نالان ہین کہ یاد قد مین جب چلائینگے
حشر مین اک اور بھی ہوگی قیامت دیکھنا

اشک اعدا بھی ٹپک پڑتے ہین مجھکو دیکھکر
رنج فرقت سے بنا ہون غم کی صورت دیکھنا

شکر قاتل ہو نہین سکتا دہان زخم سے
بند ہین لب آب خنجر کی حلاوت دیکھنا

موسم گل مین جو وہ ابکی رہا ہم سے جدا
رنگ لائیگا ہمارا جوش وحشت دیکھنا

اوس بت کافر نے لیکر دل کیا پامال حیف
خوب ہی کی خانۂ کعبہ کی حرمت دیکھنا

جسطرف جاتا ہون مین دیوانے میرے ساتھ ہین
کیا پری زادون کو ہی مجھ سے محبت دیکھنا

ہم پری زادون کے عاشق حورون پر مرتے ہین آپ
شیخ صاحب ہمکو کرتے ہین نصیحت دیکھنا

نقد دل کو لیتے ہی برباد اوسنے کردیا
ہوگئی میری امانت مین خیانت دیکھنا

ہجر مین اوس بت کے بعد مرگ تیر آہ سے
صورت غربال ہوگا سنگ تربت دیکھنا

غیر مانع ہین تو کیا پروا ہی جب چاہینگے ہم
کھینچ لائیگا اونھین جذب محبت دیکھنا

سن کے وعدہ قتل کا قاتل سے مقتل کیطرف
سر بکف جاتا ہون مین شوق شہادت دیکھنا

لیکے دل دزدیدہ نظرون سے مکر جاتا ہی صاف
آنکھون مین کرتا ہی گھر وہ مہر طلعت دیکھنا

سیر کرنے جا کے وہ فردوس کے بازار مین
جس کو منظور نظر ہو باغ جنت دیکھنا

جب کہا اونسے کہ درد دل ہم اپنا کب کہین
ناز سے کہنے لگے جسوقت فرصت دیکھنا

مین ہون وہ یاس آشنا دنیا سے جب اوٹھ جاؤنگا
رات دن رویا کریگی مجھکو حسرت دیکھنا

پیری آنے پر بھی غافل ہوش مین آتے نہین
صبح کو بھی سوئے ہہین خواب غفلت دیکھنا

بلبلو سنکر فسانہ اوس رخ گلرنگ کا
بھول جائیگی گلستان کی حکایت دیکھنا

راہ مین دیدار اوس سیمین بدن کا ہوگیا
چلتے پھرتے لگ گئی ہاتھ اپنے دولت دیکھنا

ہمدم اک تھا سایہ وہ بھی خوف کھا کر چلدیا
الحذر میری شب ہجران کی ظلمت دیکھنا

تم وہ خوش قد ہو چلوگے جب خرام ناز سے
دو قدم رہجائیگی پیچھے قیامت دیکھنا

زاہد و شان خدا ہر بت مین آئیگی نظر
وا اگر ہو جائیگی چشم حقیقت دیکھنا

اہ دل اپنے سوکھے ٹکڑون پر قناعت چاہیے
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ سوئے خوان نعمت دیکھنا

زخم خامہ ہی نمک سا وقت تحریر صفت
سبزہ رنگون کا ذرا شور ملاحت دیکھنا

۴۵
پھر نہ یاد آوینگے یارون کو اگر اوٹھے ادیب
رہگئی ہی آنکھون سے لکھے کی محبت دیکھنا
۴۶

جستجو کی تو ترا دل مین ٹھکانا پایا
یہ مثل سچ ہی کہ جس شخص نے ڈھونڈھا پایا

کیا کہین ہم کہ محبت مین تمہی کیا پایا
گم ہوے آپ ہی ایک نتیجا پایا

غیرت برق تجلے رخ زیبا پایا
شجر طور کا قد مین ترے جلوا پایا

نقد دل لاکھون کے رہتے ہین گرہ مین اسکی
زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا پایا

جسپر کردہ ہوا جلوہ نما وصل کی شب
اوس چھپر کھٹ کا سوا عرش سے پایا پایا

زار ہو کر یہ ہوا عشق کمر مین معدوم
ملک الموت نے ڈھونڈھا نہین اصلا پایا

سجدہ نقش کف پاے صنم ہی جو نصیب
بڑھ گیا عرش کے پایے سے بھی سر کا پایا

یاد ہی اوس ہم خوبی کی دل شیدا مین
ہم نے اک قطرۂ ناچیز مین دریا پایا

دو ورجسدن سے ہوا وہ نمک لام بھر چین
دل بیتاب کو ہر وقت تڑپتا پایا

نظر آیا رخ روشن مین ترے جلوۂ طور
کف پا مین بھی فروغ ید بیضا پایا

پانون کے چھالون نے دی سیر جنون کو شہرت
بڑھ کے نقارے سے ہر آبلہ پا پایا

ایسے اچھونکو بھی دیکھا تری آنکھونکا مریض
چشم بیمار کا بیمار مسیحا پایا

غائب آنکھون سے ہوا دیکھتے ہی دم بھر مین
توسن عمر گریزان کو چھلاوا پایا

ڈوب مرنے کی تمنا تھی سو وہ بھی نہ رہی
جب کہ چاہ ذقن یار کو سوکھا پایا

دیکھنے سے نہین ہوتی ہے کسیکو سیری
ایک عالم کو تری دید کا بھوکا پایا

غیر پتھر کی طرح جم کے نہین ہلتا تھا
سخت مشکل مین در یار سے سرکا پایا

رحم کرتے تو ہزارون ہی دعائین ملتین
ہم غریبون کے ستانے سے بھلا کیا پایا

پیر گردون کو ستم سے نہین دیکھا تھکتے
کچھ جوانی سے سوا اس کا بوڑھاپا پایا

بانکپن کی ہمین نوک آئی نظر جس گل مین
مثل کانٹے کے اوسے دلمین کھٹکتا پایا

چھوڑ کر چلدیے مرقد مین سب احباب عزیز
ایک کو بھی نہ برے وقت مین اپنا پایا

گو کہ مقتل مین ہوے سیکڑون بسمل ٹھنڈے
پھر بھی قاتل کے کلیجے کو نہ ٹھنڈا پایا

نالے جسوقت کیے ہم نے شب فرقت مین
آسمان اور زمین کو تہ و بالا پایا

ساتھ جبتک تھی خودی تجھکو رہا مجھسے حجاب
آپ کو کھو کے تجھے اے بت ترسا پایا

کہتے ہین جو صفت قد بلند دلدار
اونکا اونچا کرے اللہ تعالی پایا

تا دم زیست نہ نکلا کوئی اوسمین پھنسکر
زلف پر پیچ کا ہر پیچ بلا کا پایا

جسم لاغر کو جو کانٹے مین نظر کے تولا
ہم نے موے کمر یار سے آدھا پایا

چھوٹے جھگڑون سے یہین مرگ ملی آسایش
جا سے آرام فقط قبر کا کونا پایا

عشق مژگان نے چڑھایا ہمین بحر غم سے
ڈوبنے سے نہ بچے تنکے کا سہارا پایا

تجھسے بچھین گے ہم اسکے عوض ای مشاطہ
بال بیکا جو کہین زلف دوتا کا پایا

۳۶

لب شیرین کا اثر کیا ہو بیان مجھسے ادیب
تلخ باتون کو بھی دلدار کے میٹھا پایا

۲۴

تم دکھاو جو اوسے رُخِ منور اپنا
لے کے رہ جائے ابھی منھ مہ انور اپنا

اپنے کہنے مین جو ہوتا دل مضطر اپنا
دل وہ آکر ہمین دیتا جو ہی دلبر اپنا

زلف کے عشق مین یہ لٹ کے ہوا ہون لاغر
کہ نہین موے کمر یار کا ہمسر اپنا

یار کی آینہ داری بس اسی صورت ہے
آینہ لیکے تو منھ دیکھے سکندر اپنا

جو تمنا ہے دلی ہی وہ ہو پوری ای ترک
دم آخر جو گلا ہو تہ خنجر اپنا

آتش عشق سے کیا خوف دل سوزان کو
وہ جو ہی آگ تو یہ بھی ہی سمندر اپنا

بیقراری جو یہی ہی تو مرے پہلو مین
نہ رہے گا نہ رہے گا دل مضطر اپنا

موم ہوگا مرے نالون کو سنے گا جسدم
وہ صنم لاکھ کلیجا کرے پتھر اپنا

چلتے پھرتے اگر آپ آئے ہین ہیے بھی ضرور
خانۂ دل کو سمجھیے کہ یہ ہی گھر اپنا

وہ گل اندام شب وعدہ نہ آیا صد حیف
بستر خار ہوا پھولون کا بستر اپنا

عشق نے موے کمر کے یہ کیا ہی لاغر
کہ تن زار ہوا بال برابر اپنا

اک قدم ضعف سے ہی سیکڑون منزل مجھکو
حال دل جا کے کہون یار سے کیونکر اپنا

ہاتھ سینے پہ اگر وہ پئے تسکین رکھدین
ہاتھ بھر کا ہو خوشی سے دل مضطر اپنا

کیون نہ کھٹکون دل اغیار مین ہر دم ای گل
سوکھکر خار ہوا ہی تن لاغر اپنا

بیڑیان زلف کی ہین عشق مین زینت کا سبب
نام زنجیر ہی جس کا وہ ہی زیور اپنا

جوشش وحشت کا تقاضا ہی کہ فصل گل مین
پاؤن ہو خانۂ زنجیر سے باہر اپنا

طوق سونے کا ہے اونکا تو مرا آہن کا
خوبرون کا وہ زیور ہے یہ زیور اپنا

دین و دل دونون کو کھو بیٹھے ہم اوسکے خاطر
پھر بھی یارب نہ ہوا وہ بت کافر اپنا

کوچہ یار مین ہے جان کی جوکھون اے دل
کوے قاتل ہے یہ رکھ پانون سمجھکر اپنا

تیری رفتار کے مشتاق ہین اے خنجر یار
حلق پر چل کے دکھادے ہمین جوہر اپنا

دیکھین کس طرح رہ ملک عدم کٹتی ہے
نہ کوئی یار نہ یاور ہے نہ رہبر اپنا

جان دینے پر آمادہ کھڑے ہین ہم بھی
ظلم کوئی نہ اوٹھا رکھے ستمگر اپنا

جابجا پھرتے ہین بازیچہ گہ عالم ہین
نرد کی طرح نہین ایک جگہ گھر اپنا

۱۴۷

انقلاب ابتو زمانے کا کچھ ایسا ہوا اب
ہم اوٹھین اور بٹھائے ہمین دلبر اپنا

۱۴۳

نہ لائے رخ انور پہ نقاب اپنا
دکھائے تو ہمین عالم شباب اپنا

نہ آئے جو شب وعدہ وہ ماہتاب اپنا
خیال و خواب ہوا آنکھین اپنی خواب اپنا

دکھاکے آنکھین جو ساقی کرے عتاب اپنا
ہرن ہو میکدہ مین نشہ تو نہ ڈھب اپنا

خطوط موج سے مضمون ہے یہ مفہوم
نہ سر اوٹھائے کوئی صورت حباب اپنا

گیا تو پھر نہ پھرا مثل عمر رفتہ کبھی
شب وصال نہان تھا مگر شباب اپنا

نہ دیکھے مثل گل آفتاب اور طرف
جو پھیر منھ تری جانب کرے آفتاب اپنا

تمام رات رہے مثل ماہی بے آب
شب فراق یہ تھا حال اضطراب اپنا

سرک کے دل سے اوتر جائے ماہ چاردہم
اوٹھاؤ رخ سے جو تم گوشہ نقاب اپنا

ہماری عاشقی سب تلخ ہجر ساقی مین
ہے جام زہر ہمین ساغر شراب اپنا

اگر خیال رقیب سیاہ رو کا ہے
دکھاؤ چہرہ روشن میان حجاب اپنا

ہوا ہی وصل میسر بڑی مصیبت سے — نہ اب دکھائے فلک ہمکو انقلاب اپنا
ہم اشک پیتے ہین کھاتے ہین دانۂ زنجیر — یہ دانہ قید مین اپنا ہی وہی آب اپنا
۲۸ ادیب بھول کے جائین نہ کوے دلبر مین — جو کہنے مین ہو دل خانمان خراب اپنا ۲۷

خندق مین گور کے وہ گرا جو سوار تھا — کیا شوخ و سرکش ابلق لیل و نہار تھا
مین شکل مردہ کلبۂ احزان مزار تھا — بے یار مجھکو گھر مین لحد کا فشار تھا
بیتاب اس طرح مین شب انتظار تھا — گھر مین نہ چین اور نہ باہر قرار تھا
پھیلا کے پانون چین سے سوتے تھے رات کو — زیر سر اپنے جن دنون زانوے یار تھا
در تکتے تکتے رات سب آنکھون مین کٹ گئی — وعدے کی شب ہمین یہ ترا انتظار تھا
جمشید وقت آینہ رویون کا تھا غلام — مالک جو تھا حلب کا وہ آئینہ دار تھا
مین جی گیا کیا جو قدم رنجہ میرے گھر — اے موت خوب آئی ترا انتظار تھا
جانے سے اوسکے آئی خزان باغ دہر مین — گلزار کائنات کے وہ گل بہار تھا
سودا ے زلف مین جو ہوا بادیہ نورد — جادہ ہر ایک میرے لیے تسکل مار تھا
کیونکر نہ جزو لایتجزی کہین حکیم — اونکا دہان تنگ مرا جسم زار تھا
اعدا دل مین کیون نہ کھٹکتا مین رات دن — اونکے لیے تو خار مرا جسم زار تھا
دیکھا تو ایک شان خدا تھی ہر ایک مین — جو بن بتون کا قدرت پروردگار تھا
وہ گلعذار مل گئے صد حیف خاک مین — گلبرگ جن کو فرط نزاکت سے بار تھا
پیتا بھلا وہ کیا مئی جان بخش میکشو — مردہ دل آپ زاہد شب زندہ دار تھا
اے ماہ اب نظر نہین آتی وہ چشم مہر — کیا چار دن کی چاندنی دو دن کا پیار تھا
زاہد کو بھی ہوا ہی تمھے عشق کا مرض — بیمار وہ ہوا کہ جو پرہیزگار تھا

مین مرگیا تو کہتی ہے مرقد پہ آکے خلق — یاران رفتگان کا یہی یادگار تھا

زلف دراز یار سے کم بال بھر نہ تھی — المختصر یہ طول شب انتظار تھا

چہرے پہ اونکے آنے سے خط کے کھلا ہے یہ — حسن گریز پاے بتان مستعار تھا

وہ حال تھا مرا شب غم سے کہ دیکھکر — احباب کیا عدو بھی ہر اک اشکبار تھا

جب سے چھپے نظر سے نہین ہے وہ چشم لطف — دیکھا کہ آنکھون دیکھے کا بس اونکو پیار تھا

چاہا جو قتل غیر مین حسرت سے مر گیا — تاکا کسیکو اونسے یہان مین شکار تھا

قربان گل سے تھے عارض رنگین یار پہ — غنچہ دہان تنگ پہ اوسکے نثار تھا

اوصاف جب سے لکھے دُر دندان یار کے — ہر اک سخن مرا گہر آبدار تھا

مین ہون وہ خفتہ بخت کہ جب ہو گیا فنا — خوابیدہ سبزہ بھی سر خاک مزار تھا

شہرت تھی جب کہ یار کے مژگان کی جابجا — دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار تھا

٣٩ — اوس گلبدن کے ہجر مین یہ روے ہم ادیب — ١٢
شرمندہ اپنے اشکون سے ابر بہار تھا

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا — اسنے کیا بھول بھلیان سے نکالا

ہمنے نہ مجھے منت دونان سے نکالا — کیا کاہ کو کوہ غم احسان نے نکالا

باقی ہے اشک تو رو رو کے شب ہجر — خونناب جگر دیدہ گریان سے نکالا

اے دل نہین کچھ کیفیت ضبط خبردار — آنسو جو کوئی دیدہ گریان سے نکالا

جی مرگیا ہو گئی راحت — صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانہ گندم — الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون ہین [illegible] تے تا روز قیامت — اے موت جو تو نے شب ہجران سے نکالا

طرز ستم و یہ ہی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ خورشید
ہر ذرۂ خاک در جانان سے نکالا

وہ جنس نہ یوان ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا

کیا صور قیامت سے تھے کہ ارباب عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

دریا کیے فرقت مین ہم اک دہ نشین کی
آنسو نہ کبھی دیدۂ گریان سے نکالا

۴۰

کیونکر نہ ادیب اسکو ہو دنیا سے کنارہ
رازق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

۴۱

ہر دل مین مثل روح ترا ہمکو گھر ملا
تو ہی ہر ایک شی مین ہمین جلوہ گر ملا

رویا جو یاد مین دُر دندان یار کی
اشکون کو میرے رتبۂ سلک گہر ملا

سیماب کی طرح رہے ہم مضطرب مدام
چین اس جہان مین نہ ہمین عمر بھر ملا

ہر چاک زخم دل سے بر آئی مری مراد
دل کی ہوس نکلنے کو کیا خوب در ملا

طوفان یہ اوٹھا دُر دندان کی آب کا
گردون سے جا کے قلزم آب گہر ملا

مقتل مین بیچ وہ شہید کو اک عید ہو گئی
جسدم گلے سے خنجر بیداد گر ملا

عاشق شہید ہو کے گئے جلد خلد کو
خنجر کے دم سے جادۂ راہ سفر ملا

آیا جو وہ بغل مین تو فرط سرور سے
بیخود مین یہ ہوا کہ نہ دو دو پہر ملا

دیکھا جو باغ دہر تو مرنے کی ہو دلیل
میل رہ عدم مجھے ہر اک شجر ملا

اے شیخ ایک آن مین ہو جائیگا مرید
دست سبو سے ہاتھ تو اے بے خبر ملا

دیکھی ہے جب سے یار کے دانتون کی آب و تاب
کہتا ہے دل کہ خاک مین آب گہر ملا

جانے سے کوے یار مین سودا ہوا نصیب — ہاتون سے اپنے پالون کے یہ درد سر ملا
دیر و حرم مین ڈھونڈھتے بے فائدہ پھرے — دیکھا جو غور سے تو ترا دل مین گھر ملا
کیا بات ہم سنین لب شیرین یار سے — شاخ نبات سے نہ کسی کو ثمر ملا
یادِ میان مین گم یہ ہوا مین شب فراق — میرا پتا نہ مثل کمر رات بھر ملا
ہمکو ہوا نظارۂ خورشید روے یار — تار شعاع مہر سے تار نظر ملا
ہم رنگ نرد پھرتے رہے اس جہان مین — آرام کا بساط زمین پر نہ گھر ملا
اللہ رے فروغ مرے سوز عشق کا — خورشید روز حشر سے داغ جگر ملا
دل کی شکست سے یہ پوچھے جو اوس نے ہم کیطرف — ساقی سے کیا ہی شیشۂ دل ٹوٹ کر ملا
اوس چشم سرمگین کے تصور مین ہون خموش — زخم دہن کے چاک کو کیا بخیہ گر ملا

۴۱ محفوظ ہون حسد سے مین حاسد کے ہے ادیب
صد شکر مجھکو بے ہنری کا ہنر ملا ۲۱

خوب رو تم ہو کہون تمکو نہ کیونکر اچھا — کہتے آئے ہین سب اچھونکو برابر اچھا
عشق کاکل نہو جسکو وہ ہی بیسر اچھا — جس مین سودا نہو وہ سر تہ خنجر اچھا
جب کسی کا نہین ہوتا ہی مقدر اچھا — سب برا کہتے ہین گو اوسمین ہو جوہر اچھا
آئینہ رو وہ نہین ہے نام ابھی تک روشن — تھا مگر خط تقدیر سکندر اچھا
رو رہا ہون مین تصور مین دُر دندان کے — قطرۂ اشک سے میرے نہین گوہر اچھا
آب دُر سے نہین کچھ آب بقا کو نسبت — رگ جان سے ہے ترا رشتۂ گوہر اچھا
تاج سلطان مری نظرون مین ہے کچکول گدا — ہون وہ قانع کہ سمجھتا نہین ہین زر اچھا
دولت عشق بتان نے یہ کیا مجھکو غنی — سنگ پارس کو سمجھتا نہین پتھر اچھا

وہ گل اندام تہ خاک پڑے ہین صد حیف — فرش گل کو جو سمجھتے نہ تھے بستر اچھا
حسرت آب بقا تا دم آخر نہ گئی — کون کہتا ہی کہ تھا بخت سکندر اچھا
ایک ہی گھونٹ مین دنیا کے مزے حاصل ہین — جام جمشید سے ساقی کا ہی ساغر اچھا
بات وہ کہ کہ برا دل مین نمانے کوئی — کام وہ کر کہ تجھے سب کہین گھر گھر اچھا
نامہ ہر روز مرے یار کو پہنچاتا ہی — مرغ دل سے مین سمجھتا ہون کبوتر اچھا
کان مین جھک کے یہ کہتا ہی در گوش صنم — آبرو مین نہین مجھسے کوئی گوہر اچھا
خلش دل کے سبب ہی مژہ یار پسند — جسمین کچھ نوک نہو کیا ہو وہ نشتر اچھا
ایک دم کے ہین مکین فکر مکان کیا حاصل — بحر ہستی مین حبابون کا نہین گھر اچھا
لامکان تک مری فریاد و فغان جا پہنچی — آہ سے گنبد گردون مین ہوا در اچھا
تیرے مجنون کے لیے ای صنم لیلی وش — کونسا خانہ زنجیر سے ہی گھر اچھا
جام سے خوب ہی جب دیدہ مست ساقی — آنکھون کے دور سے کیا ہو خط ساغر اچھا
ای مسیحا تجھے دعوی مسیحائی ہی — چشم بیمار کو اپنی تو بھلا کر اچھا

۴۲ — ۱۵

لطف اشعار نہ کچھ لطف معانی ہی ادیب
تیرے اشعار کو کوئی کہے کیونکر اچھا

دنیا کا لطف دل کو رہا شاد مان رہا — جب تک مری بغل مین وہ آرام جان رہا
دل کو خیال زلف و خط گلرخان رہا — گھر مین ہمارے آتش گل کا دھوان رہا
جب تک کہ مجھکو عشق دہان و میان رہا — مثل نظر ہر اک کی نظر سے نہان رہا
گردش سے بخت کے نہ ملا مجھکو چین — بحر جہان مین صورت ریگ روان رہا
سر پر جب آئی دھوپ بڑھاپے کی تب جگا — بعد شباب بھی مجھے خواب گران رہا

جب تک رہا مین شیفتہ مژگان یار کا / سینہ مرا نشانہ تیر و کمان رہا
تیرے بغیر ماہی بے آب کیطرح / مین آتش فراق مین ہردم طپان رہا
اسطرح غم کی شکل رہا مین فراق مین / پہرون وہ مجھکو دیکھکے گریہ کنان رہا
دن رات اوسکی دست حنائی کی یاد مین / آنکھون سے اپنے خون کا دریا روان رہا
آسان ہونگی مشکلین سب وقت نزع کی / مرتے دم اوس کا نام جو ورد زبان رہا
دم بھر نہ آئی نیند کسی کو شب فراق / بیچین میرے نالون سے سارا جہان رہا
جبتک رہا شباب کیا لاکھون کو ہلاک / وہ ترک اپنے وقت کا چنگیز خان رہا
صد حیف قتل گاہ مین سیراب سب ہوے / مین تشنہ کام تشنہ آب سنان رہا
دوڑے فنا کی راہ مین جب شرط بدکے ہم / دو گام ہم سے پیچھے توسن عمر روان رہا

کہدے چلو ادیب کہ حافظ نے سچ کہا / رہنے کے قابل اب نہین ہندوستان رہا

نہین منظور اگر آزاد کرنا / نہ چھری سے ذبح اے صیاد کرنا
پئے ظلم اونکا مجھکو یاد کرنا / کرم سے لطف سے ہی شاد کرنا
کلیجا منھ کو لاتا ہے سفر مین / مرا اہل وطن کو یاد کرنا
جو ایذا دل نالش قاتل ہو منظور / لب ہر زخم سے فریاد کرنا
چھپانا راز الفت ہی جو ایدل / نہ ہرگز وا لب فریاد کرنا
نہین ممکن ہے ہم سے پیش قاتل / بیان لذت بیداد کرنا
جب آئین ہچکیان ہمکو دم نزع / ہوا معلوم اونکا یاد کرنا
مصیبت درد و رنج و بیکسی مین / نہ بھولے گا تمھارا یاد کرنا

۵۵

ہزارون لذتین دیتا ہی ہمکو ستمگر کا ستم ایجاد کرنا
جو دیکھے اوس ستمگر کی جفائین فلک بھولے ستم ایجاد کرنا
بتون کا سخت دل ہو موم کیونکر ہی مشکل کشتۂ فولاد کرنا
سوا تیرے ہی کس مین یہ ستمگار ستم مین طرز نو ایجاد کرنا
نہ منھ موڑینگے جانباز ای ستمگر جہانتک ہو سکے بیداد کرنا
دکھائیگا ترا دل ای ستمگر مرا دل کھول کر فریاد کرنا
دکھا کر قامت موزون کو اپنے غلط تم مصرع شمشاد کرنا
دل ویران مین تم آنا کسیدن یہ گھر اوجڑا ہوا آباد کرنا
نہین جانیکا ای چرخ اوپر اوپر ترے مظلوم کا فریاد کرنا
جو ای فرہاد تو سیکھے فن عشق مرے شاگرد کو استاد کرنا
اوٹھانا سیکڑون کوہ مصیبت نہ اُف تک ای دل ناشاد کرنا
لگا کر ہاتھ اوچھا مثل اغیار حجل ہم کو نہ ای جلاد کرنا
۴۴ جوانی کے گئے دن آئی پیری ادیب اب تو خدا کی یاد کرنا ۱۶

ای بلبلو گلزار مین فریاد نکرنا نالون سے شکستہ دل صیاد نکرنا
کیا ظلم ہی طاقت تو نہین ضبط فغان کی صیاد کا ہی حکم کہ فریاد نکرنا
مجھ عاشق وحشی سے یہی کہتی ہی وحشت تو خانۂ زندان کبھی آباد نکرنا
فرقت مین جب اک روز بھی ہچکی نہین آئی معلوم ہوا تم کو ترا یاد نکرنا
ای شاہ بتان تجھکو قسم اپنے خدا کی بندے کو غلامی سے تو آزاد نکرنا
ای آینہ دل تو بہت اچھی نہین سختی دل کو کہین آئینۂ فولاد نکرنا

صیاد تری گھات مین بیٹھے ہین خبردار
نالہ کہین اے بلبل ناشاد نکرنا

اے بلبلو اچھا نہین گلزار مین رہکر
پابند محبت دل صیاد نکرنا

بھوکا ہون تری دید کا گو زیست سے ہون تنگ
منہ پھیر کے قتل اے مرے جلاد نکرنا

اچھا تمھین انصاف کرو ہوکے مسیحا
اچھا ہے علاج دل ناشاد نکرنا

جاتے ہین دم صبح وہ اوٹھیگی قیامت
اے مرغ سحر بھول کے فریاد نکرنا

اے رشک پری خانۂ دل سے کہین جاکر
گھر اپنے ہوا خواہون کا برباد نکرنا

اے آتش سودائے شہادت یہی امید
خشک آب دم خنجر جلاد نکرنا

گلزار سے لیجا کے تو اے باد بہاری
بوئے گل گلشن کہین برباد نکرنا

مشتاق شہادت ہین نہ بسمل ہون دم بھر
دم ناک مین اے خنجر جلاد نکرنا

۴۵
اوس قامت موزون کے تصور مین ادب سے
گلزار مین نظارۂ شمشاد نکرنا
۴۴

بہار آئی ہے ساقی شراب دیتا جا
اگر شراب نہ دے زہر ناب دیتا جا

ہماری آنکھین ترستی ہین گریہ کو اے دل
جو آب اشک نہو خون ناب دیتا جا

نہ اپنے کوچے مین کر ظلم اے بت کافر
مجھے نہ باغ جہان مین عذاب دیتا جا

کھڑے ہین منتظر اے شہسوار راہ مین ہم
تو ایک بوسۂ چشم رکاب دیتا جا

حساب حشر کا ڈر ہے تجھے جو اے منعم
خدا کی راہ مین زر بے حساب دیتا جا

بجاے سرمہ لگانے کو اپنی خاک قدم
برائے چشم مہ و آفتاب دیتا جا

یہ آرزو ہے کہ اے ترک تیغ و خنجر سے
تو اپنے کشتون کے کھیتون کو آب دیتا جا

کوئی تو یاد کی صورت نکال آگے کو
نشانی اپنی ہمین اے شباب دیتا جا

جو ساتھ غیر کے سوتا ہی بستر گل پر
تو خار مجھکو پئے فرش خواب دیتا جا

صفات اوس رخ روشن کے لکھتے ہین انجم
پئے رقم ورق آفتاب دیتا جا

شباب پھر کے نہین آئیگا کبھی اے شیخ
ہزار ریش پہ اپنے خضاب دیتا جا

جو غیر لاکھ بولائین تو کہہ نہ آئین گے
ہزار بات کا صرف اک جواب دیتا جا

وہ تشنہ آب دم تیغ کا ہون اے قاتل
کہ لب پر آئی ہی جان اب تو آب دیتا جا

جو کسی کے ساتھ گزک دیکھ ہو ساقی
دل برشتہ مرا اسے کباب دیتا جا

عذاب نار جہنم سے کیون ڈرین ہم رند
خدا غفور ہی ساقی شراب دیتا جا

نکر خیال عذاب و ثواب اے ساقی
کشادہ ہی در توبہ شراب دیتا جا

نشانی اپنی جو دیتا ہی کچھ دم رخصت
تو داغ چھلے کا اے ماہتاب دیتا جا

ہی ایک عمر سے شوق شہادت اے قاتل
مین تشنہ کام ہون خنجر کی آب دیتا جا

کھلی ہی چاندنی ہی لطف میکشی ساقی
ہی آفتاب غروب آفتاب دیتا جا

قیام بحر جہان مین نہین ہی دم بھر بھی
ہر ایک کو یہ خبر اے حباب دیتا جا

حساب بوسون کے دینے کا کچھ نکر ولین
یہ چیز دینے کی ہی بے حساب دیتا جا

حباب بحر کو اے باد پائے عمر روان
تبسم سے ہستی یا درکاب دیتا جا

٤٦
اویب صبح و مسا جا سر انگھون پر
غبار خاک در بوتراب دیتا جا
٢٠

حسن مین ناز مین انداز مین یکتا نکلا
تو ہر اک بات مین عالم سے نرالا نکلا

ٹھیک اوسوقت مین اوس صاف سراپا نکلا
سر کا جسوقت کہ ایڑی سے پسینا نکلا

دل جگر توڑ کے جب تیر تمھارا نکلا
پوری حسرت ہوئی ارمان دل اپنا نکلا

زلف شب رنگ سے اونکا رخ زیبا نکلا
پردۂ ابر سے یا چاند سراپا نکلا

سخت حیرت ہی کہ اک طرفہ تماشا نکلا
تھا جو مٹی کا وہ بت نور کا پتلا نکلا

آبرو پائی ترے کان کا گوہر ہوکر
اسلیے بطن صدف سے در یکتا نکلا

وہ مہ حسن چلا گھر کو جو رخصت ہوکر
چشم گریان سے مری اشکو نکا دریا نکلا

مر گئے پر نہوا یار کا دیدار نصیب
حسرت دید مین دم آنکھون سے اپنا نکلا

دیکھتے دیکھتے غائب ابھی نظرون سے ہوا
توسن حسن گریزان تو چھلاوہ نکلا

زہر کھانے اٹھے خضر دیکھکے وہ سبزۂ خط
لب جان بخش پر اوسکی دم عیسی نکلا

بیڑیان توڑ کے وحشت مین نہونگا پھر قید
مین جہان خانۂ زنجیر سے نکلا نکلا

سانپ اک لوٹ گیا دیکھتے ہی چھاتی پر
سامنے سے جو کوئی گیسوؤن والا نکلا

کھولکر دیدۂ وحدت کو جو دیکھا ہم نے
رشتۂ سبحہ سے زنار کا رشتا نکلا

سارے عالم کے جوانو نکو کیا ہے اسنے
فلک پیر کا آفت کا بڑھاپا نکلا

بحر غم سے ہو پار الفت مژگان کے سبب
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا نکلا

مرض عشق سے صحت ہوئی حاصل پس مرگ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا نکلا

چلدیے چھوڑ کے تنہا ہمین مرقد مین عزیز
حیف اسوقت مین کوئی بھی نہ اپنا نکلا

اوسکی آنکھون سے صفا مین جو کیا تھا دعوی
در خوشاب نظر مین مری جھوٹا نکلا

مین جو ان اس دار فنا مین وہ بلانوش حسرت
خم کو نہین مرا ایک نوالا نکلا

۴۷

جان جائیگی او سیدم مری حسرت مین ادیب
خنجر یار اگر کاٹ کے رستا نکلا

۱۷

سخت نازک ہی بتو یہ دل شیدا میرا
ٹھیس لگنے سے نہ ٹوٹے کہین شیشا میرا

ہجر دلبر میں برا حال ہی ایسا میرا
لوگ رو دیتے ہین سن سنکے فسانا میرا

یہی ارمان ہی دن رات خدایا میرا
اوسکی گردن مین رہے دست تمنا میرا

یاد رکھنا کہ ہوئی جوشش وحشت جس دم
ایک جھٹکے مین نہین سلسلہ پا میرا

شوق دیدار ہی اسطرح کہ مثل نرگس
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا میرا

کاٹتا ہون شب فرقت کو مین تارے گنکر
ہو گیا خواب ترے ہجر مین سونا میرا

دھجیان دامن صحرا کی ابھی اوڑجائین
جوش پر آئے اگر عشق جنون زا میرا

مین وہ عاشق ہون کہ حوران بہشتی ہر دم
دیکھتی ہین کھڑی فردوس مین رستا میرا

جب سے اوس غیرت خورشید کا ہی دلمین خیال
کم نہین مہر منور سے سویدا میرا

دلمین غیرون کے کسطرح مین کھٹکون دن رات
ہجر مین جسم ہوا سوکھ کے کانٹا میرا

شمع روشن کیطرح داغ ہین سر سے پا تک
غیرت سرو چراغان ہی سراپا میرا

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون اوسے سب کہنے لگے
پڑ گیا بید پر اک روز جو سایا میرا

مست ہون اپنی فقیری مین نہین حرص جہان
جام جمشید سے بڑھکر ہی پیالا میرا

رونے سے اوٹھتے ہین اقلیم عدم کے مردے
ہم نفس صور قیامت کے ہی نالا میرا

لوگ کہتے ہین کہ خورشید قیامت نکلا
داغ دل سے کبھی ہٹتا ہی جو پھاہا میرا

یہ وہ ہی روگ کہ دشمن کو بھی اللہ بچائے
مرض عشق سے عاجز ہی مسیحا میرا

٤٨

میکشی کم نہین کچھ مجھکو عبادت سے ادیب
روز میخانے مین بچھتا ہی مصلا میرا

١٥

اوس کف پا تو اوسوقت مقابل ہوتا
داغ تجھ مین نہ اگر ای مہ کامل ہوتا

پوچھتے عشق کا وہ راز جو مشکل ہوتا
اس زمانے مین اگر کوئی بھی کامل ہوتا

در د فرقت کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہوتا — صورت غنچہ سراپا مین اگر دل ہوتا
قتل کرنے سے مرے جو نہ خجالت ہوتی — سرنگون کس لیے پھر خنجر قاتل ہوتا
اگر اوصاف نہ لکھتا دہن تنگ کے مین — غیب دانی کا مری کوئی نہ قائل ہوتا
ہجر مین سیر چمن ہوتی قیامت سے سوا — نالہ صور سے مجھے شور عنادل ہوتا
ہاتھ سے اپنے جو دیتا وہ مسیحا مجھکو — جان شیرین سے سوا زہر ہلاہل ہوتا
مصحف رخ کی قسم دل کی تمنا ہے یہی — ہاتھ میرا تری گردن مین حمائل ہوتا
گرمی آتش عارض سے جل اٹھتا عالم — پردہ تار نظر بھی جو نہ حائل ہوتا
دم گلگشت چمن ہجر مین گل ہوتے خار — بے ترے برگ شجر خنجر قاتل ہوتا
دوستو جذبۂ دل کا مین دکھاتا جو اثر — اپنی آغوش مین وہ حور شمائل ہوتا
میکشی کے لیے وہ مہر اگر فرماتا — آسمان شیشہ تو ساغر مہ کامل ہوتا
صدمے دیتا جسے عشق لب رنگین بتان — تھوکتا خون وہ ایسا مرض سل ہوتا
ہاتھ سے اپنے مجھے قتل جو کرتا وہ ترک — ہاتھ بھر کا مرے سینے مین مرا دل ہوتا

۴۹ سوزش عشق سے دریا مین نہاتا جو ادیب
خشک مثل لب عاشق لب ساحل ہوتا ۱۰

مآل زیست اچھا تھا جو سر اپنا قلم ہوتا — دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم ہوتا
سرائے دہر مین ہمکو نہ کچھ عقبی کا غم ہوتا — جو اپنے پاس اے دل توشۂ راہ عدم ہوتا
قدم رنجہ جو فرماتے تو بندے پر کرم ہوتا — مرا بیت الحزن اے گلبدن رشک ارم ہوتا
ہمارے دل کی ساری حسرتین دم مین نکلجاتین — گلو اپنا جو اے قاتل تہ تیغ دو دم ہوتا
وہ لاغر ہین دہن کی یاد مین جیتا پاکوئی — تن کاہیدہ اپنا نقطۂ وہمی سے کم ہوتا

مرے ہین عاشق شیدا قدمبوسی کی حسرت مین
عجب کیا تھا جو پیدا خاک سے نخل قدم ہوتا

دم آنکھونمین مرا تھا اور لب پر جان آئی تھی
اگر اب بھی نہ آتا تو تو ہی ظالم ستم ہوتا

تمھارے چہرۂ روشن کی مدحت کا جو دھیان آتا
رنگ شمع محفل ہاتھ مین اپنے قلم ہوتا

جو شوق دید مین حسرت نہ رکھتے ہمکلامی کی
تو کیون جان آتی لب پر اور کیون آنکھونمین دم ہوتا

۵۰

ادیب اپنی تمنا ہے یہی درگاہ خالق سے
وظیفہ نام کا اوسکے لبون پر ہر دم ہوتا

۲۷

گھر مین آجائے جو وہ مہر درخشان اپنا
بنے خورشید محل کلبۂ احزان اپنا

ہم بغل وصل کی شب ہے مہ تابان اپنا
منھ نہ اب ہم کو دکھائے شب ہجران اپنا

کاش انجام جو سمجھے گل خندان اپنا
روکے صدچاک کرے جیب و گریبان اپنا

تم دکھاو جو ہمین روے درخشان اپنا
دل مین کوئی نرہے حسرت و ارمان اپنا

پھر ہوا جوش جنون سلسلہ جنبان اپنا
گھر نظر آنے لگا صورت زندان اپنا

تم دکھاو جو ہمین چاہ زنخدان اپنا
دل گرے چاہ سے مثل مہ کنعان اپنا

جب سے ہی گیسوے پیچان بتان کا سودا
اے جنون خانۂ زنجیر ہے زندان اپنا

ہاتھ گلدستہ بنا چھلونکے گل سے اے گل
سینہ داغون سے ہوا رشک گلستان اپنا

جب سے اوصاف لکھے ہین لب لعلین کے ترے
لقب اوس دن سے ہے یاقوت رقم خان اپنا

اوس پری نے جو جنازے کو اوٹھایا آکر
تخت تابوت ہوا تخت سلیمان اپنا

شب تاریک لحد کا نہین کچھ ڈر پس مرگ
داغ سینہ ہے ہر اک شمع شبستان اپنا

خیرہ ہوتی ہے نظر اونکی رخ روشن سے
پھیرے اسو جہ سے منھ مہر درخشان اپنا

خانۂ دل مین جگہ دون مین بڑی خاطر سے
ناوک یار اگر آکے ہو مہمان اپنا

عشق مین اوس بت کافر کے خدا ہی دعا ہے — جان جائے نہین کچھ غم رہے ایمان اپنا

یہ کسی کو نہین معلوم کہ وہ کس کا ہی — گبر اپنا اوسے کہتے ہین مسلمان اپنا

نیند دم بھر بھی نہ آئے یہ پریشانی ہو — ہم سنائین جو تمھین حال پریشان اپنا

دیکھ اے دل نہ کہین اوسکی گلی سے تو جا — باغ فردوس سمجھ کوچۂ جانان اپنا

الامان خلق مین ہر ایک پکار اوٹھیگا — شعلۂ آہ جو ہوگا شرر افشان اپنا

نظر آنے لگین افلاک حباب یم اشک — رونے پر آئے اگر دیدۂ گریان اپنا

ہون وہ بیمار تب غم کہ کبھی صحت ہو — تم دکھا دو جو مجھے سیب زنخدان اپنا

بھولکر بھی نہ لگائے کبھی دل اوس بت سے — رکھے ایمان اگر مرد مسلمان اپنا

مین جو رویا لب لعلین کے تصور مین کبھی — قطرۂ اشک ہوا لعل بدخشان اپنا

عارض صاف سے پھر اوسکے مقابل ہونا — داغ پہلے تو مٹا اے مہ تابان اپنا

جوش وحشت مین یہ کہتا ہی دل اے دشت جنون — چاک دامن بھی ہو مانند گریبان اپنا

دیکھکر مجھکو ترے ہجر مین زار و ملول — دوست ہر ایک ہی انگشت بدندان اپنا

جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہین ہون — نہ [illegible] اور نہین ہی کوئی خواہان اپنا

کرکے یاد اپنے گناہون کو بہا اشک اب او — تجھکو دھونا ہی اگر نامۂ عصیان اپنا

۵۱ — ردیف بای موحدہ — ۱۷

جب لب دریا پہ ساقی نے جا کر پی شراب — ہو گیا عکس لب می نوش سے پانی شراب

کاتب تقدیر نے قسمت مین جب لکھی شراب — ہو گئی ایام طفلی سے مری گھٹی شراب

کیا کرے گی اس سے بڑھکر اور پر زوری شراب — جب نہین ٹھہری خم گردون مین اے ساقی شراب

ہون وہ میکش جب سے می پینے سے مین نادم ہوا — ہے بن مو سے مرے بجاے عرق جاری شراب

تیری فرقت مین ہی بزم عیش بیشک قتل گاہ
آب خنجر ہی ہمارے حق مین ای ساقی شراب

میکشی سے توبہ کی مجھ رند نے جس روز سے
ہوگئی پانی کے مول ایسی ہوئی سستی شراب

میکشی سے آگئی میرے تنِ بیجا مین جان
زاہدو رکھتی ہی اعجازِ مسیحائی شراب

مین وہ رند بادہ کش ہون طالب می جب ہوا
حور جنت خلد سے میرے لیے لائی شراب

فرط گرمی سے ہوا میخانے مین محشر بپا
آفتاب حشر سے کرتی ہی ہمدوشی شراب

کیون نہ دختِ رز کی صحبت سے ہو زاہد کو گریز
کھول دیتی ہی ہر اک کا رازِ پنہانی شراب

جبکہ میکش ہون تو کیون رنج دو عالم سے ڈرون
ہی مرے طوفان غم کے واسطے کشتی شراب

زور ایسا ہی کہ جاتی ہی فلک پر جوش مین
پیر گردون کو دکھاتی ہی جوانمردی شراب

زور مین آکر اوڑی جاتی ہی میرے ہاتھ سے
مجھ فقیر مست سے کرتی ہی شہ زوری شراب

مین وہ میکش ہون گرا دیتے ہین میرے نام پر
پیتے ہین جس وقت رندان خراباتی شراب

میکدے مین بیٹھین کرکے بیعت دست سبو
جو دکھائے زاہدون کو اپنی رعنائی شراب

اک طلسم تازہ دیکھا ہم نے بزم عیش مین
اوڑگئی بن کر پری شیشے سے جب نکلی شراب

۵۲ ساقی کوثر سے طالب ہون مین اُسکا ای ادیب
جو کہ پیتے تھے جناب حافظ و جامی شراب ۲۳

واہی پردے سے رخ دلدار اب
لوٹتے ہین دولت دیدار اب

خواب مین آتا ہی شب کو یار اب
بخت خفتہ ہی مرا بیدار اب

ہجر غم سے کر الٰہی پار اب
مین ہون تنہا اور ہی منجدھار اب

ہمکو کروٹ کا بھی لینا ہی محال
ناتوان ایسا ہی جسم زار اب

باغ رضوان سے مجھے کیا واسطہ
غیرت جنت ہی کوے یار اب

کیا کیا ہی یاد انکو موت نے
ہچکیاں لیتے ہین جو بیمار اب

باغ جنت کو ہمارا ہی سلام
کرتے ہین گلگشت کوے یار اب

کیون نہ کانٹا سا مین کھٹکون غیر کو
لاغری سے ہو گیا ہون خار اب

ہون وہ صورت غم کی ہجر یار مین
دیکھکر روتے ہین تصویر دار اب

غنچہ پیکان ہی تمھارے ہجر مین
برگ گل خنجر ہی ہر گل خار اب

آپ کو بھی ہم نظر آتے نہین
ہو گئے ہین یہ نحیف و زار اب

وصف مین اوس گل کی ہم پڑھتے ہین شعر
کیون نہ ہو بزم سخن گلزار اب

کسلیے جائین پی گلگشت باغ
سینہ پر داغ ہی گلزار اب

زخمیون کو سبزہ خط کا ہی عشق
کیا کرین گے مرہم زنگار اب

حیف اوسنے وعدہ فردا کیا
اور ہم ہین تشنہ دیدار اب

رات دن تیرا ہی رہتا ہی خیال
کیونکر آئے کل ہمین اے یار اب

تن گیا موسے میان دلبران
ہو گیا ہون یہ نحیف و زار اب

قاتلو مجھکو کفن درکار ہی
زخم تن پر ہو تو دامندار اب

ہی جنون اوس گل کی زلفون کا مجھے
طوق ہی میرے گلے کا ہار اب

دار ہین کی اپنی آنکھین حشر تک
اسقدر رہی حسرت دیدار اب

دل مین گنجایش کسی شی کی نہین
ہی تمناؤن کا یہ انبار اب

اوس مسیحا سے کوئی جا کر کہے
آنے مین اچھا نہین انکار اب

دم ہی لب پر ڈھل گیا آنکھون کا نیل
کوئی دم کا ہی ترا بیمار اب

شکر کا سجدہ بجا لاؤ ادیب
زیر سر ہی زانوے دلدار اب

۵۲ ردیف بای فارسی ۹

آمادہ جور و ظلم پر آٹھون پہر ہین آپ
سچ مجھ سے پوچھیے تو لڑائی کا گھر ہین آپ

دلمین نہان ہین یا کہ ہین پوشیدہ جان مین
آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین کدھر ہین آپ

زلفین بلائی ہین کہ سراپا ہین آم عقل
رخ وہ ملا کہ غیرت شمس و قمر ہین آپ

القاب خط شوق مین لکھتا ہون یون انھین
آرام دل ہین راحت جان و جگر ہین آپ

کہدیجیے یہ صاف تو تسکین قلب ہو
میری طرف کہ غیر کی جانب کدھر ہین آپ

قاصد نہین پیام نہین کچھ خبر نہین
ہر طرح میرے حال سے کیون بیخبر ہین آپ

شمس و قمر ہین دید کے مشتاق رات دن
لاریب اک جہان کے منظر ہین آپ

دیوانہ سمجھون ہین جو پری آپ کو کہے
کیونکر بشر کہے کوئی رشک بشر ہین آپ

اسکے سوا ادب سے کہے کیا حضور کو
گلزار حسن و زیب کے طرفہ شجر ہین آپ

۵۴ ردیف تای فوقانی ۲۰

بے بلائے رہے گھر غیر کے ساری برسات
حیف ہے ہمنے اسی حسرت مین گزاری برسات

کیا کہین ہجر مین کس طرح گزاری برسات
کاٹی مر مر کے بغیر آپ کے ساری برسات

آب دیدہ سے گل داغ جنون تازہ ہین
کم نہین ابر بہاری سے ہماری برسات

موسم گل مین رولایا یہ تری فرقت نے
چشم گریان سے ہوئی فصل بہاری برسات

لطف بارش ہوا سیوقت کہ جب یار ہو پاس
رنج ہجران سے ہمین ہوگئی بھاری برسات

چشم گریان سے مری کیون نہ بہے قلزم اشک
تم نہ اک روز بھی آئے گئی ساری برسات

فصل بارش مین کسی دن نہ تم آئے افسوس
حسرت و یاس مین سب ہمنے گزاری برسات

سرد مہری بتان رکھتی ہے گریان شب و روز
فصل سرما جو ہوا ونکی تو ہماری برسات

ہمکو اک قطرۂ باران بھی ہی فرقت مین پہاڑ / تم نہو پاس تو لاریب ہی بھاری برسات
بارش تیر جو مجھپر ہوئی کیون غیر کٹے / پاس رکھتی ہی نہ خنجر نہ کٹاری برسات
رتبۂ ابر گھٹا دیدۂ پرنم سے مرے / چشم گریان سے رہا کرتی ہو عاری برسات
قحط سالی کا نہین خلق کو اوس روز سے خوف / چشم گریان سے ہی جبسے ہوئی جاری برسات
یاد آتی ہی جو بارش مین لب رنگین کی / خون روتا ہون شب و روز مین ساری برسات
دہجیان ہو گئی کے تعویذ نکا رونے مین ہین / جگنو آتے ہین نظر رات کو ساری برسات
چشم گریان کو جو دیکھے تو بھرے پانی ابر / دل نالان کی کرے آئینہ داری برسات
روتے ہین سردی و گرمی زمانہ سے مدام / اب تو ہر فصل مین رہتی ہی ہماری برسات
ساتھ رونے کے ہی نالان دل پر داغ مرا / شور طاؤس کیا کرتے ہین ساری برسات
فرقت یار مین رونا جو ہمارا دیکھے / چشم گریان سے خفیف آکے ہو بھاری برسات
دھلائے سے قلزم دیدہ کے کیا گلشن دہر / ہو گئی ہر شجر باغ کو آری برسات

۵۵ روشنی قلب کو ہوتی ہی جو رونے مین دیپ / دھوتی ہی دل کی کدورت کو ہماری برسات ۴۰

ہم بغل آکے ہوا ہی وہ قمر آجکی رات / تا قیامت رہے یارب یہ گھر آجکی رات
سنکے حال آنے کا ہی رشک قمر آجکی رات / در کو تکتے رہے ہم چار پہر آجکی رات
نہین ہوتی ہی کسی طرح سحر آجکی رات / بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آجکی رات
دی یہ ہرکارونے اشکون کے خبر آجکی رات / ہو کے پانی نہ بہے دل او جگر آجکی رات
کل شب وصل تو غل شام ہی سے کرتے تھے / یا خدا مر گئے کیا مرغ سحر آجکی رات
زلف شبگون مین قیامت ہی چمک جھومر کی / چاند سورج ہین ترے شمس و قمر آجکی رات

لے لیا دیکھتے ہی دیکھتے نقد دل وجان — تمنے ای جان کیا آنکھوں مین گھر آجکی رات
شرم سے اوسنے چرایا بدن ایسا دم وصل — نہ وہ معلوم ہوا مثل کمر آجکی رات
تیرگی چھائی ہی کچھ ایسی شب فرقت کی — نام کو بھی نہین ہی نور قمر آجکی رات
وصل کی شب ہی کہونگا مین تجھی سے اوسے فیچ — کوئی بولے تو بھلا مرغ سحر آجکی رات
اسقدر یاد میان مین ہین تمہین دیا ہون — آب دیدہ ہی مرے تا بکمر آجکی رات
مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار — خواب مین آئے جو وہ رشک قمر آجکی رات
رہے دیدار سے محروم جب آیا وہ قمر — ضعف سے اوٹھ نسکے پاے نظر آجکی رات
دھوم ہو جائیگی ہوا نوح کا طوفان بپا — آئین رونے پہ اگر دیدۂ تر آجکی رات
چشم بیمار کی الفت مین ہوا زار ایسا — تن لاغر ہی مرا تار نظر آجکی رات
پھر مرنے سے انہین کیا وہ آئینگے کبھی — ساری دنیا جو ادھر کی ہو ادھر آجکی رات
دل مجروح مین ای ماہ ترا جلوہ ہی — چاندنی کا ہو زخمون مین اثر آجکی رات
کوفت کچھ ایسی ہوئی مجھکو کہ دل بیٹھ گیا — کیا کہون کیسے اوٹھا درد جگر آجکی رات
لوگ کہتے ہین کہ وہ رشک قمر آئیگا — چاندنی کا ہو بچھونا مرے گھر آجکی رات
دید کیا اونکی ہو جب طالع خفتہ کیطرح — سو گئے حیف مرے پاے نظر آجکی رات
درد دندان کی صفت مجھسے جو لوگون نے سنی — کان ہر اک کے ہوئے کان گہر آجکی رات
سارے عالم مین اک اندھیر نظر آئیگا — زلف مشکین کو وہ کھولینگے اگر آجکی رات
نقد دل دیکھیے کس طرح مرا بچتا ہی — بے طرح گھات مین ہی دزد نظر آجکی رات
رنج جو چاہے وہ تو ای شب ہجران دے لے — مرنے پر ہمنے بھی باندھی ہی کمر آجکی رات
بیٹھنے کو مرے پہلو مین وہ آئے جسدم — پے تعظیم اوٹھا درد جگر آجکی رات

جو ترے پیار کے مرتا ہون بہت رونے سے
جان نکلے گی مری پچھلے پہر آجکی رات

روز نوروز و شب قدر سے بڑھکر ہے مجھے
آکے مہمان ہوا ہے وہ قمر آجکی رات

غنچے پیکان ہین فرقت مین دم سیر چمن
بڑھکے خنجر سے ہین برگ گل تر آجکی رات

چین کیا آئے شب وصل ہمارے دل کو
شام سے چیختے ہین مرغ سحر آجکی رات

وصل کی شب ہے بغل مین مرے اک حور لقا
غیرت قصر جنان کیون نہو گھر آجکی رات

سوز فرقت سے ہم اے شمع رخو شمع صفت
شام سے جلتے رہے تا بسحر آجکی رات

بزم مین جو وہ چہرے سے اوٹھا دین پردہ
آتش رخ سے جلے آتش تر آجکی رات

کیا ضرورت ہے مجھے شمع کی اے رشک قمر
مہر رخ سے ترے پر نور ہے گھر آجکی رات

صدمے ایسے شب فرقت کے اوٹھائے ہمنے
پک کے پھوڑا ہوے دل اور جگر آجکی رات

شب تاریک لحد کا نہین ڈر بعد فنا
مثل خورشید ہے ہر داغ جگر آجکی رات

صبح تک شام سے دھڑکا یہ رہا وصل کی شب
بول اوٹھے نہ کہین مرغ سحر آجکی رات

تو نمک پاش جو ہوتا تو مزہ تھا اے ترک
ہوتے خندان وہین زخم جگر آجکی رات

پھر سمجھنا سے مجھے یہ زندہ جاوید ہوا
بچ گیا رنج سے فرقت کے اگر آجکی رات

زار اسطرح کیا ہے تب فرقت نے مجھے
نظر آتا نہین مین مثل نظر آجکی رات

یاد مین اوسکی فراموش نما ہے ادیب
ہون وہ بیخود کہ نہین اپنی خبر آجکی رات

۵۶ ردیف ثاے مثلثہ ۹

بے جرم عشوہ دشمن جان ہے مرا عبث
کھچتی ہے مجھسے یار کی تیغ ادا عبث

جل کر ہوا کباب دل زار ہجر مین
رخسار آتشین کا تصور بندھا عبث

ہم غیب جانتے ہین کہ کچھ فائدہ نہین
دل مبتلا ہے عشق بتان ہو گیا عبث

آتا نہین ہی رحم کبھی سُن کے حال زار | اوس سنگدل سے کرتے ہین ہم التجا عبث
مدت گزر چکی ہی کہ ہمراز ہون ترا | مجھسے شب وصال مین شرم وحیا عبث
آئے تو فاتحے کو وہ آئے مزار پر | یارب مری قبول ہوئی تھی دعا عبث
زور نگاہ و زور بدن دونون گھٹ چلے | پیری مین جوش عشق بتان بڑھگیا عبث
دامان یار تک نہ گیا فرط ضعف سے | ناکام ہو کے کام ہوا ہی روا عبث
دانستہ خود دیا ہی دل اپنا جو اے ادیب | بے مہری صنم کا ہی ہر دم گلا عبث

۵۷ ردیف جیم معجمہ ۳۲

پیہم الم کی لہرین ہین اے کردگار آج | مجدھار مین ہون کر مرے بیڑے کو پار آج
ایسے مین کر مدد مری اے کردگار آج | مونس نہ کوئی اور نہ ہی غمگسار آج
لذت ہو زخم کھانے کی اے تیر یار آج | پہلو کو توڑ توڑ کے ہو دل کے پار آج
ہی سخت زلزلے مین ہمارا مزار آج | مرقد مین مضطرب ہی دل بیقرار آج
اُٹھتا ہی درد دل مین مگر کیون بار بار آج | شاید بغل مین غیر کے بیٹھا ہی یار آج
جو چاہے دیکھے مجمع لیل و نہار آج | دیکھے وہ روز روے و شب زلف یار آج
بیمار ہی فراق مین تن زار و ناتوان | کیا ٹوٹے مجھسے رونے مین اشکون کا تار آج
تنہا شب فراق مین ہون اے خیال یار | کوئی نہین ہی تیرے سوا غمگسار آج
در تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین مری | آنے کا یار کے یہ کیا انتظار آج
دل کا ہمارے غنچہ پژمردہ کھل گیا | آیا جو گھر مین وہ گل رشک بہار آج
ہی زندگی بھی موت سے بڑھکر فراق مین | فرقت کی شب ہی گھر مین لحد کا فشار آج
گرمی جو داغ عشق دکھائے پس فنا | ہو جل کے خاک سبزۂ خاک مزار آج

عقبی کی فکر کچھ نہین دل باغ باغ ہی
جنت سے کم نہین ہی ہمین کوے یار آج

آنکھون کو چاہیے کہ کرین فرش رہگزر
کہتے ہین آنے کو ہی مرے گھر مین یار آج

در پر کبھی کھڑے ہین کبھی گھر مین ہین ٹھہرے
وعدے کی شب کہین نہین ہمکو قرار آج

سوئی کسطرح گر پڑے بیہوش ہو کے ہم
دیکھا جو شب کو جلوۂ رخسار یار آج

ای دست وحشت آمد فصل بہار ہی
ثابت نہ جیب مین رہے کوئی بھی تار آج

خوش ہین مئی نشاط سے فردا کا غم نہین
مر جائین کل کے خوف سے کیون بادہ خوار آج

ای بت تجھے خدا کی قسم ہی نکال ڈال
مجھ خاکسار سے جو ہو دل مین غبار آج

تنہا فراق یار مین ہم ہین تو غم نہین
ہمدرد درد او رہی غم غمگسار آج

نکلی ہی جان عارض روشن کے عشق مین
ہی رشک مہر ذرۂ خاک مزار آج

دیکھا جو حال زار مرا ہجر یار مین
اشک عدو ٹپک پڑے بے اختیار آج

پانون پڑگئے ہین دشت نوردی مین دیکھنا
کیا غم جو ہمسے نوک کی لیتے ہین خار آج

ہنگام دفن آئی لب گور سے صدا
آیا ہی بعد عمر مرا یار غار آج

کیا ہو بہار جو مئی گلگون سے سرخ ہو
ریش سفید زاہد شب زندہ دار آج

مین ہو گیا ہون صدمۂ فرقت سے ناتوان
کیا ٹوٹ [illegible] ضعف سے اشکون کا تار آج

اللہ رے عکس جلوۂ رخسار آتشین
ہر اک شجر چمن مین ہی نخل چنار آج

کانٹا ہوئے ہین سوکھ کے اوس گل کے ہجر مین
دلمین عدو کے کھٹکین گے ہم بن کے خار آج

ایسا ہوا ہون دشت نوردی مین سرفراز
پانون کو میرے سر سے لگاتے ہین خار آج

ہو سامنا جو گوہر دندان یار کا
مٹی ہو آبروے دُر آبدار آج

فصل بہار آنے کی بے پر کی ہی خبر
باور مجھے نہین ہے کہ بلبل ہزار آج

می ہی چمن ہی اور شب مہ بھی ہی ادیب | کیا لطف ہو جو ایسے مین آجائے یار آج

ردیف جیم فارسی ۵۸ ۶

مجھسے کہین کے کب تری زلف دوتا کے پیچ | تقدیر مین تو اپنے پڑے ہین بلا کے پیچ
یہ ضعف بڑھ گیا ہی غم زلف یار مین | سینے سے آہ آتی ہی لاکھون اوٹھا کے پیچ
اک دم مین لاکھ بار بندھے اور کھل گئے | دستار مین بھی اوسکے ہین ناز و ادا کے پیچ
دم دیکے میری روح بدن سے نکال لی | ہستی پر اپنی چل گئے پیک قضا کے پیچ
چھوٹے نہ پیچ و تاب سے ہرگز کسی طرح | گیسو کے غم نے مجھکو دیا انتہا کے پیچ
میری طرح ادیب پڑے پیچ و تاب مین | سنبل جو دیکھے یار کی زلف دوتا کے پیچ

ردیف حاے حطی ۵۹ ۸

آئی جو اوسکے شہرت رخسار یار صبح | پیش رخ صبیح ہوئی شرمسار صبح
لیکر شعاع مہر کی جاروب ہاتھ مین | آتی ہی روز جھاڑنے کو قصر یار صبح
نفرت ہی مجھکو صورت نحس رقیب سے | جیسے کہ شام سے نہین ہوتی دوچار صبح
انجام اپنے رنج کا آتا نہین نظر | رکھتی نہین ہماری شب انتظار صبح
اوس مہ جبین کے رخ سے مرا گھر ہی صبح عیش | تا حشر ای کریم نہو آشکار صبح
مانند عاشقون کے گریبان دریدہ ہی | کسکے غم فراق مین ہی دلفگار صبح
دیکھے اگر صفاے بناگوش یار کو | بہر نثار لائے در شاہوار صبح
روشن ہوا یہ دیکھنے سے ہمکو اے ادیب | اونکے صفاے رخ سے ہوئی شرمسار صبح

ردیف خاے معجمہ ۶۰ ۱۷

پوشاک پہنتا ہی جو وہ غنچہ دہن سرخ | چاک اپنی قبا کرتے ہین گلہا چمن سرخ

مانند حنا رنگ کف پا سے ہی ظاہر — دستار جو تو باندھے ہی اے غنچہ دہن سرخ
یاد رخ گلگون مین جو ہون بادیہ پیما — صحرا ہی مرے داغون سے مانند چمن سرخ
ہر اک نے کہا لعل مگر ہوگئے نیلم — نیلے ہین جو بوسون سے لب غنچہ دہن سرخ
اے گل تری غیرت کا بخار انکو چڑھا ہی — اسواسطے ہر گل کا سراپا ہی بدن سرخ
تھا بند در باغ تو فرقت مین گلگون کی — سر ہمنے وہ رگڑا کہ ہی دیوار چمن سرخ
اوسکے لب لعلین کا اگر عکس نہ پڑتا — اس طرح نہوتا کبھی یاقوت یمن سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — ہو بعد فنا عاشق شیدا کا کفن سرخ
عکس لب گلگون کا ترے فیض ہی اے گل — بے وجہ نہین روے عروسان چمن سرخ
غصے کے سبب لال ہین اوس ترک کی آنکھین — جسنے نہ کبھی دیکھے ہون دیکھے وہ ہرن سرخ
کھنگچی کا ہی شک خال سیہ فام اوسپر — عکس لب رنگین سے جو ہی سیب ذقن سرخ
یاران وطن کو جو ہوئی یاد ہماری — اسطرح لہو روئے کہ سارا ہی وطن سرخ
کیچلی ہی لال مگر مار سیہ کی — چوٹی مین ہی موباف جو اے غنچہ دہن سرخ
ہین گوہر دندان صنم پان سے رنگین — کیا طرفہ تماشا ہی کہ ہین درّ عدن سرخ
مثل گل صد برگ ترے رشک سے ہین زرد — جو پھول کہ گلزار مین تھے سیکڑون من سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — مانند رگ گل ہی ہر اک تار کفن سرخ
لکھے ہین ادیب اوس رخ گلگون کے جو اوصاف — اپنے گل مضمون سے ہی گلزار سخن سرخ

۶۱ ردیف دال مہملہ ۱۲

کیون نہ رہ رہ کے تب ورز کرے دل فریاد — کشت زار غم الفت کا ہی حاصل فریاد
جوش وحشت مین جو قسمت سے گرفتار ہوا — بیکسی دیکھ کے کرتے ہین سلاسل فریاد

روز و شب صدمۂ ہجران سے ہین آنکھین گریان
روح کرتی ہے فغان اور ہمرا دل فریاد

جذبۂ عشق مین ہوتی ہے مقرر تاثیر
ذبح کرکے مجھے کرتا ہے وہ قاتل فریاد

خواب سے چونک کے ظالم نے دیا قتل کا حکم
ہوگئی میرے لیے خنجر قاتل فریاد

شب ہجران مین مناسب ہے مجھے ضبط اے دل
نہ کہین چونک اوٹھے سن کے وہ قاتل فریاد

رنج و غم مین بھی تکلف سے نہین ہم خالی
آہ سوزان کی گلے مین ہے حمائل فریاد

سوئیگا منہ جو چھپا کر وہ قمر کوٹھے پر
آسمان آہ کریگا مہ کامل فریاد

خودکشی کا جو ارادہ غم فرقت مین کرون
آہ بنجائے سنان خنجر قاتل فریاد

ہجر مین راز محبت ہو عیان کیا ممکن
آہ سینے مین چھپا لو نہین تہ دل فریاد

بزم مین شمع بھی سب یار بہاتی ہے شکر
نالے کرتا ہے اگر دف تو جلاجل فریاد

گھر کیا جو ترا درد جگر مین اے دوست
نہ بتائی اب عشاق کو منزل فریاد

کیون دل اوس ظالم بے رحم کو دیتے ہو اسد
جسکے کوچے مین کرین سیکڑون بسمل فریاد

(٦٢) ردیف ذال معجمہ (١٢)

سوز دل لکھنے کو جسوقت اوٹھایا کاغذ
بن گیا میری ہتیلی کا پھپھولا کاغذ

ملک الموت نے کسوقت نکالا کاغذ
رہگیا جب مجھے خط لکھنے کو آدھا کاغذ

اوس صنم حسن کی خوبی کے جو اوصاف لکھون
خامہ ہو موج پر ماہی دریا کاغذ

کمر یار کی جسوقت صفت کی تحریر
گم ہوا آنکھون سے بنکر پر عنقا کاغذ

صفت عارض جانان کے لیے ہے مطلوب
آئینے سے بھی جو بڑھکر ہو مصفا کاغذ

نامہ لکھنے کو جو وہ غیرت خورشید و قمر
ہاتھ مین لے تو ہو رشک ید بیضا کاغذ

بام پر جب خط شوق اوس مہ خوبی نے پڑھا
پرتو رخ سے بنا عرش کا تارا کاغذ

جوشِ وحشت کا اگر حال کرین ہم تحریر — بن کے اوڑ جائے ابھی ہمن صحرا کاغذ
مین جو لکھون رخ جانان کی تجلی کا بیان — بے گمان ہو شجر طور کا پتا کاغذ
صفت اوس حور شمائل کی جو لکھی ہم نے — بن گیا گلشن فردوس کا تختہ کاغذ
دفتر شوق کا اک حرف نہ پورا ہو رقم — ورق چرخ برین سے جو ہو دونا کاغذ
جب مین اوس معدن خوبی کے لکھون وصف ادیب — سیم سادہ کا قلم اور ہو زر کا کاغذ

ردیف رای مہملہ (۵۳) (۱۵)

داغ چیچک نہین اون چاند سے رخسارون پر — ثابت اللہ نے پیدا کیے سیارون پر
رحمت اللہ کی کیا آج ہی میخوارون پر — جھومتے ابر چلے آتے ہین گلزارون پر
وہ نہین خال سیہ یار کے رخسارون پر — چشم بد کے لیے اسپند ہین انگارون پر
سبزہ خط نہین دلدار کے رخسارون پر — جدول سبز ہی قرآن کے سیپارون پر
محتسب ٹکڑے کیا کرتے ہین مجھ مست کا دل — شیشون کو توڑ کے میخانے کی دیوارون پر
مرغ دل کیون نہ کرون چشم صنم پر قربان — جانور صدقے ہوا کرتے ہین بیمارون پر
تاب خورشید کی کیا اوس رخ روشن کے حضور — اختر خال کو ہے فوق کہین تارون پر
وہ عاشق ہون کہ میرے لیے فردوس مین بھی — منتظر حورین کھڑی رہتی ہین دیوارون پر
کسی کروٹ کسی پہلو نہین ملتا آرام — یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر
دید گل دور سے بھی اب نہین ممکن افسوس — کانٹے گلچین نے چنے باغ کی دیوارون پر
تیرگی شب فرقت کا نہ پوچھو کچھ حال — چاندنی بنگئی سایہ مری دیوارون پر
ای بتو یاد خدا بھول گئے زاہد خشک — بیخودی چھائی تمھین دیکھکے ہشیارون پر
زندگی کی ہمین امید ہو کیا ای صیاد — آب و دانہ بھی ہے جب بند گرفتارون پر

چین سے قصر مین اپنے تو ہے اے شیرین | اور فرہاد کھٹکتا پھرے کہساروں پر

٦٤ چین دم بھر کسی کروٹ نہین ملتا ہے ادیب
یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر ٣٤

جب سے ہوئے ہین شیفتہ مژگان یار پر | شب کاٹتے ہین لوٹ کے ہم فرش خار پر
جو ہے بہار اپنے دل داغدار پر | ممکن نہین کہ ہو وہ کسی لالہ زار پر
نکلا نہین ہے سبزہ خط روے یار پر | جدول ہے سبز مصحف پروردگار پر
جو شیفتہ ہو گوہر دندان یار پر | وہ خاک ڈالے آب دُرِ شاہوار پر
طوطی ہے لوٹ سبزہ خط کے بہار پر | بلبل ہے شیفتہ رخ گلگون یار پر
ہم ہین وہ خاکسار کہ اوس گل کی بزم مین | مٹی کا عطر ملتے ہین عطر بہار پر
عشاق مین جہان کے وہ سربلند ہے | رکھنا جسے نصیب ہو سر پاے یار پر
دیتا ہون جان بادہ گلگون کی یاد مین | پھول آکے بادہ نوش چڑھائین مزار پر
تیرا وہ جان نثار ہون پھر بھی نہ ہو ملال | ٹوٹے پہاڑ غم کا اگر جان نثار پر
کیا کم فروغ مشعل داغ جگر مین ہے | کوئی نہ لاے شمع ہمارے مزار پر
مین وہ گدا ہون دل کا غنی بس اگر چلے | ہندوستان صدقے کرون لطف یار پر
مجھ بادہ خوار پر نکرو طعن واعظو | کرتا ہون میکشی کرم کردگار پر
پیری مین بھی تازہ ہین گلہاے داغ عشق | فصل خزان مین کیا یہ چمن ہے بہار پر
رو دینگے جب مآل کا آجائیگا خیال | گل خندہ زن عبث ہین دو روزہ بہار پر
سیب ذقن کی دل سے ہے عشاق کو تلاش | ہین دانت سو مریضون کے اس ایک انار پر
صیاد قید سے نکریگا کبھی رہا | بلبل قفس مین غل کرے گا نہ ہزار پر

بعد فنا اگر شش دل دکھائیں ہم
آئین کشان کشان وہ ہمارے مزار پر

تسکین ہو گئی نہ رہا کچھ بھی اضطراب
رکھا جو اونے ہاتھ دل بیقرار پر

انجام کار عشق و محبت مین موت ہی
مصرع یہ کندہ ہو مرے لوح مزار پر

عصیان کا خوف مجھکو نہ روز جزا کا ڈر
تکیہ ہی جب سے بخشش پروردگار پر

می ہی چمن ہی ابر ہی ساقی بھی پاس ہی
رحمت خدا کی آج ہی مجھ بادہ خوار پر

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے فراق مین
جو جو مصیبتین ہین مرے حال زار پر

لازم نہین کہ کبر و غرور آدمی کرے
دو چار دن کی زندگی مستعار پر

اسد رے ضعف جب سے ہی عشق میان یار
اک بار ہی خیال کمر جسم زار پر

دو چار جام بادہ چڑھا جاتے ہین ہم
آتا ہی نشہ جب کبھی اپنا اوتار پر

وہ گل پڑے ہین آج تہ خاک قبر مین
سوتے تھے جو کہ فرش جواہر نگار پر

تصویر ہی گلے مین حمائل پڑی ہوئی
شیدا ہون جب سے مصحف رخسار یار پر

بعد فنا مرے نہین ملتا جو غمگسار
روتی ہی روز بیکسی آ کر مزار پر

اسد رے اضطراب دل اپنا پس فنا
تک تک سنگ آسیا کا ہی سنگ مزار پر

عاشق وہ ہون کہ طائر دل و مرغ جان
کرتا ہون صدقے مردم بیمار یار پر

جسد سے ہین نے حسن پرستی مین ہی جان
میلہ حسین کرتے ہین آ کر مزار پر

بعد فنا یہ دل کو ہمارے ہی اضطراب
اندر سے تختے توڑ کے آئے مزار پر

مجھ زندگی پرستے جسدن دی ہی جان
می نوش بادہ پیتے ہین آ کر مزار پر

۶۵ بیدار بخت آجکل اپنا ہی ای ادیب ۱۵
سر رکھکے روز سوتے ہین تابوت یار پر

خوب روتے ہوتے ہین خوش عاشق کو پرغم دیکھکر
ہنس رہے ہین گل چمن مین اشک شبنم دیکھکر

سرنگون مشاطہ ہی وہ زلف پرخم دیکھکر
آئینہ حیران ہی چہرے کا عالم دیکھکر

گیسوے پرخم نہین روے عرق آلود پر
مار پیچان چاٹنے آیا ہی شبنم دیکھکر

آنکھین جو دی ہین تو اتنی اور بھی ہی آرزو
اور کو یارب نہ تکھین یار کو ہم دیکھکر

چار آنکھین کرکے ہر اک کو لبھا لیتے ہین یہ
دل مین گھر کر لیتے ہین خوبان عالم دیکھکر

جامۂ تن فرط شادی سے برنگ گل ہی چاک
ہین نہال ایسے وہ میرا نخل ماتم دیکھکر

کوہکن نے سر کو پھوڑا سن کے میری سرگذشت
قیس دیوانہ ہوا وحشت کا عالم دیکھکر

ساری دنیا کے ہین ای ساقی ترے ساغر مین لطف
جام اپنا توڑ ڈالے گا اسے جم دیکھکر

سیر کو جائے جو وہ خوش قد تو فرط شرم سے
سرو گڑ جائین چمن مین قد آدم دیکھکر

قامت خم گشتہ کو لازم ہی واژونی بخت
ہو گیا ثابت یہ حرف مہر خاتم دیکھکر

داغ ہجران ہی مرا ہم پنجۂ خورشید حشر
گرمیان کرنا تو اے نار جہنم دیکھکر

واے قسمت آپ ہی جا کر ہوے پابند دام
بیخود ایسے ہو گئے صیاد کو ہم دیکھکر

سرو سمجھا تھا کہ ہون آزاد اکڑتا تھا بہت
ہو گیا سیدھا مگر اوس قد کا عالم دیکھکر

لوٹتا ہون یاد رخسار عرق آلود مین
برگ گل پر گوہر غلطان شبنم دیکھکر

۶۶ جان لب پر ہی ادیب اونکے لب جان بخش سے ۲۲
گھٹ رہا ہی دم گلے مین زلف پرخم دیکھکر

جب ماہ نہین اوسکے کف پا کے برابر
پھر مہر ہو کیا چہرۂ زیبا کے برابر

شاہان جہان ہین سگ دنیا کے برابر
کمل ہی گدا کو ترے دیبا کے برابر

بیماری ہجران سے شفا ہمکو نبخشی
گو ہین لب جان بخش مسیحا کے برابر

ہی قد خمیدہ ہمہ تن آرزوے وصل — پیری سے ہون آغوش تمنا کے برابر
پشت لب جان بخش پر اونکے ہی خط سبز — یا ہین خضر استادہ مسیحا کے برابر
روتا ہون جو یاد دُرِ دندان مین کسیکے — آنسو ہین مرے گوہر یکتا کے برابر
کیونکر نہ بچے اشکون سے مرا خانۂ ہستی — رہتا نہین وہ گھر جو ہو دریا کے برابر
ای ساقی میکش لب جو ڈھال می ناب — دریا کو بہا بیٹھ سکے دریا کے برابر
رویا جو مین یاد لب رنگین مین تمھارے — اک خون کی ندّی بہی دریا کے برابر
تقدیر سے مثل لب عشاق ہوا خشک — پیاسا مین گیا جب لب دریا کے برابر
اللہ رے ترے حسن گلو سوز کی گرمی — سرما ہی مجھے موسم گرما کے برابر
نظرون مین مری خار ہین یہ شیشہ و ساغر — ہی محفل مے ہجر مین صحرا کے برابر
گو شہرۂ آفاق ہی نیرنگ زمانہ — لیکن نہین میرے گل رعنا کے برابر
گلشن مین کھڑا ہوکے نہ بھولے سے بھی اکڑکے — سرو آئے اگر اوس قد رعنا کے برابر
جنت مین جو آتا ہی خیال قد موزون — روتا ہون کھڑا ہوکے مین طوبی کے برابر
رونے مین بندھا جب رخ رنگین کا تصور — گلشن نظر آیا مجھے دریا کے برابر
ہوتے ہین اشارون مین ادا سارے مطالب — گویا ہین وہ ابرو لب گویا کے برابر
جس روز سے ہی عشق مجھے لالہ رخون کا — ہی داغ جگر لالۂ صحرا کے برابر
بیمار تپ ہجر کا کرتے ہین مداوا — نادان نہین کوئی اطبا کے برابر
اسکندر رومی ہی ترا آئینہ بردار — دربان در خاص ہی دارا کے برابر
کسطرح وہ اوس برق تجلی کی کرے دید — جو آنکھ نہو دیدۂ موسی کے برابر
اوس برق تجلی سے ادب اپنی ہی الفت — خورشید نہین جسکی کف پا کے برابر

۶۷ — ۱۵

ہم جو روئین تو نہ روئے بت کافر کیونکر
پانی نالون سے ہمارے نہو پتھر کیونکر

جبہہ سائی ہمین ہو اوسکی میسر کیونکر
سنگ سرمہ ہو در یار کا پتھر کیونکر

چھوڑ دین الفت گیسوے معنبر کیونکر
جائین ہم خانۂ زنجیر سے باہر کیونکر

پی نہ لیتا ہمین یہ آب دم خنجر کیونکر
دیکھتا دشنۂ قاتل مرے جوہر کیونکر

خشکی تشنگی شوق شہادت جو یہ ہی
اوترے یگا حلق سے آب دم خنجر کیونکر

دور گردون سے کبھی الفت ہی تر مستونکو
گردش چرخ نہو گردش ساغر کیونکر

مثل سیماب ہی فرقت مین نہایت بیتاب
چین بے یار کے پائے دل مضطر کیونکر

جسنے پائی وہ ہوا دولت دنیا سے غنی
کم ہی اکسیر سے خاک در دلبر کیونکر

تیرے آتے ہوئی محفل مین قیامت برپا
تو جو بیٹھے نہ اوٹھے فتنۂ محشر کیونکر

عمر جاوید ملی کشتون کو تیرے اے ترک
آب حیوان نہین آب دم خنجر کیونکر

انتظار رخ روشن مین بنے ہین نرگس
ہمہ تن چشم نہون دیدۂ اختر کیونکر

تم دوپٹے کا کفن دو تو خوشی کے باعث
جامۂ زیست سے جھٹ پٹ نہون باہر کیونکر

آب شیرین کیطرح پیتے ہین مشتاق اجل
زہر کا گھونٹ ہی آب دم خنجر کیونکر

کیسے اثبات کمر کا ہو تیقن ہم کو
غیب کی بات ہی کر لیجیے باور کیونکر

۶۸

بہر عشاق تعجب ہی یہی ہمکو ادیب
ہوتے ابرو کے بنائے گئے خنجر کیونکر

۱۲

اوٹھائے جو نظر اوس مہ جبین کے پردے پر
خدا کرے نہ رہے وہ زمین کے پردے پر

جو جان دی بت پردہ نشین کے پردے پر
نشان قبر نرکھا زمین کے پردے پر

کہین گے شعر جو ہم وصف چشم جانان مین
لکھین گے دیدۂ حور عین کے پردے پر

گمان ماہ کا رخسار پر ضیا پر ہے
شک ابر کا ہے رخ مہ جبین کے پردے پر

مثال دامن عاشق ہوا اوسکا پردہ چاک
جو آنکھ اوٹھے بت پردہ نشین کے پردے پر

نقاب چہرہ پر سطح ہی نمود ضیا
فروغ جیسے ہو ماہ مبین کے پردے پر

وہ شاہ تو ہی کہ تیرے گدا کی ٹٹی کو
ہی فوقیت شہ مسند نشین کے پردے پر

کتان کی طرح ہوا چاک چاک پردۂ چشم
جو پڑ گئی نظر اوس مہ جبین کے پردے پر

ہر ایک شی میں نظر کیون نہ آئے تیری شکل
کھچی ہی دیدۂ حق الیقین کے پردے پر

پھٹین گے پردۂ ناموس و ننگ اپنے ضرور
دل آگیا ہی بت مہ جبین کے پردے پر

برہنگی میں یہ نام لباس سے ہی نفور
نہین رہا کبھی روے زمین کے پردے پر

(۶۹) (۱۸)

نقاب یار کا جلوہ ذرا نہ کم ہو ادیب
جو لاکھ پڑے ہوں اوس مہ جبین کے پردے پر

دیکھوں بھولے سے جو محو زندان ہو کر
موتی نظروں سے گرین گوہر غلطان ہو کر

آتش حسن تری بھڑکی ہی جب سے ای گل
خشک گل ہو گئے گلزار مین کلیان ہو کر

کوچۂ زلف بتان کی ہی عجب پیچ کی راہ
گم کیا دل کو مرے بھول بھلیان ہو کر

وقت گریہ جو خیال دُر دندان آیا
اشک آنکھوں سے گرے گوہر غلطان ہو کر

تیر اوس ترک کا دل مین رہے آکر مہمان
نہ کبھی نکلے مرے حسرت و ارمان ہو کر

عشق اوس عارض تابان کا دکھائے جو فروغ
سے چمکے ہر داغ جگر مہر درخشان ہو کر

دیکھے ای گل جو ترے عارض گلگون کی بہار
ہوش اوڑے طائر رنگ گل و ریحان ہو کر

رو کے آنکھوں سے نہ طوفان کرون مین برپا
چشم الطاف سے تم دیکھو جو خندان ہو کر

دیکھکر بزم مین اوس رشک پری کا جلوہ
اوڑ گئے ہوش ہر انسان کے پریان ہو کر

دیکھی جسدن سے ترے روے مصفا کی صفا
آئینہ سکتے مین ہے ششدر و حیران ہوکر

سیکڑون جھانکے کنوئین اوسکو ہوا ایسا سودا
نکلے جو متصل چاہ زنخدان ہوکر

شیخ صاحب کو ذرا دیکھو خدا کی قدرت
کلمہ پڑھتے ہین وہ اوس بت کا مسلمان ہوکر

ہون وہ بلبل کہ جب آتا ہے خیال اوس گل کا
بھول جاتی ہے مجھے یاد گلستان ہوکر

آج کیون پھرتی ہے گلزار مین اترائی ہوئی
آئی کیا باد صبا کوچۂ جانان ہوکر

برگ گل ہجر مین اوس گل کے ہین خنجر مجھکو
غنچے دیتے ہین خلش باغ مین پیکان ہوکر

ہوش اوڑین کبک دری کے تو خجل ہو طاؤس
وہ پری جو سے چلے دو گام خرامان ہوکر

ہے اگر آتش فرقت کا تری سوز و گداز
شمع جلتی ہے سر بزم جو گریان ہوکر

٤٠

چین کسطرح پڑے یاد مین اوس گل کی دیب
کھٹکے جب نوک مژہ خار مغیلان ہوکر

٤١

نمود خط نہین پشت لب جان بخش جانان پر
وہ ذرہ ہون کہ رکھتا ہون شرف خورشید تابان پر

ہوے ہین کشتہ اے خوش چشم تیری چشم فتان پر
نہین زلف آئی ہے اوڑ کر لب لعلین جانان پر

رہا کرتا ہے دن بھر وہ برو اوس روے انور کے
جسے دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہین سب وہ دل مین ہے

خضر آمادہ خط سبز پر ہین زہر کھانے کو
وہ قانع ہین کہ سوکھے ٹکڑون پر اپنی بسر کی ہے

اگر ایسی ہی ہے نشو و نما سے روح حیوانی
خضر استادہ ہین گویا کنار آب حیوان پر

وہ غنچہ ہون کہ مجھکو فوق ہے لاکھون گلستان پر
گل نرگس چڑھانا چاہیے گور شہیدان پر

چڑھائی کی ہے فوج زنگ نے شہر بدخشان پر
ہمین دھوکا گل خورشید کا ہے مہر تابان پر

عجب آتا ہے مجھکو عقل ہندو و مسلمان پر
مسیحا جان دیتے ہین لب جان بخش جانان پر

نہ بھولے سے اوٹھائی آنکھ نعمتہاے الوان پر
عجب کیا ہے جو اوڑ جانیکو توڑے مرغ بریان پر

ہمارا مرغ روح آرام سے ہی دست رنگین مین — بسیرا طائر جان نے لیا ہی شاخ مرجان پر
تصور تیر مژگان کا جو آتا ہی شب فرقت — تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر خار مغیلان پر
نہین ہی سبزۂ خط گرد اوس روے کتابی کے — کھچی ہی جدول زنگار گویا لوح قرآن پر
اگر روے عرق آلود گلگون وہ دکھائین گے — بلاشک اوس پر جائیگی خجلت سے گلستان پر
عجب کیا فیض موسم سے ہو اے بے بال و پر بلبل — چمن مین فصل گل آتی ہی ہو جائین جو کلیان پر
جو لکھے شعر مین نے اوس گل خوبی کی مدحت مین — ہوا گلبرگ کا عالم مرے اوراق دیوان پر
ترے مستون کوتی ہی آفتاب اے ساقی مہوش — گمان ریشۂ قاضی ہی شعاع مہر تابان پر
چبائے اوسنے غصے مین جو دانتون سے لب لعلین — کہا ہر ایک نے بجلی گری شہر بدخشان پر
تری شمشیر ابرو دیکھکر سب جیتے ہین اے قاتل — روان ہی کشتی عمر اپنی آب تیغ بران پر
اگر بیتاب کرنا اور ہی منظور ہے قاتل — نمک شور تبسم کا چھڑک دے زخم خندان پر
فلک حاضر ہو لیکر آفتابہ مہر انور کا — جو منہہ دہونا وہ چاہین چشمۂ خورشید تابان پر
ترے دانتون کے آگے آبرو سب ہو گئی مٹی — پھرے گر دیتی آب گوہرہاے غلطان پر
لحد پر آکے اوس خوش چشم نے آنسو بہائے ہین — عجب کیا ہی اگر نرگس اوگے گور غریبان پر
بھڑکتی ہی بہت صحرا مین اپنی آتش سودا — گمان باد کش ہمکو ہی دامان بیابان پر
گدائی کی ہی در سے اونے کی تیرے اے شہ خوبان — ہمارے بوریے کو فوق ہی تخت سلیمان پر
نہ بھولے سے بھی چھوڑی یاد اوس روے کتابی کی — کبھی ہمنے نہ رکھا مصحف رخ طاق نسیان پر
اگر مد نظر ہی قتل سرمے سے لو آنکھون مین — تمھین لازم ہی رکھو باڑھ اس تیغ صفاہان پر
ملیحی رنگ قاتل کا تصور جب سے دل مین ہی — نمکدان کا ہی عالم ہر دہان زخم خندان پر
قدم رنجہ کیا ہی آج اوس گلزار خوبی نے — شرف ہی جھونپڑے کو میرے قصر باغ رضوان پر

اثر نالون مین ایسا ہی کہ پتھر بھی پگھلتا ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اوس بت کے میری چشم گریان پر

تہ مرقد نہ کم ہو گا فروغ مہر داغ دل
پڑی ہی پھینکنے سے گرد کب خورشید رخشان پر

١٧ غم کونین سے آزاد ہین ہم شاد رہتے ہین
کیا ہی جب سے تکیہ اے ادیب افضال یزدان پر ٢٦

سراے دہر مین جب تم کمربستہ ہو جانے پر
بھلا اے غافلو مرتے ہو پھر کیون گھر بنانے پر

بھروسا کیونکر اوس بے رحم کے ہو زخم کھانے پر
بکلوائی جو آنکھین راہ مین آنکھین بچھانے پر

دہان بے نشان کی یاد مین موجود ہون لیکن
مٹا جاتا ہی گردون مدتون سے گو مٹانے پر

شب فرقت تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر اے گل
نہین آتی ہی دم بھر نیند فرش گل بچھانے پر

قیامت ہوتی ہی قائم کھڑے ہو جاتے ہو جسدم
ہزارون فتنے اوٹھتے ہین تمھارے بیٹھ جانے پر

سر مرقد ہمین امید کیا ہو اوسکے آنے کی
جو کاندھا دے گئے اے دوستو لاشہ اوٹھانے پر

صدا آتی ہی یہ ہر دم دہان زخم سے میرے
تصدق نقد جان اے قاتلو خنجر لگانے پر

اونھین پاس رقیبان اسقدر ملحوظ خاطر ہی
بگڑتے ہین بہت ہمسے وہ غیرون کے بنانے پر

وہ گریان ہون کہ نالون سے مرے پتھر پگھلتے ہین
بتان سنگدل رو دیتے ہین آنسو بہانے پر

رہین لب خشک ہر اک تشنۂ شوق شہادت کے
جو زخم آئین ہمارے آب خنجر کے چرانے پر

خبر لیگا کبھی تو وہ مسیحا اپنے مریضون کی
پڑے ہین صورت مردہ ہم اوسکے آستانے پر

وہ میکش ہون کہ فرط رنج مین کرتا ہون مے نوشی
پیا کرتا ہون آب مے غم جانکاہ کھانے پر

نپایا وصل کی شب چین اے مرغ سحر دم بھر
خدا کا قہر نازل ہو ترے اس غل مچانے پر

سزا دینا خیانت کے عوض ٹھہرا ضمیر اونکا
کٹین گے ہاتھ اے دزد حنا چھلا چرانے پر

کیا کرتا ہی آکر سرکشی جو بحر عالم مین
حباب آسا سر اوسکا پھوٹتا ہی سر اوٹھانے پر

کفن سے بڑھکے اہی بیت کیون نہ ہمکو وہ دولائی ہو
جو بوے غیر دے عطر محبت مین لبسانے پر

مآل کار کا جسدم تصور مجھکو آتا ہی
دم گلگشت روتا ہون گلون کے کھل کھلانے پر

جو سنتا ہی وہ رو دیتا ہی یہ پُر درد قصہ ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اعدا کے بھی میرے فسانے پر

مسیح و خضر کہتے ہین مرے رشک مسیحا سے
وہی زندہ ہی جو مرتا ہی تیرے آستانے پر

دہن اوسکا ہمین معدوم کرنے پر ہی آمادہ
کمر بستہ میان یار رہی لاغر بنانے پر

مجھے اوس گل کے آنے کی توقع کیا ہو کیونکر ہو
مٹھائی جو کرے تقسیم میرے زہر کھانے پر

نہین تدبیر چلتی ایک بھی تقدیر کے آگے
اجل ہنستی ہی مرنے سے بشر کے جی چرانے پر

پھرے عالم مین آخر تھک کے بیٹھے تیرے کوچے مین
بھٹک کر سارے عالم مین آئے ہم ٹھکانے پر

خبر کونین کی کیا اپنی بھی رہتی نہین ہم کو
زمانہ بھول جاتا ہی تمھاری یاد آنے پر

یہ جیسکا زخم کھانے کا پڑا ہی اک کمان ابرو
کہ مثل تیر اوڑ کر جاتے ہین عاشق نشانے پر

۴۲

نفس کی آمد و شد ہی نسیم صبح کا جھوکا
بھروسا ہی ادیب اس دم کا کیا ہی آئے جانے پر

۳۴

زلف کو دیکھا لب لعلین جانان دیکھکر
ہند مین ہم آگئے لال بدخشان دیکھکر

پھر نہ دیکھا مہر کو روے درخشان دیکھکر
آنکھ نرگس پہ نہ ڈالے چشم جانان دیکھکر

جان دے شیرین لب شیرین جانان دیکھکر
ہو زلیخا باولی چاہ زنخدان دیکھکر

سرنگون ہی ماہ نو ابروے جانان دیکھکر
زرد چہرہ مہر کا ہی روے تابان دیکھکر

ہو گیا ثابت خط پشت لب جانبخش سے
آگئے ہین خضر گویا آب حیوان دیکھکر

ہجر مین آتش فشانی کا تو تیرا قصد ہی
اک ذرا قصر فلک ہی آہ سوزان دیکھکر

آدمی کیا ہی حسین تو تم وہ رشک حور ہو
شیفتہ ہوتی ہین ایسے جنکو پریان دیکھکر

پانی پانی ہین در خوشاب فرط شرم سے ۔ آب و تاب گوہر دندان جانان دیکھکر
مصرع شمشاد ناموزون ہی بیشک شاعرو ۔ ہوگیا ثابت قد موزون جانان دیکھکر
ہم سے اور رشک مسیحا اپنے منھ سے کیا کہین ۔ جان بلب جب ہین لب جانبخش جانان دیکھکر
سر سے پا تک ہوگئے ہین غرق آب شرم مین ۔ ہین خجل دُر گوہر دندان جانان دیکھکر
ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتا کہین ہمکو پتا ۔ صبح یہ بھاگی شب تاریک ہجران دیکھکر
ہیرے ہین نیلم جڑے ہین صانع تقدیر نے ۔ ہوگیا ثابت مسی مالیدہ دندان دیکھکر
جلوۂ شان خدا ہی عارض پرنور مین ۔ قدرت حق دیکھتے ہین روے جانان دیکھکر
آینہ ششدر اگر رہجائے کیا دشوار ہی ۔ مجھکو حیرت ہی صفاے روے جانان دیکھکر
روبرو خال رخ صافی کی حیرت ہی مجھے ۔ صورت آئینہ ہر انجم کو حیران دیکھکر
قتل ہونے سے مرے اغیار کو حسرت ہوئی ۔ کٹ گئے اعدا تہ شمشیر جانان دیکھکر
چونک اوٹھے سوتے سے جب آیا خیال زلف یار ۔ آنکھ اپنی کھل گئی خواب پریشان دیکھکر
آینہ کا منھ ہی کیا دیکھے جو روے صاف یار ۔ اپنی صورت دیکھے تو رخسار جانان دیکھکر
پھسلے پڑتے ہین مرے پاے نظر ہنگام دید ۔ چکنے چکنے عارض پرنور جانان دیکھکر
کیون نہ مجھ عاشق کے رونے پر ہنسے ورشک گل ۔ خندہ زن ہوتے ہین گل بلبل کو نالان دیکھکر
جان دیتے ہین مسیحا زہر کھاتے ہین خضر ۔ سبزۂ خط و لب جانبخش جانان دیکھکر
وہ تجھے پیدا کیا عالم فریب اللہ نے ۔ شیفتہ ہین دل سے ہندو و مسلمان دیکھکر
پھر ہی آمد فصل گل کی پھر جنون کا جوش ہی ۔ تلوے کھجلاتے ہین پھر خار مغیلان دیکھکر
جو کہ تھے مشتاق وہ کھا کھا کے دھوکے گر پڑے ۔ خط سے خس پوش آپکا چاہ زنخدان دیکھکر
دیکھکر فردوس کو کیا رخ نہ ہو دوزخ کیطرف ۔ باغ جنت کو نہ دیکھون کوے جانان دیکھکر

جانتی ہی چند روزہ ہی بہار رنگ و بو
روتی ہی شبنم چمن مین گل کو خندان دیکھکر

ہوگیا ہی چشم جادو دیکھکر مجھکو جنون
ڈھیلے پھینکین آنکھون کے طفل دبستان دیکھکر

تھا جو دعوی اوسکو خوش چشمی کا باطل ہوگیا
کھل گئین نرگس کی آنکھین چشم جانان دیکھکر

زخمی تیغ تبسم لوگ کہتے ہین مجھے
ہر گل زخم جگر کو میرے خندان دیکھکر

رونے سے میرے دم رخصت وہ ٹھر جاسکا
کر دیا موقوف جانا جوش باران دیکھکر

آرہی ہی یہ صدا ہر دم لب ہر گور سے
موت اپنی یاد کر گور غریبان دیکھکر

جب سنا کنج قفس مین مژدۂ فصل بہار
رہ گئے حسرت سے ہم سوئے گلستان دیکھکر

(۲۴) جب مآل کار کو مین دیکھتا ہون ای ادیب
مجھکو آجاتا ہی رونا گل کو خندان دیکھکر (۲۵)

مین یہ معدوم ہوا ہجر مین لاغر ہوکر
پھر گئی خالی اجل گھر سے مرے اکثر ہوکر

ہم اگر ہجر مین نالے کرین مضطر ہوکر
موم دل اوس بت کافر کا ہو پتھر ہوکر

دید قاتل نہوئی جب کسی صورت حاصل
آرزو دل کی نکالی تہ خنجر ہوکر

وقت گریہ ہی تصور جو دُر دندان کا
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین تو گوہر ہوکر

کیا ستم ہی کہ بھلا رحم تو رحم ای ظالم
تو ستم بھی نہین کرتا ہی ستمگر ہوکر

پوچھتے ہین جو در کوچۂ دلدار کو ہم
خضر بھی راہ بتا دیتے ہین رہبر ہوکر

دُر دندان کے مقابل نہوئی موتی ہرگز
آبرو اپنی نہ مٹی کرین گوہر ہوکر

دیکھکر آینہ رو اون کو ہوئی وہ حیرت
آینہ پشت بدیوار ہی ششدر ہوکر

خاکساری سے حسین آنکھون مین دیتے ہین جگہ
سرمۂ چشم ہون خاک در دلبر ہوکر

نامۂ شوق کا طومار ہوا ایسا جو لکھون
نامہ بر سے نہ کبھی اوٹھ سکے دفتر ہوکر

اونکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
آپ مین آنسکا آپے سے باہر ہوکر

ہجر جانان مین یہی خانۂ تاریک نصیب
مہر دن کو نہین پھرتا ہوے گھر ہوکر

عکس پڑجائے جو ساقی کے لب میگون کا
نشہ پانی بھی کرے بادۂ احمر ہوکر

نکلے نامے کے وسیلے سے مری حسرت دل
مردم دیدہ لکھین خط مین جو دبیر ہوکر

قبر پر فاتحہ پڑھنے کو جو وہ مہر آیا
ذرے چمکے مرے خورشید منور ہوکر

تو اگر بیٹھے تو ہوجائے قیامت قائم
فتنے اوٹھنے سے اوٹھین فتنۂ محشر ہوکر

دونون کاندھون سے جو لٹکا کے دوپٹہ اوڑھا
تم پری بن کے اوڑے جاتے ہو بے پر ہوکر

سختیان عشق مین اوس بت کے اوٹھائین ایسی
رہگیا شیشۂ دل صدمون سے پتھر ہوکر

سخت جان وہ ہون کہ مژگان نے بھی لوہا مانا
دم چراتے ہین مرے قتل سے خنجر ہوکر

لب لعل و دندان کا ہون جب سے شیدا
قطرون سے لعل و گہر گرکے پتھر ہوکر

بال و پر کاٹ کے صیاد نے آزاد کیا
جیتے ہم چھوٹے قفس سے بھی تو بے پر ہوکر

مار گیسوے بتان کا ہے تصور جب سے
کاٹے کھاتے ہین مجھے میرے تن اژدر ہوکر

آئینہ آئینہ روے بتان سا نہ بنے
سیکڑون آئین اگر جمع سکندر ہوکر

کوے قاتل سے یہی آتی ہے ہر وقت صدا
نہ گیا کوئی بھی اس کوچے سے جانبر ہوکر

۴۷ — ۱۱

خوف سے اپنے گناہون کے جو دیا مین ادیب
مٹ گیا نامۂ اعمال مرا تر ہوکر

اوتارا بوجھ سر کا تھی گرانباری بہت تن پر
رہے گا بار احسان ستمگر میری گردن پر

جو مین نے دی ہے جان اوس شمع روے روشن پر
چراغ کشتہ کا عالم ہے میری شمع مدفن پر

چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اوسنے
شعاع مہر کا عالم ہوا ہر تار دامن پر

یہ وہ گلزار ہی جس مین خزان کا کچھ نہین کھٹکا
ہمارے سینۂ پر داغ کو ہی فوق گلشن پر

ہوا اندھیرون کی ہوگئی رات ایک عالم مین
جب آئی زلف شب رنگ صنم رخسار روشن پر

کیا سیراب مجھ تشنہ کو آب تیغ بران سے
زبان شکر ای قاتل مرا ہر بال ہی تن پر

بتون کا دیکھتا ہی ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر
نہ کیونکر رشک آئے مجھکو تقدیر برہمن پر

ترا گھر منزل خورشید کوٹھا بام گردون ہی
شعاع مہر کا ای مہروش دھوکا ہی چلمن پر

جو روشن طبع ہین اونسے منور بزم عالم ہی
یہی مصراع جاری ہی زبان شمع روشن پر

جلایا برق خندہ سے عروسان بہاری کو
گرائی ہنس کے بجلی آپنے پھولون کے خرمن پر

ادیب آنکھون کی الفت مین ہماری جان نکلی ہی
اوگا کرتی ہی نرگس جا بجا سبزہ اپنے مدفن پر

۷۵ ردیف زای معجمہ ۱۳

مہ رخون کے حلقے مین ہی یون رخ جانان عزیز
انجم رخشان مین ہو جیسے مہ تابان عزیز

کیون نہون مثل زلیخا مین دل و جان سے نثار
مصر خوبی کا ہی وہ رشک مہ کنعان عزیز

یاد جانان سے نرکھا ایک دم غافل مجھے
کیون نہو پھر دل سے فریاد دل نالان عزیز

جائیگا جب سیر گلشن کے لیے وہ گلبدن
سنبل پیچان کو ہونگے گیسوے پیچان عزیز

فیض تشبیہ لب و دندان سے چارون ہوگئے
لعل و یاقوت و عقیق و گوہر غلطان عزیز

ایک دن بھی اقربا رکھتے نہین بعد فنا
مردے کا ہوتا نہین ہی قالب بیجان عزیز

کیون نہ خون دل پلاؤن مین غم دلدار کو
ہوتی ہی دنیا مین سب کو خاطر مہمان عزیز

مصحف رخسار جانان سے محبت کیون نہو
جان سے بڑھکر مسلمانون کو ہی قرآن عزیز

رنج سے انسان کو ہوتی ہی راحت کی امید
اس سبب سے عاشقون کو ہی شب ہجران عزیز

سرکشی سے ہوگیا ابلیس ملعون جہان
خاکساری سے ہوئے ہین سب بنی انسان عزیز

برق کا دل شوخیِ رفتار سے بیتاب ہی
چین کیا ہو جسکو ہو وہ فتنۂ دوران عزیز

اسطرح داغ جگر سے ہی محبت قبر مین
ہو شب تاریک مین جیسے مہ تابان عزیز

دیکھ لین جو اس گل خوبی کو ہنستے ہی ادیب
بلبلون کو پھر نہو ہرگز گل خندان عزیز

(۷۶) ردیف سین مہملہ (۸)

ہو سکے غالب نہ دل کے نور پر نار ہوس
انبیا اسواسطے رکھتے تھے انکار ہوس

کیون حسینون کو زر و زیور کی خواہش ہو بھلی
کسطرح نازک مزاجون سے اوٹھا بار ہوس

اس بلا سے کسنے پائی ہی زمانے مین نجات
کونسا دل ہی نہین ہی جسمین آزار ہوس

کھود کر بنیاد قصر جان فزاے قصر کو
گھر ہر اک دل مین بنا لیتا ہی معمار ہوس

یہ مرض وہ ہی کہ جسکا موت کرتی ہی علاج
عمر بھر صحت نہین پاتا ہی بیمار ہوس

اس سے خالی ہم نہین پاتے کسیکو خلق مین
اپنے سر پر شیخ بھی رکھتا ہی دستار ہوس

عالم و جاہل جہان مین اس سے کیا اعلم ہون
شرق سے تا غرب پھیلا یا ہی طومار ہوس

کار دین مین ابتری ہوتی ہی اس باعث ادیب
نفس کی پشتی مین رہتا ہی مددگار ہوس

(۷۷) ردیف شین معجمہ (۱۰)

فرقت مین یار کی نہ کبھی منہہ دکھاے عیش
آئے جو وہ تو گھر سے ہمارے بجاے عیش

رہتا ہی بادشاہ کو شاہی سے دردسر
قد پر فقیر کے ہوئی موزون قباے عیش

جب زر نہ تھا تو مد نظر تھی خدا کی یاد
دولت ملی تو کچھ بھی نہ سوجھا سواے عیش

فرقت کے غم نے عشرت دل کو مٹا دیا
طوفان اشک تر نے گرادی بناے عیش

نیرنگیون کا جلوہ ہی دنیا مین آشکار
ہی غمکدہ کسیکا کسیکی سراے عیش

بے کھٹکے ہو کے چین سے سوینگے حشر تک
سمجھے ہین ہم لحد کو یہی ہی سراے عیش

عمر ہ و روزہ مین رہین ہم کیون شکستہ دل
ہی عیش دل کیو اسطے دل ہی برا سے عیش

ٹکڑا اوسی کا ہی جو ملا بادشاہ کو
درویش نے جو کھا کے پھینکی ردا سے عیش

اوس گلبدن کے آنے سے گلزار گھر بنا
ہی عندلیب روح ترنم سرا سے عیش

ہم گھر مین پہنچے اوس شہ خوبی کے پھر ادیب
پھر سر پر آج سایہ فگن ہی ہما سے عیش

(۷۸) ردیف صاد مہملہ (۸)

کندہ ہر ایک صفحۂ دل پر ہی نام حرص
شاہ و گدا کو اس سے ہی مرغوب جام حرص

شہرہ ہوا ہوس کا بلند آسمان تک
خورشید کا فلک کی بغل مین ہی جام حرص

جمشید نے یہ جام پر اپنے رقم کیا
بھرتا نہین جہان کی دولت سے جام حرص

یہ روز و شب کی بھیک سے بھی پر نہو سکا
کچکول ہی فقیر کا یارب کہ جام حرص

فولاد و سنگ کا بھی جو ہوتا تو ٹوٹتا
کس چیز سے بنا ہی الٰہی یہ جام حرص

اہل خرد تو مفت بھی لیتے نہین کبھی
بازار عقل مین نہین بکتا ہی جام حرص

ہوتی نہین ہی سیر لقا سے جمال سے
یہ میری چشم شوق ہی یا ہی یہ جام حرص

کیونکر نہ یاد حق سے یہ غافل ہون ای ادیب
پیکر جہان مین آتے ہین انسان جام حرص

(۷۹) ردیف طای مہملہ (۱۷)

نزع مین یار کا جب آیا خط
بدلے یاسین کے سنایا خط

سر عشاق کیون نہ جھک جاے
کعبہ حسن کا ہی سایا خط

صاف عاشق سے کیون نہین ہوتے
رخ سادہ پر اب تو آیا خط

اسی خضر آنکھین جسکی تھین مشتاق
مجھکو خالق نے وہ دکھایا خط

بولتا ہی جمال کا طوطی
یہ نہ سمجھو کہ رخ پہ آیا خط

سبز بختی کا پھوٹ نکلا رنگ
کون کہتا ہی رخ پہ آیا خط

بخت گم گشتہ اسکو کہتے ہین
نامہ بر نے مرا گمایا خط

آگیا موت کا پیام مجھے
ابتک اوس کا گر نہ آیا خط

نامہ بر لیکے جس گھڑی آیا
چشم مشتاق سے لگایا خط

جوش وحشت کا حال جب لکھا
اوسنے پڑہنے مرا اوڑایا خط

نامہ بر جب نہ دستیاب ہوا
اشکونکی سیل مین بہایا خط

دہن یار کی لکھی جو صفت
بن کے عنقا نظر نہ آیا خط

رکھدیا قبر پہ عزیزون نے
اون کا بعد فنا جو آیا خط

اب کہان حسن کی بہار کے دن
لب رنگین پہ اونکے آیا خط

دل ہے بیتاب اب تو ای قاصد
جلد اوٹھین جا کے ساتھ لایا خط

اوس بت با حیا نے جب لکھا
نہ لفافے سے باہر آیا خط

ای ادیب اوسنے جب مجھے لکھا
دل صد چاک مین چھپایا خط

۸۰ ردیف ظای معجمہ ۹

دیکھ لیتا دہن یار جو آکر واعظ
نہ سناتا صفت چشمہ کوثر واعظ

آکے دیکھے جو رخ رشک گل تر واعظ
پیرہن پھاڑ کے ہو جامے سے باہر واعظ

میکشی جب اثر عام دکھائے اپنا
چھین لے پینے کو جام می احمر واعظ

شب فرقت مین کرے سورہ واللیل کا ورد
دیکھ لے آکے جو وہ زلف معنبر واعظ

کیا غرض پند و نصیحت سے پریشانونکی
کیون نمک پاش ہوا زخم جگر پر واعظ

بالیقین ساحل مقصود نظر آجائے
ہو اگر بحر محبت مین شناور واعظ

غم فرقت سے نہین ہی مجھے فرصت کہ سنون — کھو دے بیٹھا ہی عبث پند کا دفتر واعظ

مجلس وعظ مین وہ آئینہ رو آیا ہی — ہی مگر اپنے نصیبے کا سکندر واعظ

ای ادیب اونکے جو عارض کی صفت لکھنی ہی — کیون رگ جان کا بناتے نہین مسطر واعظ

۸۱ ردیف عین مہملہ ۲۰

دیکھے محفل مین اگر شمع رخ جانانہ شمع — خاک ہو حسرت سے جل کر صورت پروانہ شمع

کیا کرے مجبور ہی رکھتی اگر گویا زبان — میری شب بیداریون کا کہتی کچھ افسانہ شمع

اک نظر پڑ جائے جو شمع رخ پر نور پر — پھر نہ دیکھے بھول کر ہرگز کبھی پروانہ شمع

چہرۂ پر نور ساقی سے جو پردہ اوٹھ گیا — پرتو رخ سے سراپا ہو گیا میخانہ شمع

ای پری ایسی خجل ہو روے روشن سے ترے — بزم سے اوڑ جائے جو پائے پر پروانہ شمع

روشنی ہی اسقدر رخسار آتشناک مین — آب ہو خجلت سے جو دیکھے رخ جانانہ شمع

مجھ سے سنکر جلوۂ رخسار تابان کی صفت — وجد کر کے جھومتی ہی بزم مین مستانہ شمع

تیرہ و تاریک ایسا کچھ شب فرقت مین ہی — خوف سے بھاگے اگر دیکھے مرا کاشانہ شمع

پہلے پروانے تھے شیدا اب عنادل شیفتہ — گل ہوئی ہی جب سے پیش چہرۂ جانانہ شمع

گرمی سوز دل بیتاب اگر یون ہی رہی — کیا عجب سمجھے مری محفل کو آتشخانہ شمع

چشم میگون دیکھکر اس مرتبہ بیخود ہوئی — جھومتی ہی بزم ساقی مین کھڑی مستانہ شمع

آرزو ہی شمع رخ پر ہو کے پروانہ جلے — رہتی ہی فانوس مین ہر وقت بیتابانہ شمع

جل گئی ہو کر ستی پروانے پر کیا عشق تھا — کر گئی یہ کام سب معشوقون مین مردانہ شمع

ہو گئے ناامید تیرے وصل سے ای شمع رو — بزم مین ہردم کھڑی روتی ہی مایوسانہ شمع

اور اس سے بڑھکے کیا ہوتا بھلا سوز و گداز — بزم مین رونے لگی سنکر مرا افسانہ شمع

جلوہ افروزی جو عارض کی ہی اکساقی یہی
کیا تعجب ہی اگر ہو شیشۂ میخانہ شمع

روے آتشناک کی گرمی کے باعث بزم مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی چھپنے کے لیے تہخانہ شمع

ہجر مین اوس شمعرو کے ایسی سرد آہین بھرین
سمجھی میرے خانۂ تاریک کو خسخانہ شمع

جلنے پر پروانون کے اصلا نہین آتا ہی رحم
رکھتی ہی بزم جہان مین طرز معشوقانہ شمع

کہہ گئے ہین آتش و ناسخ ادیب اُس طرح مین
کیا کہیگا اون سے اب بڑھکر کوئی پروانہ شمع

۸۴ ردیف غین معجمہ ۱۵

گلزار سینہ کو جو مرے دیکھ پاے باغ
ایسا خجل ہو منہ نہ کبھی پھر دکھاے باغ

وہ رشک گل اگر پئی گلگشت جاے باغ
پھولے نہ اپنے جامے مین پھر سماے باغ

آتا ہی یاد جب کہ قفس مین مجھے چمن
روتا ہون لیکے ہر گھڑی مین ہا ہاے باغ

اے گل اگر ترا گل رخ دیکھ لے کہین
شرمندہ ہو کے آب عرق مین نہاے باغ

دیکھی ہر ایک گل مین ترے گال کی بہار
بلبل اسی سبب سے ہوئی آشناے باغ

خجلت سے زرد ہو گل صد برگ کی طرح
گلہاے داغ دل کو اگر دیکھ پاے باغ

سینہ مرا ہی جب کہ چمن داغ عشق سے
سیری نظر مین پھر کہو کیونکر سماے باغ

اوس رشک گل کا چہرۂ گلگون جو دیکھ لے
گل کی تلاش مین کبھی بلبل نجاے باغ

ہیہات ہاتھ ہم ملین حسرت مین دید کی
بوسے لے تیرے پاؤن کے اے گل حناے باغ

سیر چمن کا لطف نہین کچھ فراق مین
اوس گل بغیر خاک خوش آئے فضاے باغ

چہرے سے وقت سیر نہ اے گل اوٹھا نقاب
رخسار آتشین سے کہین جل نجاے باغ

شاداب و تازہ گل رہین رخسار کے ترے
جبتک جہان مین ہے رہے اے گل بناے باغ

مجبور ہی اگرچہ ہی مشتاق دید کا
آتا ترے حضور اگر ہوتے پاے باغ

اوس گل بغیر خنجر بران ہین برگ گل
پیکان ہجر ہین ہین مجھے غنچہاے باغ

گلشن سے اٹھکے کیون نہو گلشن مجھے ادب
وہ گل نہو تو خاک ہی لطف فضاے باغ

(۸۳) ردیف فاے معجمه (۳۹)

دیکھتا ہی جو مری بیتابی دل کیطرف
وہ نظر کرتا ہی گویا مرغ بسمل کیطرف

یہ خیال زلف آتا ہی مرے دل کیطرف
یا کہ لیلی آرہی ہی اپنے محمل کیطرف

کیا ہی غم دنیا ہوا اوس بیرحم قاتل کیطرف
صبر کی کافی توجہ ہی مرے دل کیطرف

جب سے ہم مائل ہین اک ہیرہ شمائل کیطرف
دل یہی کہتا ہی جب سے چاہ بابل کیطرف

داغ اوسکے دلمین ہوا ہی ماہ آنکھین کو رہون
دیکھکر تجھکو جو دیکھے ماہ کامل کیطرف

قلزم عالم مین وہ غم دوست ہون اے دوستو
بحر غم سے مین نہین جاتا ہون ساحل کیطرف

ذبح ہونے کا ہی شوق اللہ اکبر کس قدر
سر بکف مین دوڑتا ہون کوے قاتل کیطرف

یاس تو اوٹھنے نہین دیتے مثال نقش پا
شوق لیکن کھینچتا ہی کوے قاتل کیطرف

مین وہ مجنون ہون ہوا جسدم مجھے جوش جنون
پانون خود اٹھنے لگے میرے سلاسل کیطرف

اتحاد باطنی اے یار اسکا نام ہی
تو مرے دل کیطرف ہو مین ترے دل کیطرف

کوئی جانب بھی خوشی آنیکی اب باقی نہین
درد و غم نے گھیر لی ہر اک مرے دل کیطرف

یہ بزرگی کعبہ ابرو کی الفت سے ملی
لوگ پڑھتے ہین نمازین قبلہ دل کیطرف

آگیا جسدم مجھے مژگان لیلی کا خیال
لگ گیا تیر آکے پہلو مین مرے دل کیطرف

جسکو دیکھو بزم مین بیٹھا ہوا ہی بولتا
ساری محفل کا ہی منہ اوس شمع محفل کیطرف

جان شیرین ہوگئی تلخ اپنی مثل کوہکن
دل ہوا مائل جب اک شیرین شمائل کیطرف

ہر دہان زخم سے کرتے رہے مدح و ثنا
جب خیال اپنا گیا تو صیف قاتل کیطرف

اس سے بڑھکر ہو نہین سکتی ہی قیمت جان کی — خون بہا ہی دیکھنا قاتل کا بسمل کیطرف

واہ کیا زینت فزا ہی عارض پُر نور پہ — دیدۂ حسرت سے انجم تکتے ہین تل کیطرف

سخت باتین کرکے رنجیدہ نکرنا ہی بتو — پھینکنا پتھر سمجھکر شیشۂ دل کیطرف

دعوی یکتائی ای آئینہ رو باطل ہو صاف — تو اگر دیکھے مرے آئینۂ دل کیطرف

دیکھکر گلزار داغون کا ہوا کیا باغ باغ — آگیا وہ گل جو اک دن خانۂ دل کیطرف

وائے حسرت ایک دن پوری نہین ہوتی امید — روز پھر آتا ہون جا کر کوے قاتل کیطرف

مجھکو ای زہرہ جبین چاہ ذقن آتا ہی یاد — بھولکر جاتا ہون جیسدم چاہ بابل کیطرف

جائے گریہ اوس مسافر کے ہی حال زار پر — یاس سے جو دیکھتا ہو تھک کے منزل کیطرف

وائے ناکامی کہ ہو ہر ایک مقتل مین شہید — اور ہم دیکھا کرین حسرت سے قاتل کیطرف

سنکے نالون کو مرے آیا اثر یون دوڑکر — جسطرح اہل کرم جاتے ہین سائل کیطرف

کم قیامت سے نہین ہے بزم مین اسکا شہود — دیکھنا دزدیدہ نظرون سے ترا دل کیطرف

دیدۂ حسرت سے مقتل مین ہر اک مشتاق قتل — دیکھتا ہی خنجر ابرو کے بسمل کیطرف

ناخن تدبیر کیا کھولیگی قسمت کی گرہ — دوڑتا ہے سو وہی اس کار مشکل کیطرف

شعلہ زن اوسکا بدن ہوتا ہی سوز داغ سے — جو کوئی ہوکر نکلتا ہی مرے دل کیطرف

ہونا عشق کے دریا سے مجھکو ہی محال — موج ہی زنجیر پا کیا جاؤن ساحل کیطرف

جا کے مہمان اپنا گھر مین دل کے دی جگہ — اوس ستمگر کا جو آیا تیر بسمل کیطرف

صبر کا جامہ کتان کیطرح ہو جاتا ہی چاک — دیکھتا ہون جب کبھی اوس ماہ کامل کیطرف

ہی وبال جان لب جان بخش پر یہ خط سبز — کیون نہ جاؤن دوڑ کر زہر ہلاہل کیطرف

جان دیدی غرق ہوکر منہ نہ پھیرے سے کیا — بحر آب خنجر قاتل سے ساحل کیطرف

تم نظر آتے ہو اسمین یا کوئی مردم ہی اور ۔ غور سے دیکھو تو ہیرے آنکھون کے تل کیطرف
تھا یہ اندیشہ نہ رحم آئے کہین ہنگام قتل ۔ منہ نہ قاتل نے کیا مقتل مین بسمل کیطرف
مچھلیون نے جب سنا وہ کھیلنے آیا شکار ۔ سر کے دریا سے کنارہ آئین ساحل کیطرف
قتل سے محروم رکھا سخت جانی نے اوسے ۔ آنکھ خجلت سے نہین اوٹھتی ہی قاتل کیطرف

(۹۴) ردیف قاف معجمہ (۳۱)

تم آو اب کوئی دم کا ہی میہمان مشتاق ۔ دم اخیر ہی لیتا ہی ہچکیان مشتاق
تمھارے کان کی دیکھین جو مچھلیان مشتاق ۔ مثال ماہی بے آب ہون طپان مشتاق
فراق مین جو کرے نالہ و فغان مشتاق ۔ ملا دے دم مین زمین اور آسمان مشتاق
وہ سنگدل سنے اوسکے بھی گر پڑین آنسو ۔ کہے جو اپنی مصیبت کی داستان مشتاق
کسی جگہ نہین جز گور جای آسایش ۔ لحد کو سمجھے ہین آرام کا مکان مشتاق
نہ تاب سننے کی آئے تمھین ہو بیتاب ۔ کرے جو حال شب ہجر کا بیان مشتاق
فراق مین جو ہو سرگرم نالہ و فریاد ۔ بنا دے دود جگر کا اک آسمان مشتاق
ہر ایک بلبل شیدا کا دل بھر آتا ہی ۔ چمن مین جب کبھی ہوتا ہی نوحہ خوان مشتاق
نہ لامکان نہ مکان مین نہ دیر و کعبہ مین ۔ کسی جگہ نہین پاتا ترا نشان مشتاق
زمین اور فلک ہلتے ہین تہ و بالا ۔ فراق یار مین کرتا ہی جب فغان مشتاق
کیا یہ عشق وہان کمر نے زار و نحیف ۔ کہ چشم اہل نظر سے ہوا نہان مشتاق
جو نقطہ دہن تنگ کے لکھے اوصاف ۔ ہوا زمانے مین مشہور نکتہ دان مشتاق
گلون کے ہجر مین پہنے ہین جو گلون کے ہار ۔ سمجھتے ہین اونھین پھولونکی چھڑیان مشتاق
سیاہ زلف کو کہتے ہین رات کالی ہی ۔ تمھاری مانگ کو سمجھے ہین کہکشان مشتاق

بیان ای بت سنگین دل اونکا ہی دشوار
اوٹھائے ہین جو فرقت مین سختیان مشتاق

مثال برق طپان دل تڑپتے رہتے ہین
جو دیکھ لیتے ہین کانونکی بجلیان مشتاق

لگا ہی جب سے ترے نیمچے کا ہاتھ اونکے
سسک رہے ہین پڑے ہو کے نیم جان مشتاق

پڑا جو بار غم عشق تیر مژگان کا
خمیدہ پشت ہوا صورت کمان مشتاق

محال بیٹھکے اوٹھنا ہی مثل نقش قدم
ہوا ہی عشق کمر مین یہ ناتوان مشتاق

دہان تنگ کی الفت مین لگ گئی چپکی
یہ ہی خموش کہ گویا ہی بے دہان مشتاق

نہ دل لگاے کوئی پیر زال دنیا سے
وہ پیر ہو گئے جو اسکے تھے جوان مشتاق

جب اونکے کوچۂ رشک ارم مین ہم پہونچے
کہا ہر اک نے ہوا داخل جنان مشتاق

کیا ہی آج مگر اوسنے یاد بھولے سے
بلا سبب نہین لیتا ہی ہچکیان مشتاق

نہ پھر بھی لکھ سکین لطف دیدار کے مضمون
جو پائین مثل خضر عمر جاودان مشتاق

جو بزم عیش تھی وہ حیف ہو گئی برہم
کہان شراب کہان جام جم کہان مشتاق

برابری نہین کر سکتے تجھسے شاہد مین
کہان تو ای سگ کوی صنم کہان مشتاق

اوٹھا وہ درد کہ شدت سے جسکی دل بیٹھا
فراق کی کہے کیا تم سے داستان مشتاق

مآل خندۂ گل دیکھکر ہوئے یہ نفور
کبھی گئے نہ سوی گلشن زعفران مشتاق

اگر اشارے سے بھی حکم دے وہ سیم بدن
تو جان و دل کو کرین اپنی رایگان مشتاق

کسی کو بھی نہین ملتا پتا مثال کمر
وہین کے عشق مین پہنچے ہین بے نشان مشتاق

ادیب حلقہ جو ہی اونکی زلف پیچان کا
وہ مرغ دل کا سمجھتے ہین آشیان مشتاق

۸۵ — ردیف کاف تازی — ۴۴

ترسین دیدار کو ہم ای بت پُرفن کبتک
سات پردون مین نہان ہیگا رخ روشن کبتک

ای جنون موسم گل مین پھرون بن بن کبتک — دست وحشت سے کرون چاک مین دامن کبتک
تجھسے مین دور رہون ای بت پرفن کبتک — حسرتون کا مرے دلمین رہے مسکن کبتک
جلوہ گر خانۂ تاریک مین کس دن ہونگے — گھر مرا آکے کروگے کہو روشن کبتک
یاد رکھیے کہ کسی طرح نہ یہ چھوٹیگا — آپ دھوینگے مرے خون سے دامن کبتک
مین ہون مشتاق شہادت یہ تساہل کیسا — زیر خنجر مین جھکائے رہون گردن کبتک
دوستی سے نہ کسی طرح مین باز آؤنگا — دشمنی تجھسے کرینگے مری دشمن کبتک
تیرے کوچے مین پڑا ہون نہ اٹھونگا تا حشر — دیکھون پامال کریگا مجھی توسن کبتک
وصل کس روز تجھے یار سے ہوگا یارب — سوز فرقت مین جلیگا یہ مرا تن کبتک
دیکھیے ہجر مین اوس گل کے دم سیر چمن — ہونگے خنجر مجھے برگ گل گلشن کبتک
کچھ اثر ہی نہین ہوتا ہی جب اوسکے دلمین — اوسکی فرقت مین کرون نالہ و شیون کبتک
سبحۂ غم مین عمر سے معلوم نہین بعد فنا — شمع جل جل کے گھلیگی سر مدفن کبتک
جلد ای مہر اوٹھا چہرۂ روشن سے نقاب — رخ پر نور چراغ تہ دامن کبتک
بیقراری جو یہی ہی تو نہ پوچھو پس مرگ — دل بیتاب رہیگا تہ مدفن کبتک
ای بتو ناز بہت کرتے ہو جیسے ہم سے — کچھ خبر ہو کہ رہیگا بھی یہ جوبن کبتک
دیکھیے ہجر مین اوس گل کے مرے بستر پر — خار دیتے رہینگی پھولون کے [illegible] کبتک
موسم گل مین بھلا دست جنون سے دیکھین — چاک ہوتا نہین یہ دشت [illegible] کا دامن کبتک
اضطراب دل بیتاب سے یارب پس مرگ — زلزلے مین [illegible] رہیگا گنبد مدفن کبتک
فصل گل آئی ہوا آتش سودا یہ بتا — پانی ہوگا [illegible] مری زنجیر کا آہن کبتک
مسی ملکر نکلو سیر چمن ای گلرو — رشک سے [illegible] جلتی رہی باغ مین سوسن کبتک

نظر آجائے کسی دن تو خوشی کی صورت — خانۂ دل ہو غم و رنج کا مسکن کبتک
کیا کہون جب کوئی مجھسا نملیگا غمخوار — بیکسی روئیگی میری پس مردن کبتک
کرکے یاد ای بت کافر تجھے بتخانے مین — دیکھین نالے کرے ناقوس برہمن کبتک
زلف پیچان کی محبت مین پھنسا ہون ادیب — دیکھیے رہتی ہی دلکو مرے الجھن کبتک

(۸۶) ردیف کاف فارسی (۲۴)

جب کہ رکھتا ہی یہ ہر عاشق دلگیر سے لاگ — ہو جوانون کو نہ کیونکر فلک پیر سے لاگ
تھا یہ دشوار کہ ہوتی کسی تدبیر سے لاگ — اونکو غیرون مین ہوئی ہی مری تقدیر سے لاگ
ای ستمگر وہ کوئی پوچھے ہمارے جی سے — جو مزے پاتے ہین رکھکر خلش تیر سے لاگ
کچھ تو اغیار نے لاریب پڑھایا ہی ضرور — یون نہ رکھتے وہ کبھی عاشق دلگیر سے لاگ
پھینکدیتے ہین مرقع سے وہ جب دیکھتے ہین — اسقدر اونکو ہوئی ہی مری تصویر سے لاگ
میٹھی باتون کو سمجھتا ہی وہ زہر قاتل — اوس ستمگر کو ہی ایسی مری تقریر سے لاگ
بیڑیان توڑکے صحرا مین پھرا سرگردان — جوش وحشت مین ہوئی خانۂ زنجیر سے لاگ
جو کیا کام وہ برعکس ہوا قسمت سے — ہی ازل سے مری تقدیر کو تدبیر سے لاگ
فصل گل آئی ہی گھٹتا ہی مرا قید مین دم — ہین وہ مجنون کہ رکھتا ہون مین زنجیر سے لاگ
ساتھ پیکان کے دل توڑکے پہلو نکلا — ہی عجب طرح کی اسکو ترے تیر سے لاگ
جوش وحشت مین نہ زندان مین نہ ہونگا مین کبھی — دشمنی طوق سے ہی اور ہی زنجیر سے لاگ
یاالٰہی نہ کبھی صبح شب وصل ہوون — ہی موذن سے مجھے نالۂ شبگیر سے لاگ
چاندنی کا مرے رخون مین نہ کیونکر ہو اثر — دل مجروح کو ہی چاند سی تصویر سے لاگ
اک قلم خط نہین پڑھتا ہی کسی کا وہ شوخ — اوسکو کچھ ایسی ہوئی ہی مری تحریر سے لاگ

ایک دم پاس سے اپنے نہین کرتا ہون جدا
مجھکو جبدن سے ہوئی یار کی تصویر سے لاگ

عشق مین سیمتنون کے یہ ہوئی استغنا
خاکساری مین نرکھی کبھی اکسیر سے لاگ

دم بدم بیچتا ہی کبھی اور کبھی گھٹتا ہی
سبب دل کو ہی تری زلف گرہگیر سے لاگ

خاک چھانی جو ترے در کی ہی ای سیم بدن
مال و زر سے ہی عداوت مجھے اکسیر سے لاگ

جب کہ تسکین کا باعث خلش پیکان ہی
دل کو ای ترک نکیونکر ہو ترے تیر سے لاگ

تیرہ و تار رہے اور سیہ بخت رہے
جو جبین دل کو تری چاند سی تصویر سے لاگ

داد ملجاے ستمگر کے ستم کی یا رب
اوسکے دل کو بھی جو ہو اک بت بے پیر سے لاگ

دیکھین کس طرح کشاکش سے رہا ہوتا ہی
جگر و دل کو ہی ای ترک ترے تیر سے لاگ

مجھکو سیراب کر ای قاتل عالم للہ
اب نرکھ تشنہ آب دم شمشیر سے لاگ

ہاتھ اوٹھاے ہون اوسکے خدا کے ہر دم
گو ازل سے ہی دعا کو مری تاثیر سے لاگ

۸۷ ردیف لام مهمله ۲۶

ہون لذت خلش کا طلبگار آجکل
ای تیر یار دل کے ہو پار آجکل

سوتا ہی میرے ساتھ مرا یار آجکل
صد شکر بخت خفتہ ہی بیدار آجکل

رہتے ہین یاد وہ گل رخسار آجکل
گلزار ہین نظر مین مرے خار آجکل

ہم کو نہین ہی خوف شب تار آجکل
ہی آفتاب داغ دل [illegible] آجکل

پیتے ہین پھول سیکڑون میخوار آجکل
کیا ہو رہا ہی [illegible] چیدہ گلزار آجکل

لگتی نہین ہی کانٹے سے ای پا ہ چبھین
ہو [illegible] جاتی ہی بہار شب تار آجکل

کیسا ہی لطف دشت نوردی مین ای جنون
دیتی ہی کیا مزہ خلش خار آجکل

مشتاق وصل ہون نہین اب طاقت شکیب
ایماے وعدہ مین نکر انکار آجکل

دیکھا جو حال زار ترا رحم آگیا
وہ ظلم دوست ہو تو ہی غمخوار آجکل

معشوق ہین زمانے مین لاکھون ستم شعار
تمسا نہین ہی کوئی دل آزار آجکل

سیب ذقن پہ اوسکے ہزارون دہن ہین
ہی اک انار لاکھون ہین بیمار آجکل

آئی اجل تو سمجھین ملی عمر جاودان
ایسے ہوے ہین زیست سے بیزار آجکل

سنکر مرے عدو کے ٹپکتے ہین پڑے سرشک
کرتا ہون حال زار جو اظہار آجکل

آزاد ہین وہ لوگ جو عالم کی قید سے
جو دام زلف مین ہین گرفتار آجکل

موے میان کے عشق نے لاغر کر دیا
معدوم ہی نظر سے تن زار آجکل

ہین حال اپنی دشت نوردی کا کیا کہون
ہین پاؤن اپنے اور سر خار آجکل

رنجور اسقدر رہی تن زار ہجر مین
پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار آجکل

ایسا ہون تجھ سی ہین جدا ہون نحیف و زار
آنا ہی مجھکو آپ مین دشوار آجکل

تا عرش فرش سے ہی نمونہ تنور کا
بھڑکے ہی ایسی آتش رخسار آجکل

آمد شد نفس مجھے تجھ کو کے ہوا ہین
یہ ناتوان ہوا ہی تن زار آجکل

ہیہات جو تھے ہاتھ مرے زیر سر کبھی
ہین گردن عدو مین وہی ہار آجکل

نالے سے برق خندہ کی وہ ہین حجاب مین
حائل ہوئی ہی قہقہہ دیوار آجکل

اوس گل بغیر شب کو تڑپتا ہون رات بھر
فرقت مین فرش گل ہی مجھے خار آجکل

وہ جنس کس شمار مین بازار دہر مین
جس کا نہین ہی کوئی خریدار آجکل

کرتے ہین صبح کروٹین لے لے کے ہجر مین
پڑتی نہین ہی شب کو کل ای یار آجکل

٨٠٩

کوئی کسی کا دوست نہین بے غرض ادیب
مطلب کے اپنے لگ گئے ہین یار آجکل

٢٠

ردیف میم مہملہ

٦٧ — ٦٦

ایسے نحیف و زار ہین عشق کمر سے ہم
غائب نظر کی طرح ہین اپنی نظر سے ہم

غافل نہین ہین باغ جہان مین سفر سے ہم
لیتے ہین کام میل کا ہر اک شجر سے ہم

پیری مین بھی وہی ہی جوانی کا سوز عشق
کچھ کم نہین ہین جلنے مین شمع سحر سے ہم

ایسا کیا ہی یاد بت سیمبر نے محو
بیٹھے ہوئے ہین بے خبر اپنی خبر سے ہم

ہوگا یقین خلق کو خورشید حشر کا
پھاہا اگر اوٹھائین گے زخم جگر سے ہم

محفل مین کرتے ہین کن انکھیون سے تاک جھانک
دل کو چرا لیے بیٹھے ہین دزد نظر سے ہم

عشق میان مین لاغری تن کا ہی یہ حال
کم بال بھر نہین ترے موئے کمر سے ہم

مثل نفس ہی آمد و رفت سرا دہر
جاتے ہین اور آئے ابھی ہین سفر سے ہم

آتش فشان ہون نخل چمن صورت چنار
آہین بھرین جو باغ مین سوز جگر سے ہم

دکھ مین شریک ہوتے ہین ہمسایہ بھی ضرور
بیچین دل کو پاتے ہین درد جگر سے ہم

نقش قدم کی طرح اب اوٹھنا محال ہی
پامال یہ ہوئے ترے پائے نظر سے ہم

کیا کم ہی بار منت جلاد دوش پر
کٹنے سے سر کے چھٹ گئے گو دردسر سے ہم

رونے مین آگیا رخ رنگین کا جب خیال
خون جگر بہانے لگے چشم تر سے ہم

آوارگی کا غم نہین اوسکی تلاش مین
خانہ بدوش پھرتے ہین فاضل ہین گھر سے ہم

پیاسے ہین اب تیغ سے سیراب اگر کرے
قاتل کو دین دعا لب زخم جگر سے ہم

ملک عدم کے پار بلا رب ہو گئی
زلف دراز یار سے ہین پیچی کمر سے ہم

وہ شوق قتل ہی کہ جو قاتل ہمین بلائے
مقتل مین دوڑ جائین ابھی پا و سر سے ہم

کیونکر تو ڑین رشتۂ الفت ہر ایک سے
ہی حل چلاؤ جوڑ رہے ہین اودھر سے ہم

اونکی نگاہ لطف بھی ہی زہر کی چھری / انکھی مر گا و نٹھاتے ہین میٹھی نظر سے ہم

کیا حال دیکھین آہ رسیا مبر سے ہو
خورسند ہین وہ اب امید خبر سے ہم

حشر کر دیتے بپا نالہ و فریاد سے ہم / ڈرتے کچھ ہین تو دل نازک صیاد سے ہم

آب دیدہ وہ چلے آتے ہین دوانا سنکر / بخت خفتہ کو جگا دیتے ہین فریاد سے ہم

فرط شادی جو یہی ہی تو عجب کیا اسکا / باہر آجاتے ہین خوشی سے کف صیاد سے ہم

جانتے ہین ستم و جور کو لطف اور کرم / انس رکھتے ہین یہ صیاد کی بیداد سے ہم

زندگانی کا مزہ ہی یہین رہتے ہین مدام / نکلین گے اب نہ خانہ صیاد سے ہم

گلشن دہر مین ہو رتبہ پست اوسکا بلند / قد کو تشبیہ جو دین سرو شمشاد سے ہم

آنکھ اوٹھا کر کبھی دیکھین کبھی جیتے حکم / اور دوزخ مین گرین آپکے ارشاد سے ہم

فہم مین آتے نہین معنی بیت ابرو / دل مین آتا ہی کہ پوچھین کسی استاد سے ہم

بن جانا نازک تو کیا ہم بھلا ای قاتل / کبھی ڈرتے نہین موت کے جلاد سے ہم

سنکے سونے لگے اسطرح کہ بجلی تا آج / درد دل کی جو کہانی کہین صیاد سے ہم

جان برباد گئی نالہ سوزان سبب / خاک جل بھن کے ہوے شعلہ فریاد سے ہم

کھینچی تصویر تصور مین ہمیشہ اوسکی / بڑھ گئے مرتبے مین مانی و بہزاد سے ہم

تو نے وعدہ جو کیا تھا وہ فراموش کیا / اور غافل نہین اک دم کبھی تمہی یاد سے ہم

ناز کی چال ہی لب سرخ نگہ تیغ بھی / کم نہین سمجھے ترا تیر پریزاد سے ہم

اوسکے سر عشق کا سہرہ ہی جو سر کو پھوڑے / سن رہے ہین یہ صلہ تیشہ فرہاد سے ہم

اوسکی ہی کوہ کنی جان کنی اپنی مشہور / عشق کے فن مین کہین بڑھ گئے فرہاد سے ہم

ہنسنے پر پھولون کے شبنم کو جو دیکھین گریان
پھر ہون کیا شاد گل گلشن ایجاد سے ہم

عہد ای وعدہ فراموش یہی ہی اپنا
ہاتھ دم بھر نہ اوٹھائین گے تری یاد سے ہم

آکے غصے مین وہ بولے جو مرے نالے سنے
چین پاتے نہین دم بھر تری فریاد سے ہم

رنج فرقت مین تری زیست کجا تا کہ ہوتی
کم مسیحا کو نہ سمجھے کبھی جلاد سے ہم

ذائقہ وہ کسی نعمت مین نہ حاصل ہوگا
ای ستمگر جو مزہ پاتے ہین بیداد سے ہم

سخت جانی کے سبب سخت ہوے شرمندہ
قتل جب ہو نسکے خنجر جلاد سے ہم

آمد او سرو سہی کی جو سنین گلشن مین
کام جاروب کا لین طرہ شمشاد سے ہم

یہ ہی وہ جال نہ چھوٹا کبھی کوئی پھنسکر
سمجھے مضمون یہ خط کف صیاد سے ہم

زخمون پر اپنے نمک چھڑکین گے بہر لذت
ہوے مجروح اگر ناوک صیاد سے ہم

عشق مژگان مین جنون کا جو رہیگا یہی حال
نوک کی لین گے سر نشتر فصاد سے ہم

۹۰
شاد بیداد سے اس مرتبہ رہتے ہین ادب
باغ پر رخ نکرین خانہ صیاد سے ہم
۲۸

دیکھتے ہین جب کسی بد فن کو ہم
جانتے ہین چاک قصر تن کو ہم

منہ پر اوس کے دیکھکر دامن کو ہم
کرتے ہین صد چاک پیراہن کو ہم

سنگ دل کیا ہی وہ بت چاہین اگر
موم کر دین خنجر آہن کو ہم

ای فلک تیرا یہی انصاف ہی
غیر تو ہنسنے کو ہون شیون کو ہم

برگ گل خنجر ہی ہجر یار مین
جانتے ہین قتل گہ گلشن کو ہم

پھرتے پھرتے ہین یہ کہتے ہوے
ڈھونڈھتے ہین اوس رخ روشن کو ہم

سخت جان ایسے ہین اک دم مین ابھی
کر دین آرا خنجر آہن کو ہم

عیب سے آگاہ کرتا ہی ہمین
کیون نہ سمجھین دوست پھر دشمن کو ہم

جلوۂ رخ آگیا جسوقت یاد
بھولے شمع وادی ایمن کو ہم

دولت دیدار لوٹین غیر حیف
اور دیکھین دور سے چلمن کو ہم

ہی جو سودا اک طلائی رنگ کا
اب نہ دیکھین گے کبھی کندن کو ہم

ہون اگر زخمی لب ہر زخم سے
دین دعا اوس ترک شیر افگن کو ہم

یاد آتی ہی جو سے کوے یار کی
بھولکر جاتے نہین گلشن کو ہم

جو یہی گریہ ہی یاد چشم مین
روئین گے اب دیدہ و دامن کو ہم

جز ترے در کے ٹھکانا اب نہین
چھوڑکر جائین کہان دامن کو ہم

پیش قاتل آرزوے قتل مین
رکھتے ہین خم ہر گھڑی گردن کو ہم

یا الٰہی پائین کس تدبیر سے
دلمین اوس بت کے جگہ مسکن کو ہم

دین و دنیا کا نہ کھاتے دلئے حیف
جانتے تھے دوست اس دشمن کو ہم

کیا لگائین دل سرا دہر مین
جب کمر سے باندھے ہون دامن کو ہم

آگیا گھر مین جو وہ خورشید رو
مہر سے سمجھے ذرۂ روزن کو ہم

خاکساری سے بر آتی ہی مراد
گرد بنکر چھوتے ہین دامن کو ہم

دیکھین طی راہ عدم ہو کسطرح
ہر قدم پر پاتے ہین رہزن کو ہم

سمجھے سیل اشک سے بعد فنا
برج آبی گنبد مدفن کو ہم

بیشمار اس مرتبہ ہین جسم پر
گن نہین سکتے ہین زخم تن کو ہم

صور اسرافیل کا اوٹھتا ہی شور
بیٹھتے ہین جب گھڑی شیون کو ہم

جب اٹھا یا دولت دنیا سے ہاتھ
کسلیے پھیلائین پھر دامن کو ہم

ہجر مین کھلکر بنے ہین شکل خار
کیون نہ کھٹکین دلمین ہر دشمن کو ہم

دلمین آتا ہے کہ دنیا سے اب
اوٹھ کھڑے ہون جھاڑ کر دامن کو ہم

(۹۱) ردیف نون منقوطہ (۲۳)

کس کس کو دیجیے ہین طلبگار سیکڑون
اک جنس دل ہے اور خریدار سیکڑون

پیاسے مرے لہو کے ہین خونخوار سیکڑون
اک خلق گرفتہ مین ہین ستمگار سیکڑون

زلفون مین پاے گئے ہین گرفتار سیکڑون
جکڑے ہین سیو مین گنہگار سیکڑون

آئی خبر جو آمد رشک مسیح کی
سنکر بحال ہو گئے بیمار سیکڑون

اسطرح کھا لیا ہے غم ہجر یار نے
روتے ہین مجھکو دیکھکے غمخوار سیکڑون

ای ترک غم نہین جو شہیدان ناز کا
کیون سرنگون ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مین وہ مریض مردم بیمار یار ہون
پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار سیکڑون

صیاد چھوڑتا نہین کنج قفس سے حیف
چلاے ہے ہین مرغ گرفتار سیکڑون

چکھا نہین لہو جو شہیدان ناز کا
رنگین ہے ہین کیون لب سوفار سیکڑون

دیر و حرم کو جاتے ہین کیون دلکو چھوڑکر
بھولے ہوے ہین کافر و دیندار سیکڑون

اللہ رے سخت جانی عشاق وقت قتل
مڑ مڑ گئے ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مٹی کو تیرے کوچے کی ای غیرت مسیح
خاک شفا سمجھتے ہین بیمار سیکڑون

گلگشت کو گیا جو مین اوس گل کے ہجر مین
ہر گل چمن مین دینے لگا خار سیکڑون

ہندوے زلف کا ترے ای بت جو عشق ہو
کرلین قبول کفر ابھی دیندار سیکڑون

اللہ رے شوق دید کہ کچھ سوجھتا نہین
اندھے کھڑے ہین طالب دیدار سیکڑون

یارب لگاؤن پنبہ و مرہم کہان کہان
تن پر ہین زخم تیر ستمگار سیکڑون

سودا ہی جب سے گیسوے مشکین یار کا
پھنستے ہین تنکے غافل و ہشیار سیکڑون

ملتا نہین ہی اوس گل تر کا کہین پتا
فرقت مین ہمنے چھانے ہین گلزار سیکڑون

ہین ہون وہ بادہ نوش کہ ہنگام میکشی
لیتے ہین میرے نام کو میخوار سیکڑون

جانباز ہم وہ ہین کہ جھپکی ذرا بھی آنکھ
جلاد نے اگرچہ کیے وار سیکڑون

وہ ترک کھینچتا ہی جگر چھوڑتا نہین
ہین کشمکش مین تیر ستمگار سیکڑون

ہمکو شہید کرکے ہوے اسقدر خجل
مقتل مین سرنگون ہین ستمگار سیکڑون

٩٢ ایسا کیا ہی آرزوونکا ادب حسن
دلمین ہین حسرتون کے ہی انبار سیکڑون ٣٦

کب شب تڑپ تڑپ کے سحر ہمنے کی نہین
کس روز رات آنکھون مین اپنے کٹی نہین

یا ور کسی طرح کوئی بات آپ کی نہین
لب پر حضور کے ہی کبھی ہان کبھی نہین

زاہد ہی مردہ دل مئی جان بخش پی نہین
کچھ لطف زیست کیفیت زندگی نہین

گلزار مین ہمارے نہین کچھ خزان کا دخل
گلہاے داغ سینہ کو پژمردگی نہین

آب حیات ہی مئی جان بخش واعظو
بے بادہ ایک دم بھی مری زندگی نہین

چھوٹا عذاب ہجر سے جس کا گزر ہوا
گویا کہ باغ خلد ہی اوسکی گلی نہین

دل خوش نہین کسی کا زمانے کے ہاتھ سے
باغ جہان مین کوئی شگفتہ کلی نہین

بدلا کیا مین کروٹین تا صبح شام سے
کل تم نہ آئے کل کسی کروٹ پڑی نہین

مین جانتا ہون زیست حرام اوسکی زاہدو
جسنے کہ عمر بھر مئی جان بخش پی نہین

اوس ماہ کے ہی قصر مین جس چاندنی کا فرش
اے ماہ اوس سے بڑھکے تری چاندنی نہین

مجھ بادہ کش کو بادہ گلرنگ خون ہی
ساقی تہروش جو دم مے کشتی نہین

سب کہتے ہین کہ بارہ برج سپہر ہین
ای رشک مہر تیری یہ بارہ دری نہین

لب سرخ پر لگے ہین نزاکت کی چال ہے
کیونکر کہون کہ تیر تمہارا پری نہین

خاموش اسلیے ہون کہ ہے گومگو کی بات
ہی وجہ چپکی وصف دہن مین لگی نہین

جب سے ہین رنج دوست زمانے سے اوٹھ گیا
کوئی شفیق حال غم و بیکسی نہین

تم اور وہ جفا کہ نہین جسکا کچھ حساب
ہم اور وہ وفا جو کسی نے بھی کی نہین

چلنے سے تیرے کب نہین محشر بپا ہوا
کس روز بیٹھنے سے قیامت اوٹھی نہین

ای زاہد اس ریا کی عبادت سے کیا حصول
مقبول مکر کی یہ تری بندگی نہین

یارب جلے وہ آتش حسرت مین مثل شمع
اوس شمعرو سے جسکی کبھی لو لگی نہین

کیا جاؤن ہجر مین پی گلگشت باغ کو
اوس رشک گل بغیر تو دل بستگی نہین

آتا ہے گریہ زاہدون کے حال زار پر
ہے موت زندگی جو مئی ناب پی نہین

پوچھا جب اونسے ہم نے کہ ہوگا وصال کب
چتون بدل کے کہنے لگے وہ کبھی نہین

چارہ گرو نہ چارہ گری سے جلاؤ دل
تم سے لگی ہماری بجھیگی کبھی نہین

آج آئے آتے پھر گئے وہ گھر کو بانصیب
کیونکر کہون کہ بخت کی برگشتگی نہین

تو ہی نہین تو لطف شب ماہ کچھ نہین
کچھ وہ دوپہر کی دھوپ سے کم چاندنی نہین

اپنا نظیر اوسکو خود ہی سے نہین پسند
زیور تو سب ہین پاس مگر آرسی نہین

ہم ہی سے بات بات مین انکار کرتے ہو
ہان کے سوا رقیب سے تمنے نکی نہین

اللہ رے نازکی لب یار گلعذار
کچھ کم دھڑی سے مسی کی اوسکو دھڑی نہین

مل ڈالے سیکڑون دل پرخون عاشقان
ہاتون مین اوس نگار نے مہندی ہی کی نہین

اعجاز کرتے آینہ رویون کے ہاتھ سے
افسوس دل کے آینہ کی آرسی نہین

سارا زمانہ دل سے فراموش ہوگیا
لیکن تمہاری یاد کبھی بھولتی نہین

وہ سر نہین کہ جسمین نہ سودا ہو زلف کا
وہ دل نہین کہ جسمین محبت تری نہین

جب سے لگی ہی اک بت کافر سے اپنی آنکھ
اوس دن سے شب کو آنکھ ہماری لگی نہین

بھاتا نہین ہی کبر کسی کا وہ مست ہون
شیشے کی بھی پسند مجھے سرکشی نہین

اہی واعظا اوسکو ہول قیامت سے تو ڈرا
جس پر مصیبت شب فرقت پڑی نہین

اوس گل کے پاس بیٹھنے سے فیض ادب ہے
پژمردہ پیرہن کی ہمارے کلی نہین

۴۳ — ٢٧

کسی کا کوئی پس مرگ غمگسار نہین
لحد مین جز عمل نیک یار غار نہین

کوئی زمانے مین مجھسا گناہگار نہین
یہ اور طرہ ہی اوسپر کہ شرمسار نہین

وہ خوش نصیب نہین اوسکا بخت یار نہین
بتون کا تیر نظر جسکے دل کے پار نہین

وہ سر نہین جسے سودائے زلف یار نہین
وہ آنکھ ہی نہین جو محو انتظار نہین

یہ زار عشق کمر مین ہوا کہ بعد فنا
جنازہ دوش احبا پر اپنے بار نہین

مثال دیدہ نرگس وہ کور ہو یارب
جو آنکھ فرقت جانان مین اشکبار نہین

گلو عبث ہو نہ الفت پر اپنی تم نازان
تمہارے حسن دو روزہ کا اعتبار نہین

خضر کی عمر سے طول امل سے عاشق کے
کہ ایک بال ہی زلف دراز یار نہین

پیا جو بادۂ الفت کا جام ای ساقی
چڑھا وہ نشہ کہ جسکا کبھی اوتار نہین

تمہارے خنجر مژگان سے ہی یہ ارزانی
کہ بکتی کوڑیون سے مول پر کٹار نہین

نہ کچھ عبارت نازک نہ معنئ باریک
میان شعر جو وصف میان یار نہین

نہ اوسکے کوچے مین جائین تو لنگ ہوون پانون
وہ ٹوٹین ہاتھ جو گردن مین اوسکی ہار نہین

کہاں کہاں لگیں پھاہے کہاں کہاں مرہم
جب اپنے زخم سراپا کا کچھ شمار نہین

چمن ہی ابر ہی ساقی ہی اور فصل بہار
نہ آئے ایسے مین وہ گل تو کچھ بہار نہین

جو تیر آہ رسا کی یہی رہی بارش
تو ایک روز یہ چرخ ستم شعار نہین

مگر یہ آینہ صفا مین ہی بال کا عکس
ہمارے دلمین خیال میان یار نہین

خمیدہ کسلیے ہی پشت پیر چرخ مدام
مرے گناہ کا سر پہ جو اسکے بار نہین

ہزار حیف پس مرگ قبر پہ اپنی
سوائے شمع لحد کوئی اشکبار نہین

ہوا ہی عشق تمھاری کمر کا جس دن سے
وہ زار ہون دل اعدا پہ اپنے بار نہین

یہ بیکلی ہی کہ پہلو بدلتے رہتے ہین
فراق مین کسی کروٹ ہمین قرار نہین

جو پیشوا ہین اونھین کوئی کچھ نہین گنتا
امام سبحہ کا تسبیح مین شمار نہین

اخیر وقت ہی لرزان ہین خوف عقبی سے
یہ دست و پا مرے پیری سے رعشہ دار نہین

مثال شیشۂ ساعت ہر اک بلد رہی
ملے وہ کونسے دو دل جو پر غبار نہین

کبھی ہون گھر مین کبھی اضطراب سے در پر
کسی جگہ شب وعدہ مجھے قرار نہین

سفید ریش ہی زاہد کی ڈھوکے کی ٹٹی
یہ مکر چاندنی ہی اس کا اعتبار نہین

وہ خاکسار ہون اوٹھا نہ بیٹھکر پس مرگ
زمین سے جو ہوا اونچا مرا غبار نہین

٩٤

وہ سن کے صدق مقالی کا شہرہ کہتے ہین
ادیب کیا شعرا مین ترا شمار نہین

٣٤

مرے میان کی یاد مین کب چشم تر نہین
کس روز آب اشک سے تا کمر نہین

مردہ پڑا ہون جب سے وہ رشک قمر نہین
فرقت مین قبر ہی مرے رہنے کا گھر نہین

یہ بیخودی ہی جب سے وہ رشک قمر نہین
مین کیا مرے فرشتون کو میری خبر نہین

کسدن نہ خون ہوکے دل آنکھون سے بہ گیا
اب جا اشک آنکھون مین خون جگر نہین

یاد دہان تنگ مین ایسا ہوا ہون گم
مدت ہوئی کہ مجھکو کچھ اپنی خبر نہین

ہون موشگاف بال کی مین نے نکالی کھال
پھر کیون میان شعر صفات کمر نہین

کھا کھا کے غوطے دیتے ہین جان اپنی آشنا
وہ ناف بحر حسن کی کیونکر بھنور نہین

دن رات کاٹتا ہون تڑپ کر فراق مین
زانوے یار جب سے مرے زیر سر نہین

کٹتی نہین ہی کاٹے سے ایسی پہاڑ ہی
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کسطرح پہونچینگے سر مقصود دیکھیے
رہزن کھڑے ہین سیکڑون اک راہبر نہین

گو چور چور خنجر بیداد سے ہی جسم
جز شکر کے شکایت بیدادگر نہین

جب دیکھو رہی کان مین اوس بحر حسن کے
حلقہ بگوش کانون کے کیونکر گہر نہین

پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین ہم فقیر
شکر خدا کہ گانٹھ مین کچھ مال و زر نہین

وہ حال زار دیکھ کے کسدن نہ رو دیا
کب اوسکے دلمین میری محبت کا گھر نہین

ہنگام ہجران تما سے نہین کم ہی دل مرا
سارے زمانے کی مجھے کسدن خبر نہین

آرام سے جو قبر مین سوئے تو یہ کھلا
آسایش آدمی کو کبھی عمر بھر نہین

کسطرح طے ہو دیکھیے ملک عدم کی راہ
منزل کڑی ہی ہاتھ مین زاد سفر نہین

قصر بلند جنکے تھے ای انقلاب دہر
اون اہل زر کو خواب مین سونے کا گھر نہین

عنقا تری کمر کو جو کہتے ہین ای پری
کسطرح مین کہون وہ بشر جانور نہین

شیرین زبان ہی لب شیرین کے وصف مین
چھوٹا ہی جو قلم کوئی نیشکر نہین

سر پر ہی پیر چرخ کے بار گناہ خلق
بیوجہ آسمان کی ٹیڑھی کمر نہین

بے آب دریہ ہین دُر دندان کے روبرو
خجلت سے ڈوب مرنیکو آب گہر نہین

فکر دہن مین وہ ہمہ گم ہوکے ہی خموش
کہتا ہی ناطقہ کہ بتون کی کمر نہین

ای گل نثار کرنے کو لائے ہین باغ مین
غنچون کی مٹھیون مین بلا وجہ زر نہین

کیا جانئین رنج مین ہین کہ آرام مین وہان
یاران رفتگان کی ہمین کچھ خبر نہین

بیٹھے ہین قطع کرکے تعلق جہان سے
ہان دیدۂ چشم یار سے قطع نظر نہین

توکس لیے چرا کے مکرتا ہی ای صنم
کیا ہی گرہ مین زلف کے دل ہی اگر نہین

بہ جائے خون ہوکے وہ آنکھون سے ای خدا
جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہین

یارب ترے سوا کوئی گلزار دہر مین
پرسان حال بلبل بے بال و پر نہین

عنقا کی طرح نام ہی لیکن نہین نشان
تار نظر ہی یار کا موئے کمر نہین

ٹوٹے وہ پاؤن جو نہ اوٹھے راہ عشق مین
پھوٹے وہ آنکھ یاد مین تیری جو تر نہین

ای مہر دیکھنے کے لیے تجھکو دور سے
عینک ہی پیر چرخ کی شمس و قمر نہین

روشن ہی شمع داغ دل ای رشک مہر و ماہ
تاریکی لحد کا پس مرگ ڈر نہین

۹۵ کس مرتبہ ہی سوز تب عشق ای ادیب
کم آفتاب حشر سے داغ جگر نہین ۲۲

جن کے ہم دل سے طلبگارون مین ہین
کیا ستم ہی وہ دل آزارون مین ہین

خنجر مژگان کا اب ثانی نہین
منتخب وہ لاکھون تلوارون مین ہین

پائی عزت مر کے اوسکے ہاتھ سے
سر دیا جسدن سے سردارون مین ہین

لیکے دل پہلو سے بیدل کر دیا
کون کہتا ہی وہ دلدارون مین ہین

عشق نے حد سے سوا رسوا کیا
چرچے میرے اونکے اخبارون مین ہین

درد و رنج دل کے بٹتے ہین خبر
اپنے اشک چشم ہرکارون مین ہین

روز و شب ہی تیرے دم کی روشنی — مہر و مہ کے جاو رخسارون مین ہین
رٹتے ہین برہمن بھی یہ تیرا ہی نام — تیرے دیوانے تو ہشیارون مین ہین
کردو واقف ہمکو رسم قید سے — ہم یہان کے نو گرفتارون مین ہین
اب رہائی عمر بھر ممکن نہین — زلف پیچان کے گرفتارون مین ہین
پانو مین چھبکر ہوے ہین سر کے پار — کیسی نوکین تیز تر خارون مین ہین
ذرون مین خورشید انور ہین حضور — ماہ کامل آپ مہ پارون مین ہین
کچھ نہین واقف کہان ہین کون ہین — گو کہ ہم بیٹھے ہوے یارون مین ہین
میکدے مین خم کے خم خالی کیے — ہم بلا نوش ایسے میخوارون مین ہین
عشق ہی خال ملیحی رنگ کا — ہم ترے تل بھر نمک خوارون مین ہین
ہم وہ میکش ہین کہ دیکر نقد جان — دختر رز کے خریدارون مین ہین
دل نکیون شور عنادل سے دکھے — شکلین پیکانون کی منقارون مین ہین
وہ مسیحا دیکھنے آتا ہے روز — ہین وہی اچھے جو بیمارون مین ہین
ایک ہی گلشن سے دونون آئے ہین — ہم گلون مین ہو تو ہم خارون مین ہین
مونس و ہمدم ہین درد و بیکسی — حسرت و غم میرے غمخوارون مین ہین
ہو کے عاجز مجھسے کہتے ہین طبیب — آپ اچھے اونکے بیمارون مین ہین
ہوکے رشک مہ چلے جب سیر کو — ہو گیا ثابت وہ سیارون مین ہین

۹۶ — اوسکی رحمت کا بھروسا ہے ادیب
ہم کو کیا غم جو گنہگارون مین ہین — ۳۹

جلوۂ رخ جو وہ دکھاتے ہین — شعر — مثل موسی ہمین غش آتے ہین

دختِ رز کو جو منھ لگاتے ہین ۔ ہو کے بدنام منھ کی کھاتے ہین
آپ جسوقت یاد آتے ہین ۔ ہم زمانے کو بھول جاتے ہین
جو سنا اونکو گھر پر آتے ہین ۔ آنکھین ہم راہ مین بچھاتے ہین
جس جگہ پر وہ بیٹھ جاتے ہین ۔ فتنے سوتے ہوے جگاتے ہین
زاہد آگے جب اونکے جاتے ہین ۔ ہاتھ تقوے سے دھو کے آتے ہین
قطرہ مَی کبھی چھوڑتے نہین ہم ۔ خم کو جسوقت منھ لگاتے ہین
سیر ہوتے نہین ہین پھر بھی ہم ۔ غم زمانے کا کو کھاتے ہین
سجدے کر کرکے یار کے در پر ۔ اپنے لکھے کو ہم مٹاتے ہین
ناصحو نکی نہ مانینگے کوئی بات ۔ روز کیون آکے سر پھراتے ہین
سوزِ غم سے جلا کے روتون کو ۔ آگ پانی مین وہ لگاتے ہین
آپ مین پاتے ہین اوسے وہ لوگ ۔ اپنی ہستی کو جو مٹاتے ہین
جلوے اوس مہر کے کفِ پا کے ۔ دستِ موسی مین پائے جاتے ہین
وصل کی شب ہی آج مرغِ سحر ۔ کرکے غل جان کھائے جاتے ہین
کرکے نالے فراقِ یار مین ہم ۔ آسمان و زمین ہلاتے ہین
دیکھکر خندہ زن تجھے اے گل ۔ پھول گلشن مین پھولے جاتے ہین
نت بیٹھے ہین کوے یار مین جم کر ۔ دیکھین کسطرح غیر اوٹھاتے ہین
بحرِ ہستی مین سب مثالِ حباب ۔ رہکے دم بھر عدم کو جاتے ہین
نغمہ کرنے پر آتے ہین جب ہم ۔ بلبلونکے بھی ہوش اوڑاتے ہین
عشق مین چشمِ مست ساقی کی ۔ آنکھین ہم جام سے لڑاتے ہین

سبزہ رنگون کے سبزہ خط پر / حضرت خضر زہر کھاتے ہین
اوسکے کوچے مین ٹوٹ کر پاؤن / ہاتھ دنیا سے اب اوٹھاتے ہین
دیکھکر تجھکو اے گل خندان / پھول نظرون مین کب سماتے ہین
دہن گم شدہ کے عشق مین ہم / نہین ملتے یہ کھوے جاتے ہین
مدتون سے فقیر اے شہ حسن / دھونی در پر ترے رماتے ہین
دود آہ رسا سے فرقت مین / ہم فلک کے دھوئین اوڑاتے ہین
دید کے بھوکے سر ڈھونڈتے ہین تجھے / ٹھوکرین دربدر کی کھاتے ہین
پوچھتے ہین جو راہ کوچۂ یار / خضر رستہ ہمین بتاتے ہین
سنکے ہم سے دہان تنگ کا وصف / باغ مین غنچے مسکراتے ہین
اپنے مرنے کے بعد ہو کر خاک / چشم اعدا مین ہم سماتے ہین
سوز دل سے بہاکے آب سرشک / اپنے دل کی لگی بجھاتے ہین
دیکھکر خندہ زن چمن مین اوسے / غنچے خوش ہوکے مسکراتے ہین
تیری بیمار چشم سے اے یار / ملک الموت خوف کھاتے ہین
نہین اوٹھ سکتے مثل نقش قدم / ضعف سے جب کہ بیٹھ جاتے ہین
دھجیان جیب اور دامن کی / دست وحشت سے ہم اوڑاتے ہین
جب سے صدمے اوٹھائے فرقت کے / دل کسی سے نہین لگاتے ہین
ہم سے تو چپ ہین اور غیرون سے / جھاڑ باتون کا وہ لگاتے ہین
چور زخمون کی میری اے قاتل / آب تیغ دودم چراتے ہین
وہ یہ دیتے ہین رنج ہجر ادیب / غم کی صورت ہمین بناتے ہین

دل رنجیدہ مین تشریف لا کر شاد کرتے ہین
مری اوجڑی ہوئی بستی کو وہ آباد کرتے ہین

ستم ہی کسقدر جور و ستم صیاد کرتے ہین
مجھے پر قینچ کر کے قید سے آزاد کرتے ہین

دکھا کر قد موزون طرز نو ایجاد کرتے ہین
وہ ناموزون چمن مین مصرع شمشاد کرتے ہین

محبت مین ہم اوس گل کے یہ گل کھاتے ہین چھلون کے
کہ اپنا سینہ رشک گلشن ایجاد کرتے ہین

پیالی آرہی ہین نزع مین کیون ہچکیان یارب
مرے یاران رفتہ مجھکو شاید یاد کرتے ہین

کھچا رہتا ہی نقشہ دل کا اپنے اونکی صورت کا
تصور ہی سے کار مانی و بہزاد کرتے ہین

بہار بیخزان گلہاے داغ دل پر اپنے ہی
ہمیشہ گھر مین سیر گلشن ایجاد کرتے ہین

وہ بلبل ہون کہ سوز دل سے جب کرتا ہون نالے
قفس جلتا ہی شور الامان صیاد کرتے ہین

صفت اونکے لب شیرین کی ہم لکھتے ہین شعرون مین
ہر اک بیت غزل کو خانۂ قنّاد کرتے ہین

رقیب روسیہ کا لال منھ ہوتا ہی غصے سے
وہ اپنے ہاتھ سے جب ہمکو پان امداد کرتے ہین

رہا کرتا ہی اپنا بھی خدا ہر حال مین حافظ
جب اونکے مصحف رخسار کو ہم یاد کرتے ہین

گرا دیتے ہین یہ نالے سقف قصر چرخ گردان کو
فلک کے نیچے سے ہٹجاو ہم فریاد کرتے ہین

اثر ایسا ہی گھبرا کر نکل آتے ہین وہ گھر سے
جب اونکے کوچے مین ہم نالہ و فریاد کرتے ہین

رہے جینے کا کیا تصور ہر گھڑی اے شاے ناکامی
نہین بھولے سے بھی ہمکو کبھی وہ یاد کرتے ہین

اثر کہتے ہین یعنی اور تاثیر اسکو کہتے ہین
جگر وہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

ترا فیض قدم ایسا ہی بینا ہوتی ہین آنکھین
جو خاک پا کو سرمہ کور مادر زاد کرتے ہین

زبان پر شکر قاتل ہی کھڑے ہین جو زخمون سے
کسی سے بھی نہین ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین

عدو کے گھر سے ناخوش ہو کے آئے ہین وہ میرے گھر
اسے آباد کرتے ہین اوسے برباد کرتے ہین

نپوچھو حال کچھ ہم سے شب فرقت کے صدمون کا
کلیجا منھ کو آجاتا ہی جب فریاد کرتے ہین

مقابل گوہر دندان کے ہوتے ہین صفائی مین | در خوشاب اپنی آبرو برباد کرتے ہین
ستم ایسا کیا ہی ہم پر اوس بے رحم قاتل نے | لب ہر زخم سے بیداد کی فریاد کرتے ہین
ادیب اوس وقت کی فرحت نہ بھولین گے تا قیامت | کہا جب اون سے قاصد نے چلو وہ یاد کرتے ہین

۹۸ ۲۲

شکر صد شکر کہ آج آ کے وہ بیٹھا دل مین | جس کے ملنے کی تھی مدت سے تمنا دل مین
رخ انور کا ہی جس روز سے جلوا دل مین | ہر گھڑی دیکھتے ہین نور کا تڑکا دل مین
رات کو وہ بت بے رحم جب آیا دل مین | بن گیا اختر پر نور سویدا دل مین
نقد جان نذر جو کرتا ہون نہین لیتے حضور | یہ تو فرمایئے اور آپ کے ہی کیا دل مین
قتل ہونے کے لیے آئے ہین مقتل مین ہم | سر کے جانے کا ذرا بھی نہین دھڑکا دل مین
وصل کی رات کٹی آنکھون مین مثل شب ہجر | صبح ہونے کا رہا حیف یہ کھٹکا دل مین
تم برا جانتے ہو ہم کو تو اچھا جانو | ہم تو دنیا سے تمہین سمجھے ہین اچھا دل مین
یہ تمنا ہی کہ عشق مژہ جانان ہین | مثل نشتر کے کھٹکتا ہے کانٹا دل مین
بال شیشے مین نظر آنے لگا صاف ہمین | دھیان آیا جو تری موے کمر کا دل مین
حسن کے رعب سے اک بات نہ منہ سے نکلی | سوچ کر آئے تھے ہم کہنے کو کیا کیا دل مین
تیرے ملنے کا بہت شوق ہوا ناوک یار | اوڑ کے جاتا ہی کہان مجھسے ادھر آ دل مین
یہ ہوا صدمہ جگر تھام کے مین بیٹھ گیا | درد فرقت کا اٹھے جب کبھی اوٹھا دل مین
سیر ہم کرتے ہین دنیا کی مثال جمشید | دیکھتے رہتے ہین عالم کا تماشا دل مین
زاد رہ پاس نہین وقت سفر آ پہونچا | یہی رہتا ہی مجھے ہر گھڑی کھٹکا دل مین
کیا ہو بلبل کو خوشی دید گل گلشن سے | جب کہ ہر دم رہے صیاد کا کھٹکا دل مین

پر کتر کے بھی قفس سے نہین کرتا ہی رہا
نہین معلوم کہ صیاد کے ہی کیا دلمین

رات بھی کرنے نہ پایا ہوئی آخر شب وصل
حسرت اور آرزو مین رہگئی کیا کیا دلمین

نہین معلوم کہ کب یک بیک اجل آجائے
چاہیے موت کا ہر دم رہے کھٹکا دلمین

آپ کھاتے نہ کھلاتے ہین کسیکو منعم
سوچئے سمجھے ہین کیا آپ مر مولا دلمین

جب سے رہتا ہی خیال اونکے رخ روشن کا
نظر آتا ہی مجھے مہر کا جلوہ اوسمین

ایک مٹی کی کھڑی ہو گئی گویا دیوار
میری جانب سے غبار اونکے یہ آیا دلمین

تیر اوس ترک کا آکر جو کہین پر بھی لگا
ہمنے مہمان سمجھکر اوسے رکھا دلمین

۹۹

میرے خالق نے اوسیوقت دیا مجھکو ادب
اوسکی درگاہ سے جو کچھ کبھی مانگا دلمین

۲۴

جب اونکی زلف کا دلمین خیال کرتے ہین
نظر ہم آینہ دل مین بال کرتے ہین

جو رند نوش می کہنہ سال کرتے ہین
عروس نو سے وہ گویا وصال کرتے ہین

جو یاد گیسوے پیچان کی بال کرتے ہین
وہ زیست کے لیئے پیدا وبال کرتے ہین

چمن مین روتے ہین ہم زار خندہ گل پر
جب اپنے دلمین خیال مآل کرتے ہین

خسوف مین نظر آتا ہی چاند لوگون کو
وہ رخ پہ اپنے جو زلفون کے بال کرتے ہین

غزل مین لکھکے صفت اپنے سرو قامت کی
زمین شعر مین پیدا نہال کرتے ہین

وہ جب دکھاتے ہین گلشن مین قامت موزون
تو ہر نہال چمن کو نہال کرتے ہین

وہ بادہ کش ہین نکلتی ہی می بجاے عرق
شراب پینے سے جب انفعال کرتے ہین

خیال زلف سے اچھا ہوا دل مجروح
عجب ہی مشک سے زخم اندمال کرتے ہین

طلب مین وصل کے غصے سے اونکے ہین خاموش
زبان حال سے عاشق سوال کرتے ہین

وہان تنگ نہو گا کسی طرح ثابت
یہ کس لیے شعرا قیل وقال کرتے ہین

ہی جا سجدہ کہ لوگون مین سربلندی ہی
وہ اپنے ہاتھ سے سر پایمال کرتے ہین

تمام عمر سے جنکا ہی شوق دید ہمین
ستم ہی پھیر کے منھ وہ جلال کرتے ہین

ہزارون ہوتے ہین تیغ نگاہ سے بسمل
جدھر کو بزم مین وہ دیکھ بھال کرتے ہین

کیا جو بدر خجل مہ جبینون نے تو کیا
دلون مین کرتے ہین گھر یہ کمال کرتے ہین

کہا یہ اوسنے جو مرنے لگا مین فرقت مین
حرام موت تھی ہم ہم حلال کرتے ہین

ہمارے دل سے جدا ایک دم نہین ہوتا
خیال یار کو ہمدم خیال کرتے ہین

کسیکے آگے نہ دست طلب کبھی اوٹھے
سوال تجھ سے یہ اے ذوالجلال کرتے ہین

جو اشک آنکھون سے اپنی وان ہین فرقت مین
وہ شست و شوے غبار ملال کرتے ہین

نحیف و زار ہوے عشق چشم مین ایسے
کہ ہم کو پاے نظر پایمال کرتے ہین

جو شبیہ ماہ دو ہفتہ سے جانتے ہین تمھین
خیال رخ کو وہی بے مثال کرتے ہین

جو خال ہی وہ دہن تنگ یار پر ہم اوسے
خیال مردم چشم خیال کرتے ہین

کشان کشان چلے آتے ہین خود اپنا ہی
[illegible] ہم اپنی [illegible] خیال کرتے ہین

۱۰۰

مشاعرہ مین ہر اک سخن [illegible]
غزل [illegible] خیال کرتے ہین

۱۰۱

اہی خوشا بخت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین
ہین کرم سے ترے [illegible] جو ستم ہوتے ہین

کرکے گیسو کی صفت لکھتے ہین ہم وصف دہن
شب تار سے رہرو اقلیم عدم ہوتے ہین

بیخودی مین تو سونگھاتے ہین وہ زلفین اکثر
پاس آتے نہین جب آپ مین ہم ہوتے ہین

طالب وصل ہین پردہ وہ ہمسے شاہد
خط تو آم مین جو خسارہ و زر رقم ہوتے ہین

وہ جدھر جاتے ہین ہوتا ہون مین ہمراہ رکاب
نقش محبوب میرے لیے نقش قدم ہوتے ہین

اس جگہ چلتی نہین تفرقہ پردازی چرخ
ڈاب مین عاشق و معشوق بہم ہوتے ہین

خانۂ کعبہ سے ہم بڑھکے سمجھتے ہین اوسے
اے بتو آپکے جس گھر مین قدم ہوتے ہین

ہین وہ مشتاق شہادت کہ بلائے جو وہ ترک
لیکے سر ہاتھ مین حاضر ابھی ہم ہوتے ہین

آنکھین پتھرا گئین دروازے کو تکتے تکتے
پھر کبھی آتے نہین پتھر کے صنم ہوتے ہین

دولت وصل ملی جسکو ہوا مالامال
دلبر سیم بدن طرفہ رقم ہوتے ہین

تکتی ہی دیدۂ حسرت سے ہمین نرگس باغ
چشم بیمار کے بیمار جو ہم ہوتے ہین

مژدۂ قتل جو سن لیتے ہین قاتل سے کبھی
مستعد ساتھ کمر باندھ کے ہم ہوتے ہین

نہ کیا جرم کوئی اور نہ کچھ چوری کی
لکھنے پر خط کے فقط ہاتھ قلم ہوتے ہین

دھوپ مین پھینکدیا لاش کو میری پس قتل
تم سے بیدرد ستمگار تو کم ہوتے ہین

صورت سبزۂ بیگانہ نکالو ان کو
غیر اے سبز خط و سبز قدم ہوتے ہین

رخصت اے زیست کہ ہم جاتے ہین پیش قاتل
مژدہ اے موت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین

۱۰۱ — ۳۱

ہجر مین دل سے لگا اونہین رہتے ہین اب آہ
ہاتھ جو گردن دلدار مین خم ہوتے ہین

حسرتین ان کبھی جس دل مین وہ ناشاد نہین
درد و غم کا جو نہ مسکن ہو وہ آباد نہین

گردن افسوس تہ خنجر جلاد نہین
وائے تقدیر کہ ہم کشتۂ بیداد نہین

جان بری اب تری اے بلبل ناشاد نہین
جان لینے کو اجل آئی ہے صیاد نہین

اوس ستمگر کے ستم کرنے سے جو شاد نہین
اے ادیب اوسکو ذرا لذت بیداد نہین

وہ پری وش نہین جسمین کہ نہو کچھ شوخی
چٹکیون مین نہ اوڑائے وہ پریزاد نہین

یہ نیا ظلم ہی سنا کی نہین تیر اکوئی
پیر گردون کو بھی یہ طرز ستم یاد نہین

وہی قاتل ہی جو اک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرے
جو کہ تسمے کو لگا رکھے وہ جلاد نہین

ظلم تو ایسے اوٹھائے کہ خدا کی ہی پناہ
پھر بھی قاتل سے ہمین شکوۂ بیداد نہین

سنکے اوس وعدہ فراموش کے آنے کی خبر
ایسے بھولے ہین کہ اپنی بھی ہمین یاد نہین

کاٹ مین گھاٹ مین دم خم مین اصالت مین بھی
جھکے مژگان سے ترے خنجر فولاد نہین

کرم اوسپر ہی شب و روز ستم ہی جسپر
ظلم اوسپر ہی کہ جسپر تری بیداد نہین

کسطرح نامہ و پیغام کی رکھین امید
ہمسے بھولے ہو کہ جبکا تمھین یاد نہین

آہ و نالہ وہ نہین جس سے نہ کانپ اوٹھے عرش
دل تپون کا نہ ہلے جس سے وہ فریاد نہین

ای سہی قد ہی ترا بندۂ فرمان بردار
سرو آزاد بھی گلزار مین آزاد نہین

ہم وہ غم دوست ہین ہی رنج سے راحت حاصل
شادمانی سے ذرا خوش دل ناشاد نہین

اوسکا ای دل جو تصور ہی تو سب کچھ ہی ہم
وہ اگر یاد نہین تجھکو تو کچھ یاد نہین

تشنۂ شوق شہادت ہون یہی حسرت ہی
تا گلو آب دم خنجر جلاد نہین

ملک الموت یہ بھولے شب فرقت مجھکو
وہ تو کیا اونکے فرشتون کو مری یاد نہین

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹکے مین مرجاتا
حیف قبضے مین مرے خنجر جلاد نہین

بھولے پیری مین سب ایام جوانی کے مزے
خواب کی بات تھی گویا وہ ہمین یاد نہین

تنکے گلشن مین چنا کرتے ہین یاد وہ دن
کم ہمین سایہ سے کچھ سایۂ شمشاد نہین

جانکنی مین بھی نہین آپسے جان شیرین
سر کو ہم پھوڑ کے مرجائین وہ فرہاد نہین

شیفتہ دل مین ہمارا و ترکے وہ پری
عاملون کو کوئی ایسا تو عمل یاد نہین

قیس و فرہاد ہین شاگرد کے ادنی شاگرد
عاشقی مین کوئی مجھسا جگت استاد نہین

پھنسکے پھندے مین تری زلف کے چھٹنا معلوم / یہ وہ ہی قید کہ جسکی کوئی میعاد نہین

حشر مین ہونگے ہم انصاف طلب داور سے / ترے بیداد کی دنیا مین کہین داد نہین

چین سے تجھمین اے قصر فلک کوئی رہا / نیک ساعت کی بلا شک تری بنیاد نہین

سخت جانی مری کہتی ہی یہ اوس قاتل سے / آج یا ہم نہین یا خنجر فولاد نہین

ناز کرنا ہی بجا اوسکو رگ جان سے مرے / نوک جسمین نہین وہ نشتر فصاد نہین

اوسکی مٹھی مین اسیری ہی ہر اک بلبل کی / جال پھیلا ہی خطوط کف صیاد نہین

۱۰۲ غم غلط کرنے کو کہہ لیتے ہین اشعار ادیب / ہم کو منظور کسی سے طلب داد نہین ۲۲

وہ شمشیر ادا سے قتل خاص و عام کرتے ہین / بڑے بیدرد وہ ہین تیغ قضا کا کام کرتے ہین

خیال زلف و رخ مین جب سحر سے شام کرتے ہین / بڑی مشکل سے گویا فتح ملک شام کرتے ہین

عبث حرص و تمنا عاشق ناکام کرتے ہین / ملا سیب ذقن کسکو خیال خام کرتے ہین

تمہین غافل ہین مستی مین وہ یاد حق سے اے واعظ / جو ہو حق میکدے مین رند می آشام کرتے ہین

وہ اپنے دوش پر لٹکائے ہین جب زلف پیچان کو / ہمارے طائر دل کو اسیر دام کرتے ہین

جلاتے ہین لب جان بخش کے بوسے سے مردونکو / وہ زندہ حضرت عیسی کا گویا نام کرتے ہین

تڑپتے رہتے ہین انگارون پر اے ماہ ہم شب بھر / شب فرقت مین دم بھر بھی نہین آرام کرتے ہین

شب گیسو کی ایسی تیرگی چھائی ہی عالم مین / ادا دھوکے سے سب دن کو نماز شام کرتے ہین

خدا کے فضل سے مین وہ نصیبے کا سکندر ہون / کہ مجھسے آئینہ رو وصل کا پیغام کرتے ہین

جو دنیا سے گئے چھوٹے وہ سب جھگڑون بکھیڑون سے / لحد مین سوتے ہین چین سے آرام کرتے ہین

چڑھا جاتے ہین خم کے خم مگر سیری نہین ہوتی / بلا نوشی بلا کی رند می آشام کرتے ہین

سمجھتے ہین وہ ہی غفار اک دن بخش ہی دیگا
نہین کچھ خوف عقبی رندمی آشام کرتے ہین

ہوا کرتا ہی برگ گل کا شک اوراق دیوان پر
غزل مین ہم جو وصف عارض گلفام کرتے ہین

سمجھتے ہین بڑی اک گھڑی روز قیامت سے
جدائی مین اوسے بسر اسطرح ہم ایام کرتے ہین

نہین آتی ہی دم بھر نیند عشق چشم جانان مین
تماشا طرفہ ہی خشکی ہمین بادام کرتے ہین

ذرا بھی اب جنون صحرا نوردی کی نہین طاقت
ہم اپنے خانۂ زنجیر مین آرام کرتے ہین

رہا کرتا ہون دید زلف کا یون منتظر ہر دم
کہ روزہ دار جیسے انتظار شام کرتے ہین

غضب کا سحر ہی ای یار تیری چشم جادو مین
تصدق اپنی آنکھین دیکھکر بادام کرتے ہین

نہ دکھا مین جان میری شام ہی سے وصل کی شب مین
یہ مرغان سحر کیون شور بے ہنگام کرتے ہین

فقط قیمت ہی نقد بوسہ جو دیگا وہ پاویگا
ہم اپنی جنس دل کو ای بتو نیلام کرتے ہین

دل آوارہ اب چین سے ہی اوسکی زلفون مین
مسافر جس طرح آرام وقت شام کرتے ہین

۱۰۳

اوسے آغوش مین اپنی بٹھاتے ہین ہی چھپکر
جو واعظ دختر رز سے رندون کو بدنام کرتے ہین

۱۹

لٹکی کمر و دوش سے اوجھی کف پا مین
یہ کیسی رسائی ہی تری زلف رسا مین

جو بات نظر آئی ہمین اوسکی ادا مین
کسنے کہین دیکھی ہی کسی ماہ لقا مین

سب دیکھتے ہی ڈوب گئے بحر فنا مین
لاکھون کی قضا آئی تری ایک ادا مین

کیون چھوڑ کے جاتے ہو ہمین آہ وبکا مین
للہ نہ تم جاؤ کہین آب و ہوا مین

تا زیست وہ پابند رہا دام بلا مین
جو دل کہ پھنسا جاکے تری زلف دوتا مین

انصاف کیا ایک بھی جب وصل کا وعدہ
کسطرح کہین پھر تمہین ہم اہل وفا مین

ای بادشہ حسن ستانا نہین اچھا
باقی اثر اتنا ہی فقیرونکی دعا مین

تا زیست رہائی نظر آتی نہین ہم کو — زلفون کی محبت سے پڑے آکے بلا مین
پونہچا ہی فلک پر ابھی بنکر مہ تابان — اللہ رے شوخی ترے نقش کف پا مین
اوس وعدہ فراموش کی باتون کا بھروسا — جو وعدہ کرے اور مکر جاے ذرا مین
روتا ہی وہ بت نالون کو سنکر مرے صد شکر — اتنی تو ہی تاثیر مری آہ و بکا مین
جاتی نہین یاد اوسکے رخ و زلف کی دل سے — ہم رہتے ہین مشغول شب و روز بکا مین
یاد دہن تنگ کر گئی جو نہین تنگ — ملجائین گے اک روز ہم ارباب فنا مین
ہمنے تو کسی کے وہ کرم مین بھی نپایا — جو لطف ملا ہم کو ترے جور و جفا مین
وہ نیچی نگاہین بھی غضب کرتی ہین برپا — شوخی بھی ہی در پردہ کچھ آپکی حیا مین
ہمنے نہ کیا جور و جفا کا کبھی شکوہ — رکھا ہی قدم جب سے رہ صبر و رضا مین
مانند حباب آکے کبھی سر نہ اوٹھائے — دم بھر بھی اگر کوئی رہے بحر فنا مین
وہ نخل تمنا کہو کس طرح ہو سرسبز — جسکی کہ قلم شاخ ہوئی نشو و نما مین

۱۰۴ — ۲۶

ہمنے تو ادب سے ابھی غزل کچھ بھی نہ لکھی
سننے کو فقط آئے ہین بزم شعرا مین

رخصت اے زیست کہ خنجر لیے وہ آتے ہین — مژدہ اے موت کہ ہم جان سے اب جاتے ہین
اپنے گھر مین جو کبھی ہم اونھین پاتے ہین — فرط شادی سے نہین آپ مین ہم آتے ہین
خواب مین پاس کبھی گر جو وہ آتے ہین — بخت خفتہ کو ہمارے وہ جگا جاتے ہین
پی گلگشت جو وہ سوے چمن جاتے ہین — گل گلزار اونھین دیکھکے شرماتے ہین
واہ کیا ہمسے حیا کرتے ہین شرماتے ہین — منھ چھپا لیتے ہین وہ خواب مین بھی آتے ہین
در بنا لیتے ہین پاس اوسکے چلے جاتے ہین — سر کو جب یار کی دیوار سے ٹکراتے ہین

کیا کہین پانؤن مرے ریگ بیابان کی تپش ای جنون دانۂ زنجیر سے بھنے جاتے ہین
نظر آیا اثر اولٹا ہمین ای رشک مسیح لب جان بخش ترے دیکھ کے مر جاتے ہین
لب ہر گور سے آتی ہی یہ ہر وقت صدا آخر اس گھر مین سبھی شاہ و گدا آتے ہین
ایک دم کے لیے ہم ٹھہرے ہین مانند حباب بحر عالم مین ابھی آئے ابھی جاتے ہین
نہین کھلتا ہمین اقلیم عدم کا کچھ حال کیسے لوگ شب و روز چلے جاتے ہین
قد آدم نہ کہین پھر قیامت نکلے زلف شبگون رخ پر نور سے وہ سرکاتے ہین
ہون وہ بیمار کہ رگ رگ مین ہی سوز تب ہجر نبض سے ہاتھ طبیبون کے جلے جاتے ہین
دیکھتے ہین جو گہر آب دُر دندان کی عرق شرم مین خجلت سے نہا جاتے ہین
اونکو کہتا ہی ہر اک زندۂ جاوید یہ ہین پہلے مر جانے سے جو لوگ کہ مر جاتے ہین
ہمکو جو بات نظر آئی سراپا مین ترے خوبرویان جہان مین وہ نہین پاتے ہین
کبھی پژمردہ نہین ہوتے گل داغ جگر یہ ہین وہ پھول خزان مین نہین مرجھاتے ہین
ہجر کی رات تو مر جاتے ہین سب مرغ سحر شام سے وصل کی شب جام کی ہی کھاتے ہین
جذبۂ دل کشش شوق کے یہ معنی ہین خود بخود ہم طرف یار کھنچے جاتے ہین
جان دیتے ہین مسیحا بھی لبون پر اوسکے سبزۂ خط پر اگر زہر خضر کھاتے ہین
خوبرویون کی محبت ہی مری جان کے ساتھ محض نادان ہین جو لوگ کہ سمجھاتے ہین
ہاتھ سے اپنے جو قاتل مجھے کرتا ہی شہید دیکھکر رشک سے اغیار کٹے جاتے ہین
ہاتھ پھر اوٹھتے ہین دامان و گریبان کیطرف پھر بہار آئی ہی تلوے مرے کھجلاتے ہین
کیا مزہ ہی کہ نہین دونون کی نیت بھرتی غم ہمین اور غم یار کو ہم کھاتے ہین
ہون وہ گریان کہ شب ہجر جو مین بلبلون ساتون افلاک مرے نالون سے ہل جاتے ہین

١٠٥ ضعف پیری کے سبب سے نہین خم پشت ادیب
بار عصیان کی گرانی سے جھکے جاتے ہین ١٦

اگر ترے رخ پر نور سے حجاب نہین
تو کس لیے پھرا اودھر رخ آفتاب نہین

ہزار طرح چھپاتے ہین وہ نہین چھپتا
نقاب سے رخ پر نور کو حجاب نہین

وہ بادہ کش ہین بلا نوش ہین پینے سے
شراب خانے مین اک بوند بھی شراب نہین

فروغ حسن سے ہی پردہ پوش عریانی
تمھارے چہرے کو کچھ حاجت نقاب نہین

یہ برق کوند رہی ہی رخ منور کی
کہ آفتاب کو بھی دیکھنے کی تاب نہین

نہین ہی گیسوے پیچان کے پیچ سنبل مین
گہر مین گوہر دندان کی آب و تاب نہین

پھر اوسکے ذکر کی تکرار کیون ہی منبر پہ
جو واعظو تمھین کچھ الفت شراب نہین

ہر ایک خانۂ دل مین ہی جلوۂ رخسار
وہ کون گھر ہی جہان نور آفتاب نہین

ترا وہ رتبۂ عالی ہی کہتے ہین عرشی
زمین پر کوئی ایسا فلک جناب نہین

اسی ہلال کا ہی شہسوار روتا ہی
ہماری آنکھ کا حلقہ تری رکاب نہین

ہوا یہ سکتہ مری بیقراری دل سے
کہ مرغ قبلہ نما کو بھی اضطراب نہین

کب اپنے نالون سے عالم نہین تہ و بالا
زمین و چرخ کو کس روز انقلاب نہین

ریا کو چھوڑ کے پیری ہی وقت مرگ ہی شیخ
گناہ سے ہی سیہ و ترا خضاب نہین

بجا ہی جو ہی ترش رو و بد مزاج وہ گل
مزے مین جسکے نہ تلخی ہو وہ گلاب نہین

مقابل اوس رخ پر نور کے ہوا کسدن
مثال شپرہ مخفی کب آفتاب نہین

١٠٦ ادیب فرط گنہ سے نہین خجل کس روز
کب انفعال معاصی سے آب آب نہین ٢٧

ہم ایسے محو خیال جمال یار مین ہین
کہ یہ خبر نہین کس ملک کس دیار مین ہین

کہا جب اون سے کہ آؤ ہم انتظار مین ہین
تو بولے ناز سے وہ ہم ابھی سنگار مین ہین

نحیف و زار ہم اسطرح ہجر یار مین ہین
کہ جکڑے اور بندھے اک نفس کے تار مین ہین

نہ وقت نزع نہ وہ قبر کے فشار مین ہین
عذاب جان کو اپنی جو ہجر یار مین ہین

شب وصال نہ وہ روز وصل یار مین ہین
جو لطف عاشق شیدا کو انتظار مین ہین

نہین ہے خواہش باغ جنان ہمین ہرگز
مقیم جب سے کہ فردوس کوے یار مین ہین

نظر لگائے ہین در پر تو کان آہٹ پر
ہم ایسے وعدے کی شب اوسکے انتظار مین ہین

ہم اوٹھکے در سے بیٹھے ہین کیسے جاکر
بتون کو چھوڑ کے اب یاد کردگار مین ہین

پھنسا جو آکے نہ چھوٹا وہ تا بزیست کبھی
بلا کے پیچ تری زلف پیچدار مین ہین

گرہ جو کھلی تو صاف یہ کھلا عقدہ
بندھے ہوے دل عشاق زلف یار مین ہین

خوشی یہ آنے کی اونکے ہوئی کہ بیخود ہون
گیا مین آپ سے ایسا وہ انتظار مین ہین

جسے کہ دیکھ لیا اوسکو کر دیا بیہوش
غضب کے سحر بھرے چشم مست یار مین ہین

جسے کہ دیکھو لگاتا ہے اپنی آنکھون مین
خواص سرمہ مگر خاک پاے یار مین ہین

اگر خطا کوئی ہو تو معاف کر دینا
یہ دست شوق نہین میرے اختیار مین ہین

ستم مین مثل تو اونکا نظر نہین آتا
وہ ایک بانی جور و جفا ہزار مین ہین

یہ گرمی آتش سودا کی دشت مین بھڑکی
کہ جسکی وجہ سے کانٹے زبان خار مین ہین

کبھی حشر مین پیاسے رہین گے اے قاتل
جو تیرے سایۂ شمشیر آبدار مین ہین

پس فنا بھی محبت ہے رخ روشن کی
ہمین رشک مہر جو ذرے مزار مین ہین

دل اہل بزم کا جلتا ہے دیکھکر حالت
گداز و سوز محبت شمع اشکبار مین ہین

پی اسیری رندان بادہ کش ہی دوام
یہ سرخ ڈورے نہین چشم مست یار مین ہین

قبای گل مین بھی دیکھے نہین وہ ای بلبل
جو پھول لوٹے ہین فرگل کے جامہ وار مین ہین

ہزارون جھگڑے بکھیڑے ہین ساتھ زندون کے
جو مر گئے وہ بڑے چین سے مزار مین ہین

جنون مین گیسو و عارض کے پھرتے ہین ترے آ
کبھی مقیم حلب مین کبھی تتار مین ہین

ترے کرم سے عجب کیا جو پار بیڑا ہو
اگرچہ پھنس گئے اسوقت بیچ دھار مین ہین

ہمین نہ یہ بھی حاصل ہوا ہے محرومی
خوشا وہ پھول جو تیرے گلے کے ہار مین ہین

وہ جان جان جو گیا ساتھ اوسکی جان گئی
ہم اپنے گھر مین نہین بیٹھے ہین مزار مین ہین

١٠٦ ملک فلک بشر و جن دیو و حور و پری
ادب جتنے ہین سب اوسکے اختیار مین ہین ٣٠

مہر و وفا و رحم حسینون کی خو نہین
یہ ہین وہ گل کہ جنمین محبت کی بو نہین

مَی ہی چمن ہی ابر ہی کوئی عدو نہین
سامان عیش سب ہین مگر حیف تو نہین

حلقہ بگوش جو ترے ای نیک خو نہین
اون موتیون کی خاک کہین آبرو نہین

جو ہون قبول نذر کو حاضر ہین استخوان
دلدار سے کم ای سگِ دلدار تو نہین

خورشید حشر کہتے ہین سب جسکو وہ یہی
داغ فراق سینے مین ای لالہ رو نہین

دھونے بیٹھے آبرو سے محبت مین ہاتھ ہم
یہ وہ وضو ہی جس سے کہ بہتر وضو نہین

پیتا ہی شیخ چھپ کے مَی ناب کس لیے
لاحق غبار دل کی اگر شست و شو نہین

اقرار وصل کر کے نہ انکار چاہیے
ہان کر کے اب نکریے مکر رو برو نہین

ایسا کیا ہی تیرے تغافل نے ناامید
جز یاس میرے دل مین کوئی آرزو نہین

ایسا ہون کے عشق مین جینے سے سیر ہون
مر جانے کے سوا کوئی اب آرزو نہین

رہتا ہون آب دیدہ مین ہمشکل آئینہ
جسدن سے میرے پاس وہ آئینہ رو نہین

اک تو ہی جز جفا کے نہین ہی ترا شعار
اک ہم ہین جز وفا کے کوئی اپنی خو نہین

اہل صفا جو ہین وہ پھٹے حال رہتے ہین
داماں چاک صبح مین دیکھو رفو نہین

غیرت سے اپنی زیست ہی ذلت سے موت ہی
آب حیات سے ہمین کم آبرو نہین

جلتی ہی شمع روتی بھی ہی سوز ہجر مین
جسروز سے کہ بزم مین وہ شمعرو نہین

ایسے گرے زمین مین اوس قد کی شرم سے
سرو ایستادہ ایک لب آبجو نہین

چند موت عشق مین لبجان بخش یار کے
الیاس و خضر کو کوئی اور آرزو نہین

دلمین ہی عرش و فرش وہ مکان لامکان ہی
وہ کونسی جگہ ہی جہان پر کہ تو نہین

کیا لطف زیست ابرو جانان کے عشق مین
جب تک کہ زیر خنجر قاتل گلو نہین

ہم مست بو زلف نسونگھین گے بھول کر
وہ پھول جن مین بوئی مشکبو نہین

پوچھا جب اوسنے عاشق شیدا ہین کون کون
بولے عجب زمانے سے سب ایک تو نہین

تو جسطرف ہی ایک زمانہ ہی اوسطرف
دنیا مین اوسکا کوئی نہین جسکا تو نہین

بیچین دل ہی اور نہین ہی مجھے قرار
ای درد ہجر یار جو سینے مین تو نہین

حاصل نماز سے کیا کعبے کی طرف
زاہد ترا جو خانۂ دل قبلہ رو نہین

مایوس اوسکے فضل سے ہرگز نہو بشر
کیا مصحف مجید مین لاتقنطوا نہین

ہرگز نہ چھو تو دختر رز پاک باز کو
ای شیخ آب می سے جو تجھکو وضو نہین

تشنہ ہوا ہی خون کا سوفار یار کب
اک بوند جب بدن مین ہمارے لہو نہین

ہی روز وصل چہرۂ روشن نہین ترا
سمتی ہی شب فراق کی یہ خال رو نہین

ای کان حسن جو نہ پڑے کان مین ترے
اوس گوہر خوشاب کی خاک آبرو نہین

۲۰۸ — ۲۸

کب پا وطوق ہین گریبان نہین ادیب
کس روز آب اشک مرے تا گلو نہین

آنکھین ہماری روئین اگر پھوٹ کر کہین
سیلاب تا گلو ہو کہین تا کمر کہین

ملک عدم کی راہ نہین بے خطر کہین
رہزن تو جا بجا ہین نہین راہبر کہین

پھرتے ہین دربدر نہین کہتے ہین گھر کہین
خانہ بدوش شام کہین ہین سحر کہین

مجھ تشنہ کام کا ہو دہن خشک تر کہین
مل جائے آب خنجر بیداد گر کہین

سودائے زلف یار سے یارب نجات ہو
چھوٹون بلا سے جائے بھی یہ دردسر کہین

کیونکر نہ اضطراب ہو دل کو شب وصال
ڈر ہی نہ بول اوٹھین طیور سحر کہین

ایسا بدن چورا کے وہ بیٹھے شب وصال
مثل کمر پتا نہ ملا رات بھر کہین

عاشق وہ ہین کہ رہتے ہین آرام سے نفور
اوڑ جائے نیند تکیے مین بھر دین جو پر کہین

خوش طالعی سے آئے جو دم بھر کو حور خلد
کوچے سے پھر نہ جائے ترے عمر بھر کہین

ہنستے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
اے رشک ماہ تم جو رہے رات بھر کہین

شیشے مین آکے بال کا جانا محال ہے
دل سے گئی ہے الفت موے کمر کہین

صیاد کے ستم سے چمن مین ہزار حیف
بلبل کا سر پڑا ہے کہین اور پر کہین

یارب ہمارے دل سے نہو محو داغ عشق
ڈر ہے کہ بے چراغ نہو جائے گھر کہین

دنیا مین ایک شاد تو ناشاد ایک ہے
خندان کہین کوئی ہے کوئی نوحہ گر کہین

کوچے مین تیرے جم گئے مانند نقش پا
مر کے اب تو اوٹھینگے اے سیمبر کہین

دیکھا جو غور سے تو ہر اک شے مین ہے وہی
ظاہر مین گو نہین ہے بہت جلوہ گر کہین

سنسان ہے مسافر ملک عدم کی راہ
ملتا نہین ہے نام کو بھی ہمسفر کہین

دست جنون نے پھاڑ کے پھینکا ہے رخت تن
ہاتھون سے آستین گری کوس بھر کہین

اہل جہان پکار اوٹھین گرمی سے الاماں
بھڑکے جو اپنی آتش داغ جگر کہین

گن گن کے تارے شام سے کرتے ہین ہم سحر
جاتا ہی اپنے پاس سے جب دو پہر کہین

نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا
اے بت جو اسکو ٹھیس لگی بھولکر کہین

اک لالہ رو کی یاد دلاتا ہی ہر گھڑی
دل سے مجھے عزیز ہی داغ جگر کہین

نالون کا اپنے حال یہی ہی تو ڈر یہ ہی
ارض و سما ابھی نہون زیر و زبر کہین

اونکی نگاہ پھرتے ہی مین ہوگیا شہید
برچھی لگی جو ہوگئی ترچھی نظر کہین

محروم ہی رہے تھے شہادت سے روز قتل
قاتل کو ہم نہ دیکھتے اگر باڑھ پر کہین

ہیبت سے ہجر یار کے ایسا ہوا ہون خشک
سارے بدن مین خون نہین بوند بھر کہین

جو مست ہین ام وہ زینت سے ہین نفور
مسی لگی نہ دیکھی لب جام پر کہین

۱۴

درد دل و جگر کی دوا پوچھتے ادیب
ملتا ہمین وہ رشک مسیحا اگر کہین

۱۰۹

جو دید روے بت رشک ماہ کرتے ہین
وہ چاند پر نہین ہرگز نگاہ کرتے ہین

بلا سبب نہین گردش مین رہتے ہین دن رات
گر تلاش تری مہر و ماہ کرتے ہین

چھری ہمارے کلیجے کے پار ہوتی ہی
ادھر وہ جب کبھی ترچھی نگاہ کرتے ہین

حساب ہو نسکے تا کہ اونکا روز حساب
ہم اس خیال سے بیحد گناہ کرتے ہین

وہ زار ہون کہ نہین اونکو بھی نظر آتا
جو خردبین سے مجھپر نگاہ کرتے ہین

یہ کیا ستم ہی کہ پاتے ہین ہر گھڑی برچھی
نگاہ کو جو تری ہم نگاہ کرتے ہین

سلام دور سے اونکو ہی اب ہمارا بھی
رقیب سے جو اگر رسم و راہ کرتے ہین

ہمیشہ کہتے ہین کیون مجھسے ترک الفت کو | برا یہ حق مین مرے خیرخواہ کرتے ہین
ہزارون روتے ہین سنکر بتان سنگین دل | جو دردمند ترے ایک آہ کرتے ہین
شراب پینے سے کیون منع کرتے ہین واعظ | ہم اوسکے بندے ہین اوسکا گناہ کرتے ہین
اوسے خبر نہین ہوتی ہی کچھ زمانے کی | وہ چشم مست سے جسپر نگاہ کرتے ہین
مدام اونکی محبت مین جھانکتے ہین کنوئین | جو لوگ نہ ہرہ جبینون کی چاہ کرتے ہین

۱۱۰

غزل کچھ بھی تو نے نہین کہی ہی ادیب
عنایت اونکی ہی جو واہ واہ کرتے ہین

۱۸

پوچھا جب اوسنے گھر کبھی اوگے کہا نہین | بیساختہ جواب مین ہمسے کہا نہین
مرمرکے تیرے ہجر مین کسدن جیا نہین | لیکن کبھی زبان پر آیا گلا نہین
ہم مشربون مین کیون نہ پیون بیٹھکر مدام | مین رند بادہ نوش ہون کچھ پارسا نہین
رنگین مزاج رہتے ہین آزاد قید سے | پابند دام طائر رنگ حنا نہین
مے ہی چمن ہی اور شب ماہتاب ہی | افسوس ہی کہ ایسے مین وہ مہ لقا نہین
اوسوقت کی تو حسرت دل کچھ نہ پوچھیے | جسدم سوال بوسہ پر اوسنے کہا نہین
ہمکو سوال وصل پر انکار ہی رہا | ہان بھولکر کبھی ایسی بھی کیا نہین
اللہ رے اضطراب دل بے قرار کا | مرقد مین بعد مرگ مین دم بھر رہا نہین
اے تیر یار دل مین ہو جلد آکے میہمان | آباد مدتون سے یہ مہمان سرا نہین
ہون مثل شمع معرکہ عشق مین مقیم | سرکٹ گیا مگر قدم اپنا ہٹا نہین
سوسن کو باتین کرنیکی کیا اوسسے چشمداشت | نرگس کو آنکھ اوٹھاکے جو گل دیکھا نہین
آہون سے ہین شگفتہ گل داغہاے دل | ان پھولون کو ضرورت باد صبا نہین

پیری مین کرتی ہی مری آہ رسا اثر
تیر اس کمان کا کبھی کرتا خطا نہین

خورشید و ماہ جلوہ دکھائین جہان مین
جب تک نقاب سے رخ پر نور وا نہین

ہنگام نزع حسرت و غم کا ہجوم ہی
کس طرح نکلے جان حزین راستا نہین

پی ہو کبھی تو ذائقہ مے کا لطف ہو
زاہد کو میکشی کا ذرا بھی مزا نہین

دم بھر کے میہمان ہین مثل حباب سب
بحر جہان مین کون ہی جسکو فنا نہین

روتا ہی سن کے وہ بت سنگین دل ہی ادیب
شکر خدا کہ نالے مرے نا رسا نہین

١١١ ردیف واو ١٣

یاس سے تیر بچائین کبھی کہسارون کو
دیکھلین کیا اگر چاند سے رخسارون کو

فاقہ مستی مین قناعت ہی یہ میخوارون کو
مال کوڑی کا سمجھتے نہین زردارون کو

قفس تن سے ہوا طائر روح اوڑکا ہوا
جب ہوئی یاس رہائی سے گرفتارون کو

عاشق خط کا مگر قتل ہی منظور نظر
تم جو زہراب مین بجھواتے ہو تلوارون کو

ای خوشا بخت کہ ہین کوچہ اوس گل کے مقیم
باغ فردوس ملا ہم سے گنہگارون کو

کیون نہ آزاد رہین قید غم عقبی سے
تیری رحمت کا بھروسا ہی گنہگارون کو

زندہ درگور رہا کرتے ہین یہ رشک مسیح
زندگی موت ہوئی ہی ترے بیمارون کو

جستجو سے بھی نپایا مجھے وہ لاغر ہون
نہ ملا چارہ گردون کو نہ ستمگارون کو

کچھ نہ دنیا سے علاقہ ہی نہ عقبی سے اونھین
سمجھو آزاد محبت کے گرفتارون کو

بام پر چڑھکے عدو دید کرین روز ابھی
حیف ہم دور سے دیکھا کرین دیوارون کو

ہم ہین جانباز نہ جھجکا مین گئے آگے جو قاتل
سخت جان وہ ہین کہ آرا کرین تلوارون کو

ای طبیبو تمھین سودا ہی دوا کرو
زہر ہوتی ہی دوا عشق کے بیمارون کو

۳۴ — ۱۱۲

کیا حسینون کو فروغ اوس مہ خوبی پر ادیب
ماہ پر فوق ہو کس طرح بھلا تارون کو

یارب یہ کرم سے ترے مقبول دعا ہو
سرزا تو دلبر سے نہ تا زیست جدا ہو

امید اوسے آبروے زیست کی کیا ہو
بیدرد ستمگار سے دل جس کا لگا ہو

مین اور سوا اسکے تمھین کیا کہون کیا ہو
تم قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

کس طرح نہ وہ عرش سے رتبے مین سوا ہو
جس دلمین گھر اوس بت کی محبت نے کیا ہو

پردے سے جو وا ہو رخ پرنور تمھارا
ہر ذرے مین خورشید منور کی ضیا ہو

دنیا سے نہ کچھ کام نہ کچھ دین سے مطلب
مردود دو عالم ہون محبت کا برا ہو

رخ سے جو نقاب اوٹھے تو ہون درد والم دور
دل دیکھتے ہی سبزۂ عارض کو ہرا ہو

اعجاز مسیحا ہی لبون مین تو عجب کیا
رشک ید بیضا جو تمھاری کف پا ہو

قاتل جو نمک شور تبسم کا چھڑکدے
اہ دل تجھے کچھ زخم کے کھانیکا مزا ہو

پیری مین نکیون ناوک مژگان کی ہوا کفت
ہی ضعف بڑھاپے مین سہارے کو عصا ہو

محرومی قسمت سے ملین ہم کف افسوس
ہیہات کہ اوس شوخ کی پاپوس حنا ہو

اس اودستہ مین تو ہمارا ہی ہی کچھ سود
تم پھیر لو بوسہ جو کوئی ہمکو دیا ہو

گلشن ہی شب ماہ ہی مے بھی ہی گزک بھی
ایسے مین جو وہ رشک گل آئے تو مزا ہو

تو گل ہی تو ہو بوے وفا تجھمین سراپا
پیراہن تن عطر محبت مین بسا ہو

ہم مست فقیرونکی دعا ہی یہی ہر دم
آباد رہے میکدہ ساقی کا بھلا ہو

اے دل جو ہی منظور نظر آنکھون مین ہنا
لازم ہی تجھے یار کی خاک کف پا ہو

بیدار ہوا ہی دل عشق ترا بخت ہو خفتہ
سنگ در جانان پر اگر ناصیہ سا ہو

یہ حال ہے ترے زہر جدائی رشک مسیحا / حق میں ترے بیمار محبت کی دوا ہو
اے دل کوئی دم پاسے اوسکی نہو غافل / دم بھر میں بدن سے نہ کہیں جان ہوا ہو
یارب جو مرے دل میں تمنا ہے وہ بر آئے / مقتل میں تہ خنجر قاتل جو گلا ہو
ہو نہ نزاکت سے جسے برگ گل تر / افسوس وہ گلفام تہ خاک پڑا ہو
اوسکا ہی خوشا بخت نہ ہے اوسکا نصیبہ / جس شخص کی گردن میں ترا ہاتھ پڑا ہو
وہ دل ہی نہیں جسمیں نہو مہر و محبت / وہ آنکھ نہیں جس میں مروت نہ ذرا ہو
کہتا ہوں کہ اغیار کی صحبت نہیں اچھی / اٹھے تو نہو دیکھو کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو
اے قاتل اوسے قدر ہو کیا آب بقا کی / جسنے ترے آب دم خنجر کو پیا ہو
ہنستا ہے چمن سبز کیا موسم گل نے / جو زخم کہ ہے خشک عجب کیا جو ہرا ہو

۱۱۳ کیونکر نہ اوسے اوسکی ہو الفت دل و جان / کسطرح نہ چاہے وہ تمھیں تم جسے چاہو ۳۱

تم جو زلفوں سے دکھا دو رخ زیبا مجھکو / رات کو آئے نظر نور کا تڑکا مجھکو
فصل گل آئی ہے زلفوں کا ہے سودا مجھکو / لے چل اے جوش جنون جانب صحرا مجھکو
اوسکی فرقت نے کیا زار کچھ ایسا مجھکو / جاسے دشوار ہوا آپ میں آنا مجھکو
جب تصور قد دلدار کا آیا مجھکو / صورت دار ہوا خلد میں طوبا مجھکو
حسرت ملنے کی اوس بت کے ہیں کیا کیا مجھکو / جلد ہو وصل کسی طرح خدایا مجھکو
روشنی میں کف پا ہیں ید بیضا مجھکو / لب جان بخش ہیں اوس بت کے مسیحا مجھکو
تو نے آنکھیں جو عطا کی ہیں خدایا مجھکو / شب ہجران کی مصیبت نہ دکھانا مجھکو
لاغر و زار کیا عشق نے ایسا مجھکو / طوق گردن ہے ترے ہاتھ کا چھلا مجھکو

دختر رز کی محبت کا ہی سودا مجھکو
موج می بن گئی ہی سلسلہ پا مجھکو

ناتوانی کا یہ ہی زور تری فرقت مین
سیکڑون من مری گردن کا ہی منکا مجھکو

دست نازک کے ہی دکھنے کا خیال اے قاتل
سر کے جانے کا نہین خوف نہ دھڑکا مجھکو

نیند دم بھر کو بھی آتی نہین اے سیم بدن
پر عنقا ہی ترے ہجر مین سونا مجھکو

بیکلی سے ہی قیامت سے سوا آجکی رات
کل کا وعدہ ہی ترا وعدۂ فردا مجھکو

چین پڑتا نہین اے گل کسی پہلو شب ہجر
بستر خار ہی پھولون کا بچھونا مجھکو

چہرہ خورشید درخشان کف پا مہر منیر
نظر آتا ہی وہ بت نور سراپا مجھکو

پڑ گیا جام مین جب عکس تو رخسار ملیح
می گلگون نظر آنے لگی شیرکا مجھکو

سربلندی مین سمجھتا ہون پڑے رہنے مین
پاؤن سے اپنے تو اے یار نہ سرکا مجھکو

مردم آنکھون مین جگہ دیتے ہین مثل مردم
کر دیا ضعف نے اس مرتبہ ہلکا مجھکو

کاٹ کر جلد ابھی کر دے سبک اے قاتل
دوش پر بار ہی سر سیکڑون منکا مجھکو

آشنا اوس یم خوبی کا ہوا جسدن سے
کر دیا قطرۂ ناچیز سے دریا مجھکو

کیا ہو پھر منزل مقصود کے ملنے کی امید
خضر رہ ہو کے بتائے جو وہ رستا مجھکو

سرو سولی نظر آیا دم گلگشت چمن
یاد آیا جو کسیکا قد بالا مجھکو

دید کی تاب نہین تابش رخ کے باعث
بے حجابی ہی نقاب رخ زیبا مجھکو

[illegible] ہجر مین روتے روتے
قطرۂ اشک بہانے مین ہی دریا مجھکو

دین سے کچھ نہ رہا کام نہ دنیا سے غرض
عشق نے حیف کہین کا بھی نہ رکھا مجھکو

گھر مین دم گھٹنے لگا فصل بہار آ پہنچی
لے چل اے وحشت دل جانب صحرا مجھکو

آگیا دشت نوردی مین جو زلفونکا خیال
بن گیا مار سیہ جادۂ صحرا مجھکو

بات کی اوسنے تو مین زندۂ جاوید ہوا
لب جان بخش ہین گویا کہ مسیحا مجھکو

بہ گیا صورت خاشاک مرا جسم نحیف
بحر زخار ہوا غم مین پسینا مجھکو

شوق دید رخ پرنور نے مثل نرگس
کردیا ہی ہمہ تن چشم تمنا مجھکو

قتل کیا خوب صفائی سے کیا قتل مین یا
دست قاتل سے ذرا صدمہ نپہونچا مجھکو

دشت مین شعلہ زنی آتش سودا کی بڑہی
بڑہکے پنکھے سے ہوا اوس صحرا مجھکو

ہاتھ مین ہتکڑی پانؤ مین پڑی ہی بیڑی
گیسوون کا ترے جسدن سے ہی سودا مجھکو

ضعف ایسا ہی جو کرتا ہون تقابل مین کبھی
مورچہ بھی نظر آتا ہی توانا مجھکو

صورت اخلاص حسینان کی ہوئی دل سے مجھے
یاد وہ مصحف رخسار جب آیا مجھکو

جب سے دیوانہ ہون ہی شرع کی تکلیف معاف
مین وہ مجنون ہون کہ سب کہتے ہین دانا مجھکو

دل کے بھر آنے سے ہی آنکھون مین بھی بھر آتے اشک
خالی آئے جو نظر ساغر و مینا مجھکو

نظر آتا نہین کچھ ہجر مین روتے روتے
پردۂ چشم ہوا آنکھون کا جالا مجھکو

کیون نہ میخانے مین ہو لطف بہار گلزار
پھول گل غنچہ سبو سرو ہی مینا مجھکو

سکۂ نام شاہی ہی وہ ہون مست فقیر
قلقل شیشہ ہوا نغمۂ شہنا مجھکو

١١٤

ای ادیب آنکھون کی الفت مین یہی کھٹکا ہی
گردش چشم نکردے تہ و بالا مجھکو

٢٧

جو دیکھا خال ابرو بت خورشید طلعت کو
کہا لوگون نے کعبے مین بلال آئے عبادت کو

غضب یہ ہی نہ رحم آیا کبھی اوس بے مروت کو
ہمارے اوسکے برسون ہوگئی صاحب سلامت کو

سمجھتے ہین ہمین عشق مجازی کی حقیقت کو
بتان خوبرو مین دیکھتے ہین اوسکی قدرت کو

عجب کیا ہی جو کردے کاہ وہ کوہ مصیبت کو
جو اپنے حکم سے رائی بنا دیتا ہی پربت کو

وہ آئے بھی تو وقت نزع گھر میرے عیادت کو — طلا کب شربت دیدار بیمار محبت کو

سمجھتے ہی نہین ہین ہم گدا کچھ مال دولت کو — کیا ہی اختیار اے منعم جب سے قناعت کو

ملک لوٹے جو دیکھا آدم خاکی کی صورت کو — دیا ہی کیا جمال اللہ نے مٹی کی مورت کو

مری جانب سے منھ کو پھیرنے کی وجہ روشن ہی — کہ خجلت داغ سوزان سے ہی خورشید قیامت کو

بہت کڑوے ہوے ہم تلخ کامون نے جو دی نسبت — لب شیرین سے انکے جان شیرین کی حلاوت کو

یقین آتا ہی یہ روئین کہ بندہ جاوے ابھی ہچکی — بتان سنگدل دیکھین اگر میری مصیبت کو

نہین ممکن ہی سیری دیدسے ہو ہمسے بھوکونکی — اگر تا زندگی دیکھا کرین اوس بت کی صورت کو

دعا دونگا دہان زخم سے مین تجھکو اے قاتل — کیا سیراب اگر مجھ تشنۂ شوق شہادت کو

رہا سیلاب بحر اشک اگر ایسا ہی فرقت مین — تو ڈھا دے گا کسی دن خانۂ تن کی عمارت کو

وہ آکر ابروے دلدار کا نظارہ کرجائین — جنھین مد نظر جانا ہو کعبے کی زیارت کو

ابھی آتے آتے راہ سے وہ پھر گئے کیونکر — نہ آئین وہ تو موت آجائے مجھ برگشتہ قسمت کو

نہین خال سیہ ہین یار کی روے کتابی پر — ہوے ہین جمع ہندو مصحف رخ کی تلاوت کو

تڑپ کر رات کاٹی اے مسیحا یاد مین تیری — کسی کروٹ نہ آئی نیند بیمار محبت کو

کسیکو شک جو ہو انکے صفائے رخ کے دعوے مین — ابھی موجود آکر صبح صادق ہو شہادت کو

دلاتا ہی مجھے اوٹھ اوٹھ کے یاد اوس مہ طلعت کی — سمجھتا ہون برابر جان کے درد محبت کو

لب ہر زخم سے ہر دم یہی آواز آتی ہی — نہ پہونچا شیر دایہ آب خنجر کی حلاوت کو

شہ ڈنکا ہی نہ نقارہ پڑے ہین کنج مرقد مین — وہ اس نوبت کو پہونچے جو کہ بجواتے تھے نوبت کو

جزائے خیر دے اسکی مرے قاتل کو اے خالق — کہ پھیرا حلق پر خنجر نکالا میری حسرت کو

یہ وہ شئے ہی کلام اللہ مین آیا ہی ذکر اسکا — بھلا کیا آپ پہچانین شیخ صاحب مے کی حرمت کو

نماز اسواسطے مسجد مین نہ اوہ جاکے پڑھتے ہین / ترے ابرو سے سمجھتے ہین وہ محراب عبادت کو
یقین اسکا ہی اوٹھ لٹے پاؤن بھاگے خوف مین آکر / اجل دیکھے جو میرے خانۂ تیرہ کی ظلمت کو
نہین ہی زیر ابرو مردم چشم بت کافر / خدا کے گھر مین مردم آئے ہین گویا عبادت کو

١١٥ ادیب بینوا اور زبان کہتا ہی یہ مصرع ١٩
خداوندا عطا کر فضل سے گنج قناعت کو

جب سے آیا ہی نظر وہ رخ روشن مجھکو / مہر تابان ہی چراغ تہ دامن مجھکو
یاد آیا جو وہ رشک گل گلشن مجھکو / ہوگیا خندۂ گل باغ مین شیون مجھکو
بڑھکے گلخن سے ہوا ہجر مین گلشن مجھکو / ڈھیر انگارون کے ہین پھولون کے خرمن مجھکو
جب سے زندان مین ہی دھیان اوسکے رخ روشن کا / چشم پر نور نظر آتے ہین روزن مجھکو
روز گلگشت ہی فرقت مین شب تار لحد / خانۂ گور سے کچھ کم نہین گلشن مجھکو
دل کے آئینہ مین ہی سیر دو عالم حاصل / حال کونین کا گھر بیٹھے ہی روشن مجھکو
سوناؤن کی ہوئی جب سے محبت دلمین / حسرتون کے نظر آنے لگے خرمن مجھکو
پاؤن پڑنے سے بتون کے یہ ہوا ہون کاہل / ہاتھ آکے دکھاتے ہین برہمن مجھکو
زاد رہ ہی سبب خوف رہ ملک عدم / پاس جب کچھ نہین پھر کیا غم رہزن مجھکو
قبر پر بعد فنا بس ہی چراغ لالہ / کچھ نہین حاجت شمع سر مدفن مجھکو
عشق اوس بت کا گلے میر پڑا ہی جب سے / رشک زنار رہین تار رگ گردن مجھکو
جاگا وٹھین ابھی اقلیم عدم کے مردے / آپ دیدین جو اجازت پئ شیون مجھکو
ای جنون دست درازی کی ہین تب مانو / جب گریبان نظر آئے تہ دامن مجھکو
گو کہ لاغر ہون مگر دیدۂ اعدا مین ہون خار / چشم کم مین سے نہ دیکھے کوئی دشمن مجھکو

خاکساری سے بنا سرمہ چشم اغیار — دیدۂ دل مین جگہ دیتے ہین دشمن مجھکو

وہ دکھاتا ہی بدی اور یہ میری نیکی — دوست سے بڑھکے بھلا کیون نہو دشمن مجھکو

دوستو خلق مین مین ہون وہ عزیز دواما — کہ مرے بعد بہت روئینگے دشمن مجھکو

سیر اگر نوح کے طوفان کی ہی مد نظر — چشم گریان سے اوٹھا لینے دو دامن مجھکو

۱۱۶ — ۵

ہجر مین دھیان ہی اوس برق تجلی کا ادب

دل ویران ہی مرا وادی ایمن مجھکو

یہی رولاتے رہے ہجر مین لہو مجھکو — حلال کیون نہو پھر خون آرزو مجھکو

نہین جہان کے بہاتے ہین خوبرو مجھکو — تمھارے دید کی جب سے ہوئی ہی خو مجھکو

جلاے آتش ہجران سے جب کہ تو مجھکو — خوش آئے خاک بھلا سیر آب جو مجھکو

جو لاکھ ٹانکے لگین تو بھی ایک اک توڑون — ہی درد زخم کی کچھ ایسی آرزو مجھکو

کلام یار کا مین لا کلام ہون قائل — دہان تنگ مین ہی جاے گفتگو مجھکو

مثال آینہ ہر ایک سے رہا دل صاف — ہمیشہ دوست سمجھتے رہے عدو مجھکو

یہ بیخودی تھی شب وصل شادمانی سے — کہ رات بھر رہی اپنی ہی جستجو مجھکو

بیان ظلم ہی جلاد کا جو مد نظر — دہان زخم سے لازم ہی گفتگو مجھکو

پس فنا بھی جو تھا عشق کعبۂ ابرو — کیا عزیزون نے بھی دفن قبلہ رو مجھکو

چمن مین لطف شب ماہ اوس دم ہی ساقی — مین تجھکو دون مئی گلرنگ اور تو مجھکو

قریب مرگ ہون جب سے ہوا ہی عشق میان — وبال جان ہی تمھاری کمر کا مو مجھکو

تلاش نے تری برباد کر کے اے گلرو — ہر اک چمن مین پھرایا برنگ بو مجھکو

یہی ہی منصفی اے آسمان نا منصف — کہ بے نیازی اوسے اور آرزو مجھکو

دہان زخم سے میرے یہ آرہی ہی صدا
وہ چاک ہون کہ نہین حاجت رفو مجھکو

نہ ذبح جو کرے قاتل تو یہ ندامت ہو
ہر ایک عرق عرق دیکھے تا گلو مجھکو

فراق مین کمر یار کے وہ لاغر ہون
اجل نہ پائے اگر ڈھونڈھے چار سو مجھکو

حباب بحر سرشک آسمان آگے نظر
اجازت اشک فشانی کی دے جو تو مجھکو

فقیر مست ہون عالم کی سیر حاصل ہی
ہی بڑھکے جام سے جمشید کے سبو مجھکو

نہ عاشقون مین کبھی بیٹھتا مر اسکہ
جو داغ عشق نہ دیتا وہ لالہ رو مجھکو

نکیون زلال مئے ناب مین پیون زاہد
غبار دل کی ہی منظور شست و شو مجھکو

حرام عیش ہی ساقی بغیر گلشن مین
فراق مین مئے گلرنگ ہی لہو مجھکو

نہین ہی دلشکنی دشمنون کی بھی منظور
عزیز دوست سے ہی خاطر عدو مجھکو

وہ درد ہون کہ دوا کی مجھے تلاش نہین
وہ زخم ہون کہ نمک کی ہی جستجو مجھکو

گہر یہ کان مین اوس مہ لقا کے کہتا ہی
ملی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو مجھکو

۱۱۶ دہن کی یاد مین رہتا ہون مین خموش ادیب
زبان حال سے لازم ہی گفتگو مجھکو ۲۱

مطلع مین جو رقم صفت بو تراب ہو
ہر نقطہ میرے حرف کا اک آفتاب ہو

گریان جو اے ادیب یہ چشم پر آب ہو
پنجاب کا ظہور میان دو آب ہو

نشہ ترے فراق مین اے گل عذاب ہو
زنجیر پا بہار مین موج شراب ہو

مجھ رند بادہ کش کی یہ ہی آرزو مدام
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

انجم ہین اوسکے جملہ حسینان روزگار
جس آسمان حسن کے تم آفتاب ہو

ساقی مست کی لب میگون کے شوق مین
شیشے سے باہر آئے یہ جوش شراب ہو

دیکھے جو تیرے عارض روشن کی آب و تاب
حیران و ششدر آئینۂ آفتاب ہو

ہم ہون اگر شہید حیات ابد ملے
آب حیات خنجر قاتل کی آب ہو

دیکھے اگر تجلی رخسار یار کو
خجلت سے زرد رنگ رخ آفتاب ہو

موزون جو وصف ہو رخ پر نور یار کا
دیوان کا ورق ورق آفتاب ہو

آئے جو روبرو در دندان یار کے
آب در خوشاب کی مٹی خراب ہو

اوصاف جو لکھون عرق گلعذار کے
جاری زمین شعر مین بحر گلاب ہو

تاثیر سے جذب محبت کی دیکھنا
اونکو ہو بے کلی جو مجھے اضطراب ہو

اوس مہروش کی دید کی باعث نقاب ہے
محروم سب رہین وہ اگر بے نقاب ہو

دیکھے شباب مین جو تیرے رخ کی روشنی
خجلت سے دوپہر کو غروب آفتاب ہو

تاثیر فصل جوش بہاری سے کیا عجب
زاہد کے دوش پر جو سبوے شراب ہو

بازار حسن گرم ہے ایسا کہ کیا عجب
بلبل چمن مین آتش گل پر کباب ہو

شیشہ اگر ملے تو ابھی دل کرون نثار
آنکھون سے مین لگاؤن جو جام شراب ہو

اوس شمع رو کے عکس رخ تابناک سے
فانوس شمع بزم مین ہر اک حباب ہو

جام شراب آئے تو اشک روان ہون بند
تارے غروب ہون جو طلوع آفتاب ہو

۱۱۸ مقطع مرا ہو مطلع خورشید ای ادیب
مطلع مین جو رقم صفت بو تراب ہو ۱۳۱

کیا لطف ہو چمن ہو گھٹا ہو شراب ہو
اک ماہ ہو بغل مین شب ماہتاب ہو

جو زندگی مین خاک در بو تراب ہو
مرنے کے بعد اوسکی نہ مٹی خراب ہو

پیری مین روبرو نہ ہمارے شراب ہو
دن ڈھلنے کا ہے وقت غروب آفتاب ہو

ثابت جو بے ثباتی دیر خراب ہو — بحر جہان نظر مین ہر اک کی سراب ہے
وہ مہروش جو قبر پر آجائے دفن کو — ہر ذرہ خاک کا مرے اک آفتاب ہے
ای شیخ تو جو آب مے سرخ مین نہالے — ریش سفید پر تری کیا خوب خضاب ہے
تا زندگی رہون مین زمانے مین سرخرو — پان اوسکے ہاتھ کا جو مجھے دستیاب ہے
مے پی لے تو ابھی جو ملے اوسکے ہاتھ سے — ای شیخ تجھکو کچھ بھی نہ خوف عذاب ہے
گلگشت مین جو وا رخ روشن ہو یار کا — ہر گل چمن مین رشک گل آفتاب ہے
سایہ پڑے جو عارض ساقی کا جام مین — رنگ ملیح سے ابھی سرکہ شراب ہے
شب وصل کی ہے آج وہ جائینگے وقت صبح — تا حشر یا خدا نہ طلوع آفتاب ہے
دو کوڑی کا ہو گوہر دندان کے روبرو — ایسے در خوشاب کی مٹی خراب ہے
آجائین رونے پر ہم اگر ہجر یار مین — سارے جہان مین ابھی طوفان آب ہے
وہ بادہ کش ہین شرم سے آئے اگر عرق — جاری ہمارے ہر بن مو سے شراب ہے
سیراب آب تیغ سے مجھ تشنہ کو کیا — ای ترک جنگجو تجھے اسکا ثواب ہے
ای شہسوار حسن یہ ہی عین آرزو — حلقہ ہماری چشم کا تیری رکاب ہے
تو ہی وہ رشک گل کہ قدم رنجہ جب کرے — ہر در ہمارے گھر کا گلستان کا باب ہے
دریا کو جائے وہ گل خوبی جو بہر غسل — سب آب بحر پر تو رخ سے گلاب ہے
ٹھہری ہے اوسکی دید کی فردا روز حشر — یارب یہ آرزو ہی قیامت شتاب ہے
سوز و گداز عشق کا اوس دم ملے مزہ — جل بھن کے دل جو سینے مین مثل کباب ہے
ماتمکدہ ہو میکدہ ساقی کے ہجر مین — آواز نالہ خندۂ جام شراب ہے
وہ بے نقاب ہو تو نہ ہو تاب دید کی — بے پردگی عارض روشن حجاب ہے

ہم پر تو اون کا غصہ بھی ہوتا نہین کبھی — اوسکے زہے نصیب کہ جسپر عتاب ہو

اوس سیمتن کا ہو رخ روشن جو بے نقاب — کوڑی کے مول اشرفی آفتاب ہے

زاہد کا زہد خشک نہ ملنے سے مے کے ہے — پی لے ابھی جو مفت کی جھوٹی شراب ہو

ہمکو تو آنکھون سے بھی لگانا نہو نصیب — صد حیف پابوس تمھاری رکاب ہو

جاتا ہے روز چھپکے خرابات کیطرف — زاہد کہین نہ دختر رز سے خراب ہو

ہو مجھکو بڑھکے خار کے بستر سے ہجر مین — کمخاب کا فراق مین جو فرش خواب ہو

واعظ نہو جو عاشق شیدائے دختر رز — کیون ہو زیب بزم وعظ مین وصف شراب ہو

ہم رند بادہ کش ہین بلانوش ساقیا — کچھ غم نہین جو مے نہین درد شراب ہو

۱۱۹

وہ بیحساب ہم سے ہوئے جرم اے ادیب — جن کا کبھی شمار نہ روز حساب ہو

۳۱

گلزار مین جو ہجر بت خانہ جنگ ہو — آواز بلبلون کی صدائے تفنگ ہو

ہنگام خواب شب کو جنازہ پلنگ ہو — تیرے فقط نہونے سے گھر گور تنگ ہو

سب مین وہی ہے لعل و گہر ہون کہ سنگ ہو — اے دل دوئی کو چھوڑ دے اور ایک رنگ ہو

گلزار کائنات کی تم سے بہار ہے — تم ہر چمن مین گل ہو ہر اک گل مین رنگ ہو

راحت ہے جس سے دور وہی پہاڑ کھانیکو — شکل پلنگ ہجر مین ہم کو پلنگ ہو

کیونکر نہ دل مین یاد بتان رات دن رہے — بیجا نہین جو خانہ کعبہ مین سنگ ہو

جوش جنون مین کھینچے ہوں مجھکو وبال جان — تیغ دو دم سے بڑھکے گریبان تنگ ہو

اوس جامہ زیب سے جو ہمین وصل ہو نصیب — رشتہ حیات جسم پر اپنے تنگ ہو

کس جرم پر چڑھائی یہ کی ہم پر اے بتو — گھر چڑھکے لڑنے آئے بڑے ناجنگ ہو

عاشق ہوا ہون مین لب لعلین یار کا
میری نظر مین کیون نہ ہر اک لعل سنگ ہو

مقتل مین آپ جا کے بجھاؤنگا تشنگی
پیاسا مرے لہو کا جو اونکا خدنگ ہو

اے دل نہ پھنس تو اوس بت کافر کی زلف مین
دشمن کو بھی نصیب نہ قید فرنگ ہو

اوس سرو قد سے وصل کی ٹھہراؤنگا مین ابھی
طوبی کی شاخ کا جو میسر پلنگ ہو

بوسے نلین نہ سجدے کرین آکے دور سے
کعبے مین تیرے در کا نہ اے بت جو سنگ ہو

انجم نہ آئین روبروے خال خوف سے
کالون سے پایمال نہ فوج فرنگ ہو

وہ گل پیے شراب چمن مین تو گل کھلے
نشہ کے دور سے آنکھونمین دیکھون تو رنگ ہو

بالا سے چرخ گوشہ ہو جسکی کلاہ کا
صد حیف بعد مرگ وہ گل زیر سنگ ہو

جبتک نہین ہے پاس وہ بیمار و زار ہے
دل ہو ہرا جو وصل بت سبزہ رنگ ہو

در پردہ دین و کفر مین ہے جنگ زرگری
زنار و سبحہ ایک ہین ظاہر مین جنگ ہو

یک سالہ راہ آئے ہین طی کر کے باغ مین
رخ پر بھلا گلون کے نکیون کر درنگ ہو

اوس گل کی یاد مین جو کرون نالے بعد مرگ
غربال تیر آہ سے تربت کا سنگ ہو

تنہا بدل کے کروٹین کاٹی تمام رات
میری طرح کسیکا نہ خالی پلنگ ہو

فرقت مین اژدہا ہو ہر اک رونگٹا مرا
ہر اک مسام جسم وہان پلنگ ہو

ٹھہری ہے آج وصل کی اک سبزہ رنگ سے
جائے شراب شیشہ و ساغر مین بھنگ ہو

دیکھے اوٹھا کے آنکھ کب آہو کی شوخیان
جسکو کہ عشق چشم بت شوخ و شنگ ہو

ہاروت مجھکو جانکے وہ ہون سیاہ بخت
تہخانہ گھر مین سوز دروں سے سرنگ ہو

وہ تیز جاؤن یاد دہن مین سوے عدم
ملک بقا سے ملک فنا اک سلنگ ہو

رنگ رخ نہان سے گلون کے ہون منہہ سفید
اونکے دہن سے قافیہ غنچون کا تنگ ہو

فصل بہار و لطف شب ماہ و صحن باغ
معشوق نو شراب کہین ہو تو رنگ ہو

حیران ہو قیاس تو ششدر رہو وہم
یا دو دہن مین عرصۂ اندیشہ تنگ ہو

۱۲۵
رو رو کے آب اشک سے دھو گرد غم ادیب
کر صاف جو کچھ آئینۂ دل مین زنگ ہو
۲۴

جس شب کو بغل مین وہ بت رشک قمر ہو
اوس رات کی تا حشر الٰہی سحر ہو

کیا تیغ و غم و رنج سے مجھ مست کو ڈر ہو
جب ہاتھ مین جام مئی گلگون کی سپر ہو

دینے سے زیادہ جو ہو لینا تجھے منظور
اس طرح دے ای دل کہ کسی کو نہ خبر ہو

رخسار منور سے ہی پر نور زمانہ
تم ہی سبب روشنی شمس و قمر ہو

افسوس نہین چین شب وصل بھی دلکو
ڈر ہی نہ کہین نالۂ مرغان سحر ہو

جب حسن کا دریا تھین خالق نے کیا ہی
پھر ناف بھلا کیسے تو کیونکر نہ بھنور ہو

ہٹ جائے جو پھاہا تو ابھی سوز تپش مین
خورشید قیامت سے سوا داغ جگر ہو

ہوتا تو ہی اونکے در دندان کے مقابل
مٹی نہ کہین آبروے آب گہر ہو

مصراع قد یار کا شیدا جو ہوا وسکو
ہر سرو کی موزونی مصرع مین نظر ہو

ہم سمجھین کہ آباد ہوا خانۂ ویران
مہمان اگر دل مین ترا تیر نظر ہو

کیونکر نہ بچے چور سے مرا نقد دل و جان
جب گھات مین ہر وقت ترا دزد نظر ہو

کور آنکھین ہون بینا ابھی ای رشک مسیحا
نرگس پر اگر تیری عنایت کی نظر ہو

فرقت مین اگر بادہ کشی کا مین کرون قصد
آب مئی گلگون مجھے خوناب جگر ہو

ہو حلقہ بگوشی سے بڑی آبرو اوسکی
جو کان مین اوس کان جواہر کے گہر ہو

روتا ہون جو مین یاد میان مین تو عجب کیا
آب یم اشک اپنے اگر تا بکمر ہو

تر دامنی اپنی جو کرون شعر مین موزون
تا حشر نہ خشک ایک مرا مصرع تر ہو

ہجر دندان مین مری جان گئی ہی
دینے کے لیے غسل مجھے آب گہر ہو

اللہ ری خوشی مجھکو کہ ہون آپسے باہر
آئے ہوئے تم گھر مین جو ای رشک قمر ہو

سن لے دل مایوس کی جو خالق اکبر
قربان دعاؤن پر ابھی آکے اثر ہو

ای شیخ نہ اک قطرہ تو میخانہ مین چھوڑے
جام مے گلگون کا مزہ تجھکو اگر ہو

ہی نزع مین بیمار محبت کا یہ اب حال
سب کہتے ہین یارب یہ ادھر ہو کہ ادھر ہو

وہ بلبل شیدا ہین کہ خوش ہوتے ہین سنکر
اوڑتی ہوئی بھی کوئی اگر گل کی خبر ہو

بھونچال کا ہی جنبش مژگان سے ترے خوف
ڈر ہی کہ زمانہ نہ کہین زیر و زبر ہو

۱۲۱ — ۳۲

چلنے کا ہوا وقت ادیب آئی ہی پیری
لازم ہی کہ بیدار تو ہنگام سحر ہو

روے انور سے ہٹی زلف چلیپا دیکھو
شب تیرہ مین ہوا نور کا تڑکا دیکھو

لب جان بخش مین اعجاز مسیحا دیکھو
کف پا مین ہی فروغ ید بیضا دیکھو

بھولکر بھی نہ سہو برق تجلا دیکھو
اوسکا جلوہ جو تم ای حضرت موسا دیکھو

پھر بہار آئی ہوا شوق جنون زا دیکھو
زلف پیچان کا ہوا پھر مجھے سودا دیکھو

ناصحو تمکو مزہ کچھ نہین اس کا دیکھو
جو نہ کھایا ہو غم یار ذرا کھا دیکھو

دھوم پڑ جائیگی خورشید قیامت نکلا
جب ہٹا زخم جگر سے مرے پھاہا دیکھو

جس کا ٹھنڈھا نہ کلیجا ہو مرے قتل سے بھی
اوس ستمگر سے پڑا ہی مجھے پالا دیکھو

طالب دید اسی حسرت مین رہا کرتے ہین
آنکھ اوٹھا کر بھی کبھی تمنے نہ دیکھا دیکھو

دن جدائی کا تمھاری نہین کاٹے کٹتا
ایک ساعت ہی مجھے ایک مہینا دیکھو

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھ کے گریان مجھکو
کوئی بیدرد نہ اسطرح کا دیکھا دیکھو

اوسکے قم کہنے سے ہوجاتے ہین زندہ مردے
لب جان بخش کا اعجاز مسیحا دیکھو

دیکھون تا زیست مگر پھر بھی نہ سیری ہو مجھے
یار کے دید کا اسطرح ہون بھوکا دیکھو

دست وحشت نے کیا پھر مرے دامن کو چاک
پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو

دید اوس برق تجلی کی نہین ہے ممکن
ابھی غش آئے جو اے حضرت موسیٰ دیکھو

تنکے چنتے ہوئے پھرتے ہین گلی کوچے مین
زلف جانان کا ہوا ہے ہمین سودا دیکھو

جان جوکھون کا نہ کسطرح ہو ہر وقت خیال
عشق زلفون کا ہے کالے کا کھلانا دیکھو

نظر بد نہ لگے تا کہ کہین اوس گل کو
حق نے نرگس کو کیا باغ مین اندھا دیکھو

زلف شبگون مین نہین عارض صافی تابان
ہند کے ملک مین آئے ہین نصاریٰ دیکھو

مہر سے اوسکی بنا ذرے سے خورشید بشر
ہوگیا قطرۂ ناچیز بھی دریا دیکھو

جن سے ہم پوچھتے ہین کوچۂ دلدار کی راہ
وہ خضر ہوکے بتا دیتے ہین رستا دیکھو

ایک کوڑی بھی نرکھ ہر کفن پاس اے دل
مال اگر تجھکو خدا دے تو لٹا کھا دے دیکھو

اوسکے آنے کی بحد پر ہو بھلا کیا امید
دے جنازے کے اوٹھانے مین جو کاندھا دیکھو

شادی وصل سے اوس گل کے مین ایسا پھولا
کہ زمین اور فلک مین نسمایا دیکھو

ہمسے کہنے لگے وہ بالونمین افشان چنکر
جگنوؤنکا شب تاریک مین میلا دیکھو

غافلو زیست کا اپنی جو سمجھتے ہو قیام
بے ثباتی حباب لب دریا دیکھو

وعدہ آنے کا رقم جسمین کیا تھا اوسنے
گم گیا خط وہی تقدیر کا لکھا دیکھو

کڑوے ہوتے ہین بہت دیکھکے جسم لاغر
وہ سمجھتے ہین مجھے نیم کا تنکا دیکھو

اکھون سے پیرہن نکالین گر اوس دامن تک
حیف پہونچا نہ مرا دست تمنا دیکھو

بانکپن کی جو نظر آتی ہی نوک اوس گل مین
میرے دلمین وہ کھٹکنے کو ہی کانٹا دیکھو

لب ہیے ہین کف افسوس اسی حسرت مین
ہاتھ مین غیر کے ہی یار کا چھلا دیکھو

دست الطاف سے گل دیتے تھے جو پان ہمین
آج اوٹھاتے ہین وہی قتل کا بیڑا دیکھو

١٢٢

گلشن دہر مین چل پھر کے بی سیر ادیب
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھو

١٣

لکھا کرتے ہین جب ہم وصف زلف رشک سنبل کو
پئے مسطر منگا یا کرتے ہین تار رگ گل کو

دیا ہی حسن وہ خالق نے جو دیکھے مر گل کو
ہر اک گل گلشن ایجاد مین ہو خار بلبل کو

تری تیغ تبسم کے لگائے ای گل جو ہم زخمی
صدائے زخم مین پاتے ہین شور خندۂ گل کو

رہائی مین کیا قید قفس سے بھی ستم بڑھکر
کیا پر کاٹ کر صیاد نے آزاد بلبل کو

کہین صاحب دولت سے گل کچھ کم نہین ہوتے
نہ دیکھا صرف ہوتے آجتک ہم نے زر گل کو

مدار زندگانی رہگیا ہی سیر گلشن پر
سمجھتا ہون مین رشتہ جان کا تار رگ گل کو

تجھے حسن و نزاکت رنگ و بو جسنے عطا کی ہی
دیا ہی ای گل گلشن اوسی نے عشق بلبل کو

نہین کچھ بھی ہین مال ارباب دولت اوسکی نظرون مین
خدا پر جب سے تکیہ ہی فقیر بے توسل کو

وہ میکش ہون کہ شیشے پر تصدق دل کرون اپنا
اگر دیکھون تو آنکھون سے لگاؤن ساغر مُل کو

فراق ساقی میکش نہین کچھ کم قیامت سے
صدائے صور محشر جانتا ہون شور قلقل کو

چھری لگتی ہی دلپر سن کے رونا فرقت گل مین
گلی قاتل کی سمجھو کوچۂ منقار بلبل کو

نہین کچھ خوف تاریکی لحد پر بعد مرگ ای دل
صبا گل کر نہین سکتی چراغ لالہ و گل کو

١٢٣

ادیب اپنی دعا دن رات خالق سے یہ کہتی ہی
نہ دیکھون یار کے من جو ہر تیغ تغافل کو

١٤

دنیا کے ذائقون سے وہ یارب خبر نہو ‏— جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہو
پر نور تا حیات وہ چشم بشر نہو ‏— دیدار یار جس کو کہ مد نظر نہو
وعدہ سنون جو خواب مین دیدار یار کا ‏— بیدار چشم خفتہ مری عمر بھر نہو
اسد رے طول نا ہین اگر عمر خضر سے ‏— زلف دراز یار کی کم بال بھر نہو
کیا لطف گریہ اوس لب رنگین کی یاد مین ‏— آنکھون مین جای اشک جو خون جگر نہو
وہ بخت خفتہ روز ازل سے ملا مجھے ‏— آواز صور حشر کی جسکو خبر نہو
پر نور چشم کیون نہو اطفال اشک سے ‏— ممکن ہی لخت دل جو ہو نور نظر نہو
اے دل امید وصل ہوئی گو کہ منقطع ‏— لیکن خیال یار سے قطع نظر نہو
اوس صبح رخ سے جو کرے دعوے ہمسری ‏— سچ تو یہ ہی کہ پھر کبھی صادق سحر نہو
کیون خاک چھانتا پھرے ہر اک تلاش مین ‏— اکسیر سے جو بڑھکے تری خاک در نہو
دیوار توڑ جائیگی میری نگاہ شوق ‏— کچھ غم نہین اجازت دربان اگر نہو
تاریک مثل خانۂ مفلس رہین مدام ‏— اوس رشک مہر کا اگر آنکھون مین گھر نہو
وہ خاکسار ہون جو چلون راہ عجز مین ‏— اونچی زمین سے کبھی گرد سفر نہو
توڑی ہی اپنے پیٹھ مری بار ظلم سے ‏— تا حشر پیر چرخ کی سیدھی کمر نہو
راہ وفا مین عاشق جانباز وہ نہین ‏— مرنے کو مستعد جو کمر باندھکر نہو
محسوس قدسیون کو نہو حسن پاک یار ‏— مہتاب و آفتاب کی عینک اگر نہو

١٢٤

اپنے سخن سے باغ سخن ہی ادیب سبز
بحر غزل ہو خشک جو مصراع تر نہو

١٠

غضب کا ڈنکے کوئی سد راہ کیونکر ہو ‏— خدا کا قہر ہی اوس سے پناہ کیونکر ہو

تمام زہرہ جبینون کو ای مہ کامل
تمھاری چاہ ذقن کی نہ چاہ کیونکر ہو

بتو جو سوگ نہو کشتگان گیسو کا
تو پھر یہ پوشش کعبہ سیاہ کیونکر ہو

چلون جو راہ محبت مین زلف جانان کی
تو مجھکو جادہ نہ مار سیاہ کیونکر ہو

ہوائیان رخ پر نور مہر پر جو اڑین
ترے حضور نہ فق روے ماہ کیونکر ہو

وہ خانۂ دل عاشق مین کرتے ہین آرام
مرا دل اونکا نہ پھر خوابگاہ کیونکر ہو

وہ زخم دوست مین رہتی ہی مجھکو فکر یہی
جگر کے پار وہ تیر نگاہ کیونکر ہو

گیا جو آپکے کوچے مین بے نیاز ہوا
گدا حضور کے در کا نہ شاہ کیونکر ہو

ہمارے رونے سے پتھر بھی موم ہوتا ہی
بتون کے دل مین نہ تاثیر آہ کیونکر ہو

ادیب کیون نہین دن رات خون دل روئین
لبون کی یاد مین لب پر نہ آہ کیونکر ہو

۱۲۵ — ۲۱

ای رشک گل جو تیرے قدم کا غبار ہو
وہ توتیاے چشم عروس بہار ہو

گلشن مین جو نظارۂ رخسار یار ہو
بلبل کی آنکھ مین گل گلزار خار ہو

یارب چمن مین آمد فصل بہار ہو
رنگین گل مراد سے ہر شاخسار ہو

مدت سے یاد اک دہن بے نشان کی ہی
میرا نہ بعد مرگ نشان مزار ہو

جو گھر نہ ٹھہرے آینۂ روے یار کا
اوس دلمین مثل شیشۂ ساعت غبار ہو

کہتے ہین بعد مرگ وہ آئینگے قبر پر
ای موت کیون نہ مجھے ترا انتظار ہو

ممکن نہین کھلے جو ترا عقدۂ دہن
یہ راز وہ نہین ہی کہ جو آشکار ہو

بسکہ موا ہون گردش چشمان یار سے
جز سنگ آسیا کے نہ سنگ مزار ہو

دیکھے اگر صفاے دندان یار کی
غرق آب شرم مین گہر آبدار ہو

کیا اعتبار اوس گل رعنا کے قول کا
جسمین بھری دو رنگی لیل و نہار ہو

اسکے سوا مین اور کہون تمکو کیا بتو
شان خدا ہو قدرت پروردگار ہو

دیکھے جو قد یار تو حسرت سے جل اوٹھے
سرو چمن برنگ درخت چنار ہو

سندان ہر ایک پھول ہی فیض قدوم سے
تم گلشن جہان کے گلون کی بہار ہو

وہ برہمن پسر جو نہو ساتھ دہر مین
خنجر کی دھار ہجر مین گنگا کی دھار ہو

آئے جو فاتحہ کو لحد پر وہ مہروش
خط شعاع ہر رگ سنگ مزار ہو

یہ جوش آتش گل عارض ہی کیا عجب
جل کر کباب طائر رنگ بہار ہو

کھلتے ہین غنچے باغ مین جاتے ہو جسطرف
پھلنے مین تم برنگ نسیم بہار ہو

سوز تپ فراق مین دیکھے جو میری نبض
دست طبیب پنجۂ برگ چنار ہو

تم پھینک دو جو ہار چمن مین اوتار کر
سہرا وہ بہر فرق عروس بہار ہو

وہ ترک شوخ برش مژگان اگر دکھائے
دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار ہو

١٢٦

اوس مہروش کے ہجر مین کیا دور ای ادیب
نالہ مرا جو چرخ چہارم کے پار ہو

١٦

لکھتا ہون غزل مین مین ترے وصف دہن کو
کیونکر نہو آفاق مین فوق اپنے سخن کو

سو ٹکڑے کیا شیشۂ دل سنگ جفا سے
کیا تجھسے عداوت ہی بت عہد شکن کو

یہ گم ہوئے ہم آپ کو کر بیٹھے فراموش
بھولے سے کیا یاد جو اوس سیب ذقن کو

گرمی سے لب بحر مین ہون آبلے پیدا
دریا مین اگر پھینک دین مجھ سوختہ تن کو

خوشبو مین سیاہی مین بھی ای رشک گل تر
نسبت نہین زلفون سے ترے مشک ختن کو

ای کان گہر حلقۂ بگوشی نے تمھاری
دی آبرو آفاق مین کیا در عدن کو

کیون آ رہی ہے صبح سے پیہم مجھے ہچکی
شاید مری یاد آئی ہے یاران وطن کو

آباد ہوا خانہ ویران برکت سے
گھر اپنے جو تم آئے ہو اوس رشک چمن کو

گویا کہ ترقی سے تنزل کو کرون رخ
دون پھولون سے نسبت اگر اوس گلبدن کو

ناخوش وہ ہوا اور بہت منہ کو بنایا
غنچہ جو کہا اوس گل خوبی کے دہن کو

خورشید کو خورشید ہزارون نظر آئین
دیکھے جو سراپا کے مرے زخم کہن کو

خالق نے قناعت کو بنایا ہے وہ مرہم
جو بھرے حریصون کے ابھی زخم دہن کو

ہے قاتل عالم مجھے کر جلد سبکدوش
سر شوق شہادت مین گرانبار ہے تن کو

یہ منہ نہین ہم دیکھتے ہین باد خزان کا
پژمردہ جو آ کر کرے داغون کے چمن کو

فرقت مین بہا دیدہ تر سے وہ یم اشک
شرمندہ کیا جس نے کہ گنگ اور جمن کو

١٢٧ اس طرح مین دل سے نہ کسی ور نے بھی کی فکر
کیا شعر سناؤن مین ادیب اہل سخن کو ٨

ادیب دیدہ عرفان جو کھول کر دیکھو
اوسی کا جلوہ نظر آئے تم جدھر دیکھو

کھڑے ہین طالب دیدار دید کے مشتاق
ذرا تو پردے سے منہ کھول کر ادھر دیکھو

رہا ہین سینہ سپر پیش خنجر مژگان
مری دلاوری اس دم مرا جگر دیکھو

وہ چھپ کے خواب مین آتو مجھسے کہتے ہین
نہ ہو کسی کو مرے آنے کی خبر دیکھو

شب وصال کی صبح اپنے روز حشر ہوئی
کہا جب اوس نے وہ نکلنے لگا آفتاب دیکھو

لگے وہ کہنے تجاہل سے دل کو جب پوچھا
ابھی تو تھا یہین ہوگا ادھر ادھر دیکھو

نظر کے تیر مرے ہوتے ہین جگر کے پار
خدا کے واسطے دیکھو نہ تم ادھر دیکھو

ادیب ٹھٹکے ناوکی مجھسے لٹنے کہا
جو بحر حسن کے دیکھا نہو بھنور دیکھو

جو دیکھتے ہین اونکے رخ بے نقاب کو
اولٹا تو اسے سمجھتے ہین وہ آفتاب کو

ایسا خجل ہو دیکھ کے اوس آفتاب کو
خورشید چھپنے کے لیے ڈھونڈھے سحاب کو

پاتے نہین ہین جو اب ہین اوس اپنے خواب کو
جسمین لیے بغل مین تھے اوس آفتاب کو

پیری مین کیون عزیز نہ سمجھون شراب کو
لائی ہی پھیر کر مرے عہد شباب کو

ساقی سبزہ رنگ کا جس دن سے ہجر ہی
ہم جانتے ہین زہر ہلاہل شراب کو

قسمت سے آفتاب جو اوس مہر کا بنے
ہو جائے افتخار بڑا آفتاب کو

منھ اوس طرف کو پھیر لیا فرط شرم سے
اوس مہر نے خجل یہ کیا آفتاب کو

پشت اپنی خم بڑھاپے کے باعث نہین ہوئی
پیری مین جھک کے ڈھونڈھتے ہم ہین شباب کو

بے نور ہو گیا ہی مثال چراغ روز
اوس رخ کے آگے ہی یہ فروغ آفتاب کو

وہ بادہ نوش ہون کہ ہوا ہے مجھے حلال
جس دم سنا حرام لکھا ہی شراب کو

ثابت ہوا کہ لال پری کر رہی ہی رقص
چلتے ہوئے جو بزم مین دیکھا شراب کو

آیا عرق جو شرم سے می پینے کے مجھے
دیکھا نکلتے ہر بن مو سے شراب کو

زلف سیاہ یار کے رخ پر ہی اک طلسم
تاریک شب مین دیکھتے ہین آفتاب کو

چومے وہ پانون ہم رہین محروم یا نصیب
آتا ہی رشک دیکھ کے کیا کیا رکاب کو

گھر مین نہی قرار نہ در پر ہی مجھکو چین
دیکھو تو روز وعدہ مرے اضطراب کو

آنکھون مین اپنی نیند کا آنا محال ہی
ہین ہجر مین خیال سمجھتا ہون خواب کو

پہلو مین ایک دم کو جو وہ آکے بیٹھ جائے
تسکین ہو ابھی دل پر اضطراب کو

یہ ہی غلط دہان و کمر کا نہین نظیر
جسم نحیف وزار ہی کافی جواب کو

تڑپون اگر مین جنبش مژگان کی دین
کچھ بھی خیال پر ہو فوق مرے اضطراب کو

اوس گل کے ہجر مین نہ مجھے تا کہ نیند آئے — لاتا ہون خار ڈھونڈھ کے مین فرش خواب کو
کین باتین تلخ اور کشیدہ بھی ہو گیا — دی تھی عرق سے اوسکی جو نسبت گلاب کو
سونا پڑا ہی خانہ چشم آتی ہی نہین — ایسا شب فراق سے ہی خوف خواب کو
اوصاف اوسکے چہرہ پرنور کے لکھون — پاجاؤن مین اگر ورق آفتاب کو
خیرہ نظر ہو آنکھو مین تاریک ہو جہان — دیکھے جو مہر اوسکے رخ برق تاب کو
ہوتا ہی زندہ پیتے ہی زاہد کا مردہ دل — جان بخش اس سبب سے کہا ہی شراب کو
شاید وہ بحر حسن نہا کر چلا گیا — بیوجہ اضطراب نہین موج آب کو
پیری مین چاہیے کہ پیین خوب ہم شراب — سرما مین دوست رکھتے ہین سب آفتاب کو
آنکھون کا اپنی سرمہ بنائین گے ہم ادیب — پا جائین گے جو خاک در بوتراب کو

۱۲۹ ردیف ہاے ہوز ۲۹

بہ جائے خون ہو کے وہ یارب جگر کے ساتھ — دلمین نہ لاگ ہو جو کسی سیمبر کے ساتھ
ہر وقت لب ہین خشک مری چشم تر کے ساتھ — سوز تب فراق ہی درد جگر کے ساتھ
جب سے ہی عشق اک بت رشک قمر کے ساتھ — مانند جان ہی داغ ہمارے جگر کے ساتھ
جب بیٹھتے ہین اوس بت بیداد گر کے ساتھ — اوٹھتا ہی درد دلمین بھی درد جگر کے ساتھ
ہر اک کو صاف چاند گہن کا ہوا یقین — دیکھا جو غیر کو بت رشک قمر کے ساتھ
وہ بیٹھتا ہی جب کبھی فتنے کا ملکے عطر — فتنے ہزارون اوٹھتے ہین اوس فتنہ گر کے ساتھ
پیری مین سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن — تشبیہ تام ہی مری شمع سحر کے ساتھ
دیکھا اوٹھا کے آنکھ جسے وہ فنا ہوا — ہر دم اجل ہی یار کی تیغ نظر کے ساتھ
سودا ہی ایک مہر کی روے صبیح کا — دامن مرا بھی چاک ہو جیب سحر کے ساتھ

ہین وہ نحیف و زار ہون کم بال بھر ہوا
کی شرط لاغری مین جو موے کمر کے ساتھ

شیرین لبون کی تلخ کلامی ہی جان ستان
گویا کہ زہر پیتے ہین ہم کو شکر کے ساتھ

کھاتے ہین زخم اور جھپکتے نہین ہین ہم
لڑتی ہی آنکھ جوہر تیغ نظر کے ساتھ

عاشق کے نقد دل کے چرانے کیواسطے
وزد حنا کا میل ہی دزد نظر کے ساتھ

رونے مین شوق دید رخ یار جب ہوا
لخت دل آئے آنکھون مین لخت جگر کے ساتھ

قائم قیامت آنے سے ہوتی ہی بزم مین
اوٹھتے ہین فتنے اوٹھنے سے اوس فتنہ گر کے ساتھ

اوٹھتا نہین اوٹھائے یہ پتھر کسی طرح
بیٹھا ہی جسم کے غیرت سنگ در کے ساتھ

بوس و کنار وصل مین کیونکر نصیب ہو
معدوم جب دہن بھی ہوا اونکا کمر کے ساتھ

زلف سیہ جو روے مصفا پر آگئی
ثابت ہوا کہ شام ہی بیشک سحر کے ساتھ

شور اذان بھی صبح شب وصل قہر ہی
دل کانپتا ہی نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

آتا ہی صبح وصل کی شب مین وبال جان
لگتی ہی چوٹ دلمین سحر کے گجر کے ساتھ

کوچے مین تیرے قبر ہماری ہو بعد مرگ
ای جان آرزو ہی یہ ہم ٹھوکر کے ساتھ

کشتی ہماری دیکھیے کس دن پار ہو
موجون نے توڑ جوڑ لگے ہین بھنور کے ساتھ

رنج فراق و غم حشر و فکر قوت
جھگڑے بکھیڑے سیکڑون ہین بشر کے ساتھ

جینا ہی موت ہی نہ اگر رنج عشق ہو
ہی لطف زیست لذت درد جگر کے ساتھ

یارب نہ آج وصل کی شب دل اوچھلتے ہین
اپنا ہی بیر نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

بند آب و دانہ قید مین صیاد نے کیا
کیا دشمنی ہی بلبل بے بال و پر کے ساتھ

کیونکر نہ جان و دل سے زیادہ عزیز ہو
پیدا ہوا ہی درد ہمارے جگر کے ساتھ

ای ترک جان ستان یہ لگاوٹ بھی ہی ستم
تلخی ... ہی تیری تیکھی نظر کے ساتھ

۱۳۰ اوسوقت شعر کہنے کا تھا لطف ابر و آب
کہتے تھے جب کہ جوہر پالتی نظر کے ساتھ ۱۸

ہر دم یہ مانگتے ہین دعا ہم اوٹھا کے ہاتھ
گردن مین اپنے یار کے ہون دن مین ڈالکے ہاتھ

دیوانہ کر دیا ہمین اوسنے دکھا کے ہاتھ
کرتے ہین چاک دامن محشر اوٹھا کے ہاتھ

ہین تشنہ کام شوق شہادت ہون قاتلو
بسمل نہ چھوڑنا مجھے اوچھا لگا کے ہاتھ

پھیلا لیا ہی دست نگارین کا آپکے
لازم ہی قطع کیجیے دزد حنا کے ہاتھ

بولین جو مجھسے آپ تو جی جاؤن ابھی
ہی زندگی مری لب معجز نما کے ہاتھ

جب بزم می مین جاتے ہین وہ بادہ نوش ہین
ہم ملتے ہین دست سبو سے ملا کے ہاتھ

دل ہاتھ بھر کا سینے مین ہوتا ہی ڈر سے
ملتے جو میرے ہاتھ اوس دلربا کے ہاتھ

حسرت سے ملتے ہین کف افسوس رات بھر
جسوقت یاد آتے ہین اوس مہ لقا کے ہاتھ

ساقی کی یہ ادا بھی قیامت سے کم نہ تھی
شیشہ کہین گرا دیا جام کا دیا اوٹھا کے ہاتھ

دنیا مین سرخرو ہی تری پابوس سے
ہی آبرو حنا کی ترے دست و پا کے ہاتھ

اوس گل کی مدتون سے خبر کچھ نہین ملی
ملتا تو نامہ بھیجتے پیک صبا کے ہاتھ

پہنچے ہین موج آ گئی پھولون کے ہار
کٹتے ہین نازک اوس بت حور لقا کے ہاتھ

اوٹھا کے کوچہ مین سیا مین سکے نہ نقش پا
بیٹھے ہین کوے یار مین سب سے اوٹھا کے ہاتھ

لین گے بلائین کیا کف پا نگار کی
پہنچے ہین پاؤن تک تری زلف رسا کے ہاتھ

آنکھون مین مثل سرمہ لگانے کیواسطے
مشتاق ایک عمر سے ہین خاک پا کے ہاتھ

زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا شہید
دست قضا سے بڑھکے ہین اوس دلربا کے ہاتھ

چہرہ پر اوسکے صبح کی لٹکی ہی لٹ کی نہین
گیسو بلا مین الجھے ہین کالی گھٹا کے ہاتھ

بیٹھا ای ادیب یا قناعت کو توڑ کر
لازم نہین اوٹھائے تو حرص ہو کے ہاتھ

ردیف یای تحتانی مثناۃ

(۱۳۱) (۲۰)

فروزان سینے مین وہ آفتاب داغ فرقت ہی
مجازی عشق بھی عشق حقیقی فی الحقیقت ہی
وہ میکش ہون دست سبو سے میری بیعت ہی
جو مہر و ماہ آتے ہین تو مشعل ہاتھ مین لیکر
قدم رکھتے ہی ہین رنج و عذاب ہجر سے چھوٹا
جو دیکھی چشم میگون پاس ابرو کے ہوا ثابت
تعجب کیا اگر ہو خانۂ دل جل کے خاکستر
کیا کرتا ہی سجدے جھک کے ہر اک عاشق شیدا
اطبا نبض اگر دیکھین اوٹھا تو ٹھین پڑے چھالے
تصور اونکے ابرو کا رہا کرتا ہی روز و شب
بڑھاپے مین کرو ای دل یاد خالق چھوڑ کے غفلت
رہا کرتی ہی بیخوف و خطر دن رات رندون مین
نہ دیکھا خندہ زن ہوتے کسی نے شیشۂ ساعت
نہین آتی ہی گو مین منتین کرکے بلاتا ہون
تمھاری تلخ باتین بھی ہمین ہین گھونٹ شربت کے
لکھا کرتا ہون شعر اونکے لب شیرین کی حسرت مین
لگاتی تیری آنکھون کو نظر بینا اگر ہوتی

جسے ہر ایک کہتا ہی کہ خورشید قیامت
سمجھنا فرق ان دونون مین ای زاہد جہالت
مرا پیر مغان میخانے مین پیر طریقت
ہمارے خانۂ تاریک مین کچھ ایسی ظلمت
ترا کوچہ جسے ای رشک گل گلزار جنت ہی
قریب میکدہ لاریب کعبے کی زیارت ہی
اگر ایسے ہی گرمی تپ سوز محبت
تمھارا طاق ابرو ہی کہ کعبے کی زیارت
مری ایسے ہی گرمی تپ سوز محبت
ہمارے خانۂ دل ہی مین کعبہ کی زیارت
نسواب صبح پیری آگئی وقت عبادت
یہ دخت رز بھی ای ساقی بڑی مردانہ عو
ہنسی کیا خاک آئے جب بھری دل مین
اجل کو میرے ظلمت خانے سے کچھ ایسی
لب شیرین ہین گویا جان شیرین کی
مراد لوان کب ہی یہ کتاب چار
کیا نرگس کو نابینا خدا کی

ور مین کبھی پاس اوس شوخ کے ہم جا نہین سکتے
تب فرقت کی بیماری مین یہ ضعف و نقاہت ہی

زخمی ہوا بیتاب سنکر حسن کی شہرت
ترا شور ملاحت کیا نمک پاش جراحت ہی

۱۳۲

ادیب اک اور پڑھتا ہون غزل جوہر شناسو نہین
مرے اشعار وہ موتی ہین جنکی داد قیمت ہی

۲۰

نادان کو اپنے کس ستمگر سے محبت ہی
تہ دلمین رحم ہی جسکے نہ آنکھونمین مروت ہی

ین اسکے برابر نعمتون مین کوئی نعمت ہی
کوئی دلسے مرے پوچھے جو غم کھانے مین لذت ہی

فرقت مین مونس پاس ہی ہمدم مصیبت ہی
مرا ہمدرد درد دل مری غمخوار حسرت ہی

ہی چمن ہری ہی سب بے اغیار صحبت ہی
اگر ایسے مین بھی وہ گل نہ آیا تو قیامت ہی

شوخی آنکھونمین قیامت کی شرارت ہی
کرشمہ قہر ہی غمزہ غضب ہی عشوہ آفت ہی

ے قتل سے قاتل نہین انکار کرسکتا
گواہی کو ہر اک موتن انگشت شہادت ہی

ہی چھپتا چھپانے سے بھی راز دل کسی صورت
بدن مین اوس سراپا نور کے ایسی لطافت ہی

امید چرخ تفرقہ پرداز سے اسکی
یہ ملکر بیٹھنا احباب کا بھی بس غنیمت ہی

صورت نہین کٹتی ہی کاٹے امید انور
شب فرقت کی مجھکو ہر گھڑی روز قیامت ہی

نتیون خجل ہوتا ہون اپنی زندگانی سے
فراق یار مین جیتا رہا اسکی ندامت ہی

اوس پہ گمان کیا ہو امید وصال ہو دل
ہمارے شکر کرنے کو جو کہتا ہی شکایت ہی

دلمین پیار آتا ہی جب ہوتی ہین چار آنکھین
ہوا معلوم ہم سے آنکھون دیکھے کی محبت ہی

کوئی بھی بعد فنا آنسو بہانے کو
ہمارے حال پر گریان فقط اک شمع تربت ہی

دم نہین آکر لبون پر ناتوانی سے
مریض ہجر کو ایسا ہی کچھ ضعف و نقاہت ہی

تے ہین آنسو شام سے تا صبح محفل مین
یہ دل مین شمع کے سوز محبت کی حرارت ہی

دوان ہون سوے مقتل سر کف مین قتل ہونے کو
مجھے اللہ اکبر کس قدر شوق شہادت ہی

بنایا آدم خاکی کا پیکر جب کہ خالق نے
فرشتون نے کہا کیا دلربا مٹی کی مورت ہی

نوالہ موتیون کا بھی نہ کھاے غیر کا انسان
جو اپنے سوکھے ٹکڑے ہون تو سمجھے اونکو نعمت ہی

منون کا بوجھ سرمہ ہی دھڑی کا بوجھ ہی مسی
ذرا دیکھو تو چشم و لب مین اونکے کیا نزاکت ہی

۱۴۳ — ۲۰

ادیب آتا ہی رونا یاد وہ یاران نشہ کی
نہ جو ہین نہ وہ ہین نہ اب وہ انکی وہ صحبت ہی

وصل مین چلاتے تھے مرغ سحر کل شام سے
ہجر کی شب سوئے ہین آج سب آرام سے

ہو سخن آرا وہ اوس غنچہ دہن کے نام سے
جو زبان ہو شاعر وہ جاتی رہی ہو کام سے

وصل کی شب اپنی پھر کیونکر کٹے آرام سے
بھور چلا کرے مرغ سحر جب شام سے

بزم مین ہر اک چھکا ہی بادہ گلفام سے
خاص ہم محروم ہین ساقی کے فیض عام سے

گردشین رہتی ہین ایسی گردش ایام سے
خواب مین بھی ہمکو نیند آتی نہین آرام سے

فکر دنیا ایک کو ہی دوسرے کو فکر حشر
ایک کی کٹتی نہین اس دہر مین آرام سے

حسب وعدہ خوب آئے شب کو تم اے رشک ماہ
صبح تک اختر شماری ہمنے کی کل شام سے

لذت می کی اگر مجھ رند سے سنلین صفت
توڑین زاہد اپنے روزے بادہ گلفام سے

رنج فرقت کے تصور سے کٹی آنکھون مین رات
وصل کی شب بھی نہ سوئے ہم کبھی آرام سے

باغ عالم مین ہو وہ نازک بدن اے گلرخو
کان اپنا گل پکڑتے ہین تمھارے نام سے

چار آنکھین ہوتے ہی میخانہ مین اے میکشو
چشم مردم مست ہو جاتی ہی چشم جام سے

ایسے ہم خود دست ہین اس میکدہ مین ہر کے
درد سے پاتے ہین لذت اور رنج آرام سے

میکشی سے ہم خفا ہی گل کا کیون ہو حرکا گران
آج تو مجھ زندگی کٹتی ہی خوب آرام سے

صدمہائے عشق سے دل پک گیا ہی اسقدر ۔۔۔ منھ کو آتا ہی کلیجا عاشقی کے نام سے
کیا مریض اچھا ہو یارب اوس لب جانبخش کا ۔۔۔ خود مسیحا جسکے ہون بیمار بے آرام سے
ہر گھڑی ہر دم ہو جب فکر سفر ہر ایک کو ۔۔۔ کیا سراے دہر مین کوئی رہے آرام سے
صندلی رنگ ایک بھی لبریز جب ہو بزم مین ۔۔۔ کیون نہو دوران سر رندون کو دور جام سے
دیدۂ مخمور ساقی کے تصور مین مدام ۔۔۔ رات دن آنکھین لڑی رہتی ہین چشم جام سے
عہد پیری کی عبادت چاہیے وقت شباب ۔۔۔ صبح کے چلنے کا کر سامان اول شام سے

۱۳۴ ۔۔۔ اک زمانہ کو ہی سودا زلف جانان کا ادیب
مومن و کافر کو ہی الفت دلی اس لام سے ۔۔۔ ۱۹

زندون مین ای خضر وہ بڑا نام کر گئے ۔۔۔ مرنے سے پہلے جو کہ محبت مین مر گئے
مین کیا کہون کہان سے تیر نظر گئے ۔۔۔ سینے کو توڑ کر مرے دلمین اوتر گئے
جو لوگ عشق عارض گلگون مین مر گئے ۔۔۔ جنت کو باغ دہر سے وہ بے خطر گئے
بوسہ جو مل گیا لب جان بخش کا ہمین ۔۔۔ اغیار فرط رشک سے بے موت مر گئے
منظور جب ہوا کہ نہ دیکھین اونھین رقیب ۔۔۔ ہم خاک ہو کے دیدۂ اعدا مین بھر گئے
لکھی صفت غزل مین جو دندان یار کی ۔۔۔ گویا زمین شعر مین موتی بکھر گئے
باد خزان کے ظلم سے کھلتا نہین یہ بھید ۔۔۔ رونق چمن مین جن سے تھی وہ گل کدھر گئے
صندل کو گھسکے سر مین لگاتا ہی درد سر ۔۔۔ جب سر گیا تو جان لو سب درد سر گئے
گویا اونھون نے پائی ہمیشہ کی زندگی ۔۔۔ تیرے لبون کے عشق مین جو لوگ مر گئے
جب سمجھے گوش یار سے ہی اپنی آبرو ۔۔۔ کانون مین بہر حلقہ گوشی گہر گئے
کچھ غم نہین ہی قتل کا لیکن یہ رنج ہی ۔۔۔ قاتل کے میرے خون مین کیون ہاتھ بھر گئے

ممکن نہین تحمل بار اس قدر کرے | گیسوے مشکبیز کمر پہ اگر گرے
کیونکر نہ ہم کہین کہ ہو چھوٹے تن کے بادشاہ | تم وعدہ کرکے اے شہ خوبی مکر گئے
بحر جہان مین ایک ہی دم کا رہا قیام | مثل حباب ہم ادھر آئے اودھر گئے
آسان ہو گئی اونھین ملک عدم کی راہ | ہمراہ اپنے لیکے جو زاد سفر گئے
اک خانہ باغ خانہ مرقد اونھین ہوا | جو لیکے قبر مین گل داغ جگر گئے
جانے سے اہل بزم کو ہوجائیگا جنون | تم ٹھر گئے تو دیکھوگے لاکھون کے گھر گئے
رسوا ہے ہو جہان مین بدنام خلق مین | پھندے چڑھے وہ جو تیرے دستے لیے اوتر گئے

۱۳۵ — ۱۸

اک اور بھی غزل لکھو اس طرح مین ادیب
سننے سے اہل بزم کے گو کان بھر گئے

وہ صدمے ہجر یار کے ہم پر گزر گئے | زندہ ہین اور جان سے ہین کہ مر گئے
مشہور نام چاہنے والو نہین کر گئے | ہم گرکے اونکے چاہ زنخدان مین مر گئے
پائے نگاہ یار کے صدمے سے گر پڑے | ہم ناتوان جب کبھی پیش نظر گئے
جانباز ہم سے بڑھکے نہوگا جہان مین | تیغ نظر کے سامنے سینہ سپر گئے
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | شرمندہ ہوکے بطن صدف مین گہر گئے
یارب کہان تلاش کرون جاؤن کس طرف | ہر دم تھے جسکے پاس وہ ہمدم کدھر گئے
مثل حباب آئے تھے دم بھر کو ہم ابھی | مانند موج بحر جہان سے گزر گئے
چوٹی کے بال ہونگے نزاکت سے اک وبال | موے میان پر اونکے اگر بال بھر گئے
صحن چمن مین جاکے جو بیٹھا وہ رشک گل | مٹھی مین غنچے لیکے نچھاور کو زر گئے
کھل بھی چھٹے جگر بھی چھدے بہر رو | کانون سے اوسکے کانٹین لیکن گہر گئے

دیکھا جب اونکو نامہ بروں سے بھی ہی حجاب
پاس اونکے لیکے آپ ہم اپنی خبر گئے

افسردہ خاطری سے نہ ہم ٹھہرے دم بھی
مانند برق آئے مثال شرر گئے

ای بحر حسن حسن پر اتنا نہ کر غرور
دریا تو ایسے سیکڑون چڑھکر اوتر گئے

قاتل کے ہاتھ سے ہمین اللہ رے شوق قتل
مقتل کو اپنے سر سے کفن باندہ کر گئے

گریان مثال شبنم و خندان برنگ گل
باغ جہان مین ہم ادہر آئے اودہر گئے

اللہ رے ظرف کوزے مین دریا سما گیا
کونین کے غم آگئے ہر دلمین بھر گئے

اک سادگی مین اونکی ہزارون بناؤ ہین
لاکھون کے گھر بگڑ گئے جب وہ سنور گئے

(۱۳۶) اون شاعرون کا شکر بجا لاتو ای ادیب
بزم سخن مین جو کہ تری مدح کر گئے (۲۵)

نگاہ شوق کی ہم دور بین سے
کیا کرتے ہین پیدا اونکی بہین سے

فروزان کیون نہو افشان جبین سے
چمک فروں مین ہی مہر مبین سے

نگی جسنے محبت اوس حسین سے
اوسے سمجھو گیا دنیا و دین سے

ملائی ہانمین ہان جب تنکے برسون
تب اوس بیرحم نے کی ہان نہین سے

لب شیرین سے کرتے بیٹھے کنارا
مزہ پاکر لب نان جوین سے

جو پوچھا آب اشک آتش افشان
تو دہوئے ہاتھ ہمنے آستین سے

دوبارہ پڑہ نماز ایسی کہ مٹ جائے
نشان سجدہ ای زاہد جبین سے

جو دشمن ہو تو اوسکو بھی بچانا
خدایا یار کی چین جبین سے

تمہاری تلخ باتین بھی ہین میٹھی
لب شیرین ہین شیرین انگبین سے

یہ خوش ہین وصل سے اوس سیمتن کے
خزانہ مل گیا گویا زمین سے

دل بیتاب یہ تڑپا لحد مین ۔ کہ باہر آ لگے مُردے زمین سے
پری کی جامہ دری دست جنون نے ۔ جدا دامن ہی کوسون آستین سے
نوالہ موتیون کا دے اگر غیر ۔ نہین خوب اپنی وہ نان جوین سے
ادای جور و طرز دلستانی ۔ قضا سیکھی تری چین جبین سے
سنین حوربن جو وصف کوے جانان ۔ نکل بھاگین ابھی خلد برین سے
وہ آنکھین ہین کہ دھوکا دیکے کاجل ۔ چرا لین دیدۂ آہوے چین سے
خداوندا وہ آنکھین کر عنایت ۔ کہ دیکھین یار کو بیٹھے یہین سے
عذاب اونکی گلی مین گو ہین لاکھون ۔ مگر تسکین دل بھی ہی وہین سے
وہ ایسے خوش ہین میرے دلکو لیکر ۔ پڑا پایا ہی گویا کچھ کہین سے
برائی سے کیا کرتا ہی آگاہ ۔ مجھے الفت نہو کیون عیب بین سے
کیے وہ سجدے سنگ آستان پر ۔ کہ پتھر گھس گیا میری جبین سے
عجب کیا ہی جو قصر چرخ جلجاے ۔ ہمارے سوز آہ آتشین سے
پری نے طرز جادو سامری سے ۔ اوڑایا تیری چشم سرمگین سے
یہ رگڑین ایڑیان فرقت مین ہمنے ۔ کہ پانی تک نکل آیا زمین سے

١٣٦ ادیب آئی ہی پیری میکشی چھوڑ ۔ تعلق کر کے کچھ تقوی و دین سے ٢٤

نالے جو زور پر مری فرقت مین آگئے ۔ بارہ دری بروج فلک کی گرائین گے
ای بت بلا طلب نہ ترے پاس آئین گے ۔ ہم تو نہ بے بلائے خدا کے بھی جائین گے
ای یار خاک پا جو تری دیکھ پائین گے ۔ مانند سرمہ آنکھون مین اپنی لگائین گے

پھلون کے گل یہ تیری محبت مین کھائین گے
گلدستہ اپنے ہاتھ کو اے گل بنائین گے

ہنگام شب جو خواب مین تشریف لائین گے
وہ آکے بخت خفتہ ہمارا جگائین گے

اے دل کسی کے جب برے ایام آئین گے
جو خضر راہ ہین وہی رستہ بتائین گے

جس دم دکھائین گے در دندان کی آب و تاب
مٹی مین آبرو وہ گہر کی ملائین گے

وہ حال زار ہے کہ سنین گے جو سنگ دل
آنکھون مین اونکے اشک ابھی ڈبڈبائین گے

دست جنون سے ایسی اوڑائین گے دھجیان
اک کوس دور جیب کو دامن سے پائین گے

سیلاب اشک ہجر مین اپنا اگر بڑھا
رتبہ گھٹا کا دیدۂ گریان گھٹائین گے

وہ رند بادہ کش ہین جب اوٹھین گے اپنے ہاتھ
میخانہ پر دعا سے مری ابر چھائین گے

جور و ستم مین دور سمجھتا ہے آپ کو
اک دن ہم آسمان کو نیچا دکھائین گے

افسوس پان دیتے ہین جو آج پیار سے
کل قتل کا مرے وہی بیڑا اوٹھائین گے

دھڑکے سے صبح کے نہ ہمین نیند آئیگی
مرغ سحر جو وصل کی شب غل مچائین گے

سیراب تشنہ کام نہونگے کسی طرح
جب آب تیغ زخم ہمارے چرائین گے

دل پک گیا ہے عشق کے صدمون سے اسقدر
تا زیست اب کسی سے نہ ہم دل لگائین گے

مانند نقش پا نہ اوٹھین گے کسی طرح
نظرون سے اپنی آپ جو ہم کو گرائین گے

جور و ستم نہ کیجیے جانے بھی دیجیے
کیون آپ ہم ستائے ہوون کو ستائین گے

روتون کو سوز غم سے نہ اپنے جلائیے
پانی مین آپ آگ بھلا کیون لگائین گے

نالے کرین گے شور و غل ایسا فراق مین
خواب عدم کے سوتے ہوون کو جگائین گے

رو دین گے جب کہ قامت بالا کی یاد مین
نالے ہمارے عالم بالا کو جائین گے

سیراب کب کرین گے وہ مجھ تشنہ کام کو
یارب مری لگی کو وہ کس دن بجھائین گے

بیٹھے ہین پاس چین نہین ہی دھڑکا مگر یہ ہی | وہ اوٹھکے مثل درد مرا دل دکھائینگے

١٣٨ وعدے کے وقت بڑھکے قیامت سے ہی ادب
اوپر کے دل سے یار کا کہنا کہ آئینگے ٣١

عشق وہان تنگ نے یہ گم کیا مجھے | ملتا نہین تلاش سے اپنا پتا مجھے

جسدن فراق تجھسے ہوا ہی دلربا مجھے | اوس روز کو تو زندہ نرکھے خدا مجھے

مین ہون مریض عشق قضا ہی شفا مجھے | بڑھکر نہین ہی زہر سے کوئی دوا مجھے

اسیمتن نہ وصل سے ہو کیون غنا مجھے | ہی جب کہ تیری خاک قدم کیمیا مجھے

بھٹکا جہان مین نہ کہین بھی پتا چلا | تھی جسکی جستجو وہی دلمین ملا مجھے

تقدیر آزمانے کو جاتا ہون بزم مین | دیکھون وہ ہان غیر کو دیتے ہین یا مجھے

سب پر کرم ہی ظلم فقط میرے ساتھ ہی | بڑھکر ہی رحم سے بھی تمھاری جفا مجھے

شرمندہ ہون کہ زندہ رہا کیون فراق مین | آتی ہی منھ دکھانے سے اپنے حیا مجھے

مین جانتا کہ زندۂ جاوید ہو گیا | ملتا جو بوسۂ لب معجز نما مجھے

گم ہوگئے چورا کے بدن وہ حجاب سے | بھاتی نہین وصال مین ایسی حیا مجھے

تا صبح شام سے مری رہتی ہی یہ دعا | فرقت کی شب کا منھ نہ دکھائے خدا مجھے

دل نعمتون سے سارے زمانے کے بھر گیا | غم کھانے مین ملا ہی کچھ ایسا مزا مجھے

آتا ہی روز دیکھنے وہ غیرت مسیح | بیمار مین رہون نہ ہو یا رب شفا مجھے

موے میان ہی میرے لیے اک وبال جان | زلف سیاہ یار ہی کالی بلا مجھے

اے شاہ حسن مرتبہ شاہی کا مل گیا | کہتے ہین جب سے سب ترے در کا گدا مجھے

پانون تک اوس نگار کے ہو جاتی دسترس | کیون تو نے اے خدا نہ بنایا حنا مجھے

ای شاہ حسن جب سے ترے در کا ہون گدا
بڑھکر ہی تخت شاہ سے بھی بوریا مجھے

یا رب او داس سینہ مین رہتا ہی دل بہت
ملجائے دل لگی کو کوئی دلربا مجھے

جو چیز جس کو چاہیے وہ اوسکو دی گئی
تم کو جفا ازل سے ملی ہی وفا مجھے

مین ہون وہ ناتوان کہ آنے لگی جو نیند
جھوکا ہوا کا نیند کا جھوکا ہوا مجھے

صیاد کے ستم کی کوئی انتہا بھی ہی
پر کاٹ کر قفس سے کیا ہی رہا مجھے

اندیشہ دزد کا ہی نہ کچھ خوف کہنگی
کیا ہی برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

منجدھار مین ہون اور نہ یاور نہ غمگسار
کچھ غم نہین خدا ہی مرا ناخدا مجھے

مشتاق دید صورت موسی کھڑا ہون مین
ای بت دکھائے جلوہ برای خدا مجھے

مین اور تیری بزم مین دیکھون رقیب کو
وہ دن تو آنکھون سے نہ دکھائے خدا مجھے

شاید کہ میرے دل کے چرانے کی گھات ہی
چوری سے دیکھتا ہی وہ دزد حنا مجھے

گویا کہ بوسہ ملنے سے عمر ابد ملی
لب یار کے ہین چشمۂ آب بقا مجھے

بیٹھا ہون جب کہ سایۂ دیوار یار مین
درکار پھر ہو کس لیے ظل ہما مجھے

مثل حنا جہان مین ہوتا مین سرخرو
ملتے جو چومنے کو ترے دست و پا مجھے

ہر دم زبان حال سے کہتا ہی یہ حباب
بحر فنا مین ہی کوئی دم کو بقا مجھے

لکھی جو ای ادیب غزل وصف یار مین
بزم سخن مین کہتے ہین سب مرحبا مجھے

۱۳۹ — ۳۹

اونکے ابرو کو ذرا جنبش اگر ہو جائیگی
دیکھنا دنیا ادھر کی پھر ادھر ہو جائیگی

رونے پر آمادہ جبدم چشم تر ہو جائیگی
سیل آب اشک بڑھکر تا کمر ہو جائیگی

گو گھٹی بخت سے یہ مختصر ہو جائیگی
وصل کی شب خال شبگون ای قمر ہو جائیگی

دونون رخسار و نہین حائل زلف اگر ہوجائیگی
صاف ظاہر صورت شق القمر ہوجائیگی

ذرہ ناچیز ہون ہوجاؤنگا مہر ای قمر
مہربانی آپ کی مجھپر اگر ہوجائیگی

خاک پا اوس گل کی گلگونہ بنائینگے اگر
رونق رخسارۂ شمس و قمر ہوجائیگی

جب دُرِ دندان دکھائینگے تمھارے آب و تاب
خلق مین طغیانی آب گہر ہوجائیگی

ہی اندھیرا خلق مین جب سے ہی منھ پر موے سر
زلف شبگون رخ سے ہٹتے ہی سحر ہوجائیگی

اونگلیان کانونمین دینگے الامان کہکر ملک
دھوم میرے نالونکی یہ عرش پر ہوجائیگی

وصل کی شب حشر کردیگی موذن کی اذان
شور صور آواز مرغان سحر ہوجائیگی

صورت آئینہ قانع ہوگئے جو ہین صاف دل
آب و نان خشک سے اونکی گزر ہوجائیگی

ہونگے نالون سے تہ و بالا زمین و آسمان
دیکھ لینا خلق سب زیر و زبر ہوجائیگی

تو اگر آجائیگا پیش دُرِ دندان یار
آبرو متی تری سب ای گہر ہوجائیگی

گھس کے صندل کا لگانا بھی گران ہوگا مجھے
درد سر گویا دواے درد سر ہوجائیگی

مجھکو سب شاعر کہینگے موشگاف و نکتہ بین
جب میان شعر توصیف کمر ہوجائیگی

جوش پر آجائیگا جسوقت بحر حسن یار
ناف اوس دریاے خوبی کی بھنور ہوجائیگی

کم نصیبی سے شب وصل ایسی ہوگی مختصر
زلف سے جب رخ کو دیکھینگے سحر ہوجائیگی

آج بھی شب کو نہ آؤگے جو ای رشک قمر
ہمکو تارے گنتے گنتے پھر سحر ہوجائیگی

لاغری و ناتوانی میری کھلجائیگی صاف
جب کہ فکر بندش مؤے کمر ہوجائیگی

پابرہنہ سر کھلے ہین رکھتے ہین سوداے زلف
زندگی اپنی اسی صورت بسر ہوجائیگی

قابل چا[illegible] تب ہونگے ای دست جنون
جیب سے دور آستین جب کوس بھر ہوجائیگی

روز نوروز [illegible]گی تب قدر ای قمر
عید آجانے سے تیرے میرے گھر ہوجائیگی

آج اگر شب کو نہوگا وعدہ ایفا ای قمر
تکتے تکتے سوے در ہم کو سحر ہو جائیگی

بھیک کی روٹی اگر تم دوگے اپنے ہاتھ سے
مجھ گدا کو قرص خورشید سحر ہو جائیگی

جسکو منظور نظر ہوگی تیری چشم اوے رز
روتے روتے عمر سب اوسکی بسر ہو جائیگی

سینہ پر دست حنا بستہ اگر رکھدوگے تم
سرد اپنی آتش داغ جگر ہو جائیگی

نشہ مین میخانہ سے باہر نہ نکلا جائیگا
موج می مجھ مست کو زنجیر در ہو جائیگی

تم اگر کھولوگے جوڑا وصل کی شب سے گھر
بوے عنبر سارے مین پچھلے پہر ہو جائیگی

عشق کی منزل مین اوٹھنا بیٹھکر ہوگا محال
ضعف سے بار گران گرد سفر ہو جائیگی

دلمین چبھ کر دیگی رہ رہکر رگ جان کو خلش
نوک مژگان مجھکو نوک نیشتر ہو جائیگی

حال رونے کا غزل مین جب کرونگا مین رقم
خشک اگر ہوگی بہین شعر تر ہو جائیگی

جان جانے کا پھر قطعاً نہوگا مجھکو خوف
خنجر مژگان سے جب قطع نظر ہو جائیگی

کرکے زخمی تو جو ای قاتل چھڑک دیگا نمک
المضاعف لذت درد جگر ہو جائیگی

بخت بھی برگشتہ ہوگا اوس سے پھر جائیگی خلق
جس کسی سے آپکی ٹیڑھی نظر ہو جائیگی

سب مین سہرا سر بلندی کا بندھیگا میرے سر
جب کبھی مجھسے مہم عشق سر ہو جائیگی

تیری پامالی سے اپنی سربلندی جانکر
چاندنی فرش آکے ای رشک قمر ہو جائیگی

وصل کا ہونا ہی کیا مشکل اگر تو چاہیگا
جو نہ ہونی ہوگی وہ بھی ای قمر ہو جائیگی

جب نظر سے ہوکے غائب دل چرالیگی پری
دخت رز مجھ رند کو دزد نظر ہو جائیگی

۱۴۰
داد ملجائیگی گویا غزل کی ہی ادیب
اہل جوہر کو پسند اک بیت اگر ہو جائیگی
۲۶

چمن ہی ابر ہی می ہی بغل مین یار جانی ہی
دلی امید حاصل ہی خدا کی مہربانی ہی

خموشی مین اوسے لطف بہار زندگانی ہی | برنگ غنچہ جس منہہ مین زبان بیزبانی ہی
فراق یار مین اسطرح زور ناتوانی ہی | کہ جان زار کا لب پر بھی آنا سرگرانی ہی
بلاشک مسکن شادی وغم یہ دار فانی ہی | کہین غل شادمانی کا کسی گھر نوحہ خوانی ہی
یہ کیا ای مشفق من یک قلم نامہربانی ہی | نہ کوئی خط نہ قاصد ہی نہ پیغام زبانی ہی
ضعیف و زار ایسا ہون کہ مرجانا بھی ہی مشکل | لبون پر جان آسکتی نہین یہ ناتوانی ہی
لب رنگین کی الفت مین لہو روتا ہون روز و شب | بجای آب اشک آنکھون سے اپنی خونفشانی ہی
شراب روح پرور سے ترے جیتے ہین ای ساقی | مئی جان بخش ہم مستون کو آب زندگانی ہی
دکھے سنگین دلون کا دل سنین پر درد اگر قصہ | ابھی آنکھون سے نیند اوڑ جاے وہ اپنی کہانی ہی
وسی دن سے پھری ہی چشم سب احباب کی ہمسے | تری جس روز سے ای جان جان نامہربانی ہی
ثبات اک دم نہین ہی اپنی نظرون مین کسی شی کو | فلک کو ہم سمجھتے ہین حباب بحر فانی ہی
وہ بلبل ہون کہ قابل رحم کے ہی حال زار اپنا | کٹے ہین پر قفس مین ہون نہ دانا ہی نہ پانی ہی
لکھا کرتا ہون اثبات دہان تنگ کے مضمون | وہ شاعر ہون کہ مجھپر ختم گویا غیب دانی ہی
نہ کھانا بھول کر بھی ای ہما تو استخوان میرے | سگان کوے جانان کی مرے گھر میہمانی ہی
شباب ای پیر گردون کس قیامت کا ترا ہوگا | بڑھاپے مین تو تجھمین اسقدر زور جوانی ہی
تعجب ہی کہ جیتے ہین نفس کی آمد و شد سے | ہوا کے جھوکون سے روشن چراغ زندگانی ہی
پڑے ہین آبلے چلنے سے چھلنی پاؤن ہین لیکن | زمین کوے جانان کی تہ ہمنے خاک چھانی ہی
اوٹھانا صدمہ ہجران وبال جان ہی جینے مین | فراق یار مین مرنا حیات جاودانی ہی
ترے کوچے مین بیٹھے ہین مثال نقش پا جم کر | نہ جائینگے کہین اوٹھکر یہی اب دلمین ٹھانی ہی
بلاشک جان دیتا ہی وہ ہوتا ہی جسے سودا | تری زلف سیہ ہی یا بلاے ناگہانی ہی

محبت ہوگئی ہی قامت موزون کی جسدن سے | دم گلگشت سولی مجھکو سرو بوستانی ہی
چورا کر ہاتھ سے چھلا چورایا نقد جان میرا | ترا دزد حنا کیا دزد شمع زندگانی ہی
نہ موت آتی ہی فرقت مین نہ وہ بیرحم آتا ہی | نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ادھر مین زندگانی ہی
لبون پر دم ہی اوٹھ سکتے نہین صدمے جدائی کے | اجل سے آئے جو دم بھر کو نہایت مہربانی ہی
مرے زخم بدن سب خندہ زن رہتے ہین ای قاتل | تری تلوار کا رومال جب سے زعفرانی ہی

۱۴۱ | فسانہ ای ادیب اپنا نہوگا ختم اک شب مین
مرا قصہ نہین ہی الف لیلہ کی کہانی ہی | ۳۲

نہ بہے اشک لیے اپنی چشم تر سے | ہوا آب سرشک اونچا کمر سے
جو کچھ الفت ہی تو اوس سیمبر سے | مجھے نفرت ہی مال و سیم و زر سے
ہوے یہ زار ہم عشق کمر سے | نظر کی طرح غائب ہین نظر سے
سراپا سوزش دل نے جلایا | لگی ہی آگ اپنے ہی گہر سے
خط شوق اسقدر لکھ لکھکے بھیجے | مٹا یہ گھر ہی اونکا ڈاک گھر سے
خدا جانے سفر درپیش کب ہو | بندھا توشہ رہے ہر دم کمر سے
مگر ملک عدم کے پار نکلی | ہوئی زلف رسا نیچی کمر سے
کہین سمجھے سب کہ ہی خورشید محشر | ہٹا پھاہا اگر داغ جگر سے
نہ آیا وصل کی شب بھی ہمین چین | دھڑکتا دل رہا خوف سحر سے
بجا گھڑیال جب صبح شب وصل | لگی اک چوٹ سی دل پر گجر سے
وہ میکش ہون دعا ایسے جو مانگون | ابھی میخانہ پر ابر آکے برسے
نہین کونین مین اوسکا ٹھکانا | گرا ای یار جو تیری نظر سے

نہوگا عشق مژگان ترک پھر بھی
اگر تیرون کا ہم پر مینھ برسے

جہان بیٹھے وہین مسکن ہی اپنا
کہین خانہ بدوش آزاد گھر سے

کرون تیرا کہان تک شکر یا رب
دیا ہی مجھکو سب کچھ اپنے در سے

مثال نقش پا بیٹھے ہین جم کر
کہان اب جائین اوٹھکر تیرے در سے

خوشا قسمت نہ ہے تقدیر اوسکی
کبھی جو سر نہ سرکے اوسکے در سے

تعجب کیا ہی قصر چرخ جلجائے
ہماری آہ سوزان کے شرر سے

نہ صندل ہی نہ گھسنے کا بکھیڑا
گیا سر چھٹ گئے ہم درد سر سے

ہوا غصہ بہت وہ رشک خورشید
جب اوسکے رخ کو دی نسبت قمر سے

جو ہین نور بین اونکے چاند سورج
چمک مین بڑھگئے شمس و قمر سے

قیامت ہی عدو کو اوسکا ہو وصل
مرا دل دیکھنے کو جسکے ترسے

پری نے طرز اور آہو نے شوخی
اوڑائی تیری چشم فتنہ گر سے

جب آئی فصل گل دست جنون سے
گریبان پھاڑ ڈالا ہمنے کمر سے

بچھائین راہ مین ہم جسکی آنکھین
وہی دیکھے ہمین ٹیڑھی نظر سے

شب وعدہ کٹی ہی جاگنے مین
پلک جھپکی نہین ہی رات بھر سے

کہان جاتا ہی تو او ناوک یار
اوتر آجا نہ دلمین جگر سے

کڑی منزل بہت ہی دیکھین کیا ہو
نہین کچھ پاس ہی زاد سفر سے

ہر اک رشتہ الفت کو اب توڑ
ادھر سے قطع کر کے جوڑ اودھر سے

شب فرقت کی بیتابی کہون کیا
ق
یہی ہی حال بیارات بھر سے

کبھی یہ پہلو اوس پہلو سے بدلا
کبھی تکیہ ادھر رکھا اودھر سے

۱۴۲ ۳۷

دلی امید برآئی ہی شاید
ادیب آج آتے ہو خوش خوش اودہ سے

بخت خفتہ جگے بیدار ہو قسمت اپنی
خواب مین وہ جو دکھا دین ہمین صورت اپنی

صدمہ ہجر مین ہی موت سی راحت اپنی
تلخ فرقت مین ہی جینے کی حلاوت اپنی

ایسے بیدرد پہ آئی ہی طبیعت اپنی
ہی غنیمت جو بچے جان سلامت اپنی

بادہ خوار ہو نہین زمانے کے ہی عزت اپنی
خدمت پیر مغان سے ہوئی عظمت اپنی

رنج فرقت سے دگرگون ہوئی حالت اپنی
غم کی تصویر بنی ہجر مین صورت اپنی

سمجھے رخ کو ترے حکم سے باغ جنت
تو جو ذلت بھی ہمین دے تو ہی عزت اپنی

قتل عاشق ہی جس شوخ کے مذہب مین ثواب
اوس جفا کیش پہ آئی ہی طبیعت اپنی

کسطرح دیکھیے ہوتا ہی مرا اوسکا نباہ
وہ تند خو یار ہی نازک ہی طبیعت اپنی

کہکے اک بات بری کیون سنین ناخوش باتین
قتل سچ ہی کہ ہاتھ اپنے ہی عزت اپنی

پانون پھیلائے پڑے چین سے ہم سوتے ہین
خانہ عیش سے کچھ کم نہین تربت اپنی

ملتے ہین ہم کف افسوس پئی نقد شباب
وائے تقدیر کہ گم ہو گئی دولت اپنی

اثر جذبہ الفت کو ہم اوسدم جانین
یار کے دلمین کرے گھر جو محبت اپنی

جائیے دیکھ لیا ہی یہ دکھانیکی فقط
آپ بیٹھے ہوین بس اب ہی عنایت اپنی

آتش عشق نے جسدم سے سراپا پھونکا
شمع کی طرح ہوئی رونیکی عادت اپنی

صدمہ سوز تپ غم جو اوٹھاتا ہی کبھی
جان جانے کو سمجھتا ہی وہ صحت اپنی

ای طبیبو ہی مرض مجھکو تپ فرقت کا
ہو گی عناب لب یار سے صحت اپنی

روز آتا ہی عیادت کو مرے گھر وہ مسیح
عمر بھر مجھکو نہین چاہیے صحت اپنی

الامان نار جہنم کے بھی منھ سے نکلے
ہم دکھانے پہ اگر آئیں حرارت اپنی

جائے پھر آپ کو پھر چھیڑ سے بڑھکر چھیڑ
سمجھے انسان اگر دل میں حقیقت اپنی

غم غلط کرنے کو مل بیٹھتے ہیں اہل سخن
سچ جو پوچھو تو غنیمت ہے یہ صحبت اپنی

آتش رشک سے خورشید قیامت جل جائے
داغ دل اپنے دکھائیں جو حرارت اپنی

ضعف سے جان لبوں پر بھی نہیں آسکتی
بڑھ گئی ہے تپ غم میں نقاہت اپنی

کیا قیامت ہے کسی طرح نہیں کٹتی ہے
بڑھ گئی حشر کے دن سے شب فرقت اپنی

تیری دیوار کا سایہ جو ہو پرتو افگن
اے شہ حسن ہما سے سمجھے سعادت اپنی

ایک تھا سایہ جو ہمدم نہیں اوسکا بھی پتا
تیرہ و تار ہے ایسی شب فرقت اپنی

جیتے ہیں ہم ہی جان بخش ہے اب محروم
اوسکی تقدیر بری اچھی ہے قسمت اپنی

روز آنکھوں میں لگاتے ہیں مثال سرمہ
خاک پا سے تری بڑھتی ہے بصارت اپنی

منتظر شام سے تیرے رہے ہم تا بسحر
آج آنکھوں میں کٹی ہے شب فرقت اپنی

ایک دم بیٹھ کے وہ ہو گئے جانے کو کھڑے
جب کہا میں نے یہ کیا بولے طبیعت اپنی

بعد میرے نہیں جب کوئی بھی ملتا غمخوار
قبر پہ آکے بہت روتی ہے حسرت اپنی

دیکھیو اے میکشو ہشیار کہ میخانے سے
شیخ دستار نہ لیجائے سلامت اپنی

پھر کے شیخجی چلے اوس بت کو کیا ہے سجدہ
شیخ جی سب کو دکھاتے ہیں مشیخت اپنی

سن کے ہوتا ہے ملول اور وہ رو دیتا ہے
جس سے کہتا ہوں شب غم کی مصیبت اپنی

دیدہ غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا
فی الحقیقت نہیں کچھ بھی ہے حقیقت اپنی

یہ لب بام سے اوس شوخ کے آتی ہے صدا
عرش اعظم سے بہت بڑھ گئی رفعت اپنی

سر جھکانے کے کھڑے مقتل میں ہیں پیش قاتل
تیغ غم گشتہ ہے محراب عبادت اپنی

١٤٣ صدمہ سوز تب غم کا یہ اوٹھایا ہے ادیب
جان جانے کو سمجھتا ہوں نہیں صحت اپنی ١٤

طویل ایسی زلف رسا ہو گئی
کہ عمر خضر سے سوا ہو گئی

چھپا کرتی ہے محتسب سے مدام
مگر دخت رز پارسا ہو گئی

کہوں حال صبح شب وصل کیا
قیامت گجر کی صدا ہو گئی

گئی جان دیکھا جب انداز یار
ادا میرے حق میں قضا ہو گئی

عیادت کو آیا وہ رشک مسیح
تب غم سے مجھکو شفا ہو گئی

نہیں پاتے جز نام ہم کے کہیں
زمانے میں عنقا وفا ہو گئی

مریض محبت اب اچھا ہوا
کہ بیمار سے لا دوا ہو گئی

سہارا جو ضعف پیری ہوا
مری آہ مجھکو عصا ہو گئی

مصیبت جدائی کی ایسی پڑی
مری روح دم میں ہوا ہو گئی

گرا دور اوڑا کر مرا جسم زار
یہ آندھی نفس کی ہوا ہو گئی

تری چین پیشانی اے مہ جبین
مجھے موج آب بقا ہو گئی

اجل کیوں نہیں آتی ہے ہجر میں
مگر غرق بحر فنا ہو گئی

کیا نظم شوق شہادت کو جب
زمین غزل کربلا ہو گئی

ذرا اے ستمگار دل میں تو سوچ
جفا تیری حد سے سوا ہو گئی

١٤٤ نہیں کاٹے کٹتی ہے آہ ادیب
شب ہجر کالی بلا ہو گئی ١٧

کیا خجالت میں ہر اک لعل یمن آتا ہے
وصف لب کا مرے لب پہ جو سخن آتا ہے

صید کو جب قصہ مرا صید فگن آتا ہے
سر لیے ہاتھ میں ہر ایک ہرن آتا ہے

شب کو سونا نظر آتا ہی مجھے خواب و خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پئی گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کھوے قاتل ہین یہ مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو اثر جذبۂ دل کا اپنے
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ آتے ہین جب ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پہ میری عبث دزد کفن آتا ہی

سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اٹھے
ہمکو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعرا ہیچمدان بنتے ہین ہوکر خاموش
چپکی لگ جاتی ہی جب ذکر دہن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہین کھلتا ہرگز
فہم مین کسکے معماے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل تر اوسکو
زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد
دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

بول وٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر
شیشۂ محفل مین اگر غنچہ دہن آتا ہی

شبنم انجام کو جب سوچتی ہی روتی ہی
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی

١٢٥ کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پہ ادیب
جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی ٢١

بزم مین عارض روشن وہ دکھانے آئے
شمع کو آتش حسرت سے جلانے آئے

اپنی رخصت کا نہین حال سنانے آئے
ہان وہ روتے ہوون کو اور رلانے آئے

کبھی ایفا نکیا وصل کا وعدہ تم نے
آج پھر کل کی طرح باتین بنانے آئے

بحر ہستی مین ہین انسان حباب لب جو
ایکدم کے لیے گھر کیون نہ بنانے آئے

سن کے حال دل پر درد ہو وہ بیتاب
بال کھولے ہوئے وہ گھر سے بلانے آئے

ہو گیا گھل کے بدن آب مین سب آنکھون سے
خانۂ تن کو مرے اشک بہانے آئے

کیون نہ محفل سے پریزاد اوٹھین شرمندہ
جھلکیون مین وہ حسینون کو اوڑانے آئے

دفن کو آئے کبھی اور نہ لائے تشریف
ہائے وہ آئے تو مٹی مین ملانے آئے

وعدہ آنے کا کیا گھر مرے خوش چشمون نے
راہ مین ڈیکی ہم آنکھون کو بچھانے آئے

لوگون کو مجمع بحرین کا ہو جائے یقین
وہ یم حسن جو دریا مین نہانے آئے

ای بت سنگدلی چھوڑ دے ہی سخت گناہ
کیون دل نازک عشاق دکھانے آئے

پاس بیٹھا جو مین دم بھر تو ہوئے رنجیدہ
جوش ہو غیرون کے جو وہ چھاونی چھانے آئے

صدمہ باتون سے نصیحت کی مجھے ہوتا ہی
ناصحو کیون مرے تم دل کو دکھانے آئے

شمع کیوقت کھلا پردے سے کب یار وہ رخ
منہ مرا حسن گھڑی اجناب چھپانے آئے

مسکرانے لگے غنچے تو ہو گل خندان
باغ مین تازہ شگوفہ وہ کھلانے آئے

شمع گریان کے سوا کون ہی ایسا دلسوز
سوز دل پر جو مرے اشک بہانے آئے

تو وہ گل ہی کہ نہ جائے جو گلستان کی طرف
باغ مین باد صبا خاک اوڑانے آئے

باغ فردوس کی وہ دید کے بھوکے ترسے
جو ہوا کوچۂ دلدار کی کھانے آئے

ای گل اندام اگر تو ہی نہ ہو گلشن مین
پھر چمن مین کوئی کیا خاک اوٹھانے آئے

کوچۂ یار مین بیٹھے ہین قدم توڑ کے ہم
جسکو دعوا ہو اوٹھانیکا اوٹھانے آئے

۱۳۶ دشمنی دل مین ہی ظاہر مین محبت ہی دبیب
جھوٹی قسمین جو مرے سر کی وہ کھانے آئے ۳۶

غافلو ہی فکر بیجا گھر بنانے کے لیے
اس سرائے دہر مین آئے ہو جانے کے لیے

منعمو کیون جان دیتے ہو خزانے کے لیے
مال و زر ہے زیست مین کھانے اوڑانے کے لیے

ہم ہوا خواہون سے لاکھون عذر آنے کے لیے
تم مگر آندھی ہو گھر غیرون کے جانے کے لیے

بھیس مین تیرے جو موت آئے بلانے کے لیے
جان سے حاضر ہین ہم اے جان جانے کے لیے

اے جنون گھر دوڑتا ہے کاٹے کھانے کے لیے
کیون نہ کپڑے پھاڑین ہم صحرا کے جانے کے لیے

ہے سفر درپیش اودھر کا اک زمانے کے لیے
چلدیا کوئی کھڑا ہے کوئی جانے کے لیے

ہو گیا وہ ایک ہی دم مین حباب آسا فنا
بحر ہستی مین جو آیا سر اوٹھانے کے لیے

صورت نقش قدم بیٹھے ہین کوے یار مین
ہو کسی کا منہ تو آجائے اوٹھانے کے لیے

ہو گیا تاریک نظر وہین مثال شب جہان
جب کہا صبح شب وصل اوسنے جانے کے لیے

تو ہی وہ خوش چشم جو کہدے تو تیری راہ مین
آنکھون سے آئین غزال آنکھین بچھانے کے لیے

پڑھتے ہین اشعار توصیف دُر دندان مین ہم
آبرو گوہر کی مٹی مین ملانے کے لیے

کوچۂ قاتل کا کیا اسد اکبر شوق ہے
سر کے بل جاتے ہین عاشق سر کٹانے کے لیے

تشنۂ شوق شہادت ہون لبون پر جان ہے
آب خنجر حلق مین لاؤ چوآنے کے لیے

دن تو مشکل سے کٹا دیکھین کٹے کسطرح رات
پھر شب ہجر آئی ہے آفت اوٹھانے کے لیے

خواب مین شب کو قدم رنجہ کیا اوس ماہ نے
بخت خفتہ کو مرے آیا جگانے کے لیے

دیکھکر اون کو گل و بلبل مین رنجش ہو گئی
باغ مین آئے وہ تازہ گل کھلانے کے لیے

یاد مین زلف مسلسل کی ہر اک نالہ مرا
عرش کی زنجیر جاتا ہے ہلانے کے لیے

جب سے دیکھا ہے خط پشت لب جان بخش یار
خضر و عیسی پھر رہے ہین زہر کھانے کے لیے

پینے کو آب دم خنجر مری قسمت مین ہے
برچھیون کے پھل مقدر مین ہین کھانے کے لیے

کوئے جانان سے جو آیا ہون تو مردم میرے گھر ۔ آتے ہین قدمون کو آنکھون سے لگانے کے لیے

وائے قسمت کب اوٹھائی یار نے منھ سے نقاب ۔ نزع مین جب لوگ آئے منھ چھپانے کے لیے

روئے صافی سے ترے نادم ہی ای آئینہ رو ۔ آئینہ کیا روبرو ہو منھ دکھانے کے لیے

وائے بیدردی کہ فصل گل مین پیش عندلیب ۔ توڑتے ہین غنچے گلچین دل دکھانے کے لیے

وہ طلسم انسان ہی حق نے جسے پیدا کیا ۔ جلوۂ خورشید ذرے مین دکھانے کے لیے

دیکھکر میرا دل پر داغ کہتا ہی وہ گل ۔ خانہ باغ اچھا ہی میرے آنے جانے کے لیے

مٹھیان غنچون کی بند اچھی نہین گلزار مین ۔ ای گلو زر ہی تو گل چھرے اوڑانے کے لیے

چشم گریان سے بہایا ہم نے طوفان سرشک ۔ ابر دریا بار کا رتبہ گھٹانے کے لیے

حیف اوس رزاق پر تکیہ نہو انسان کو ۔ رزق دے کیڑے کو پتھر کے جو کھانے کے لیے

بخت برگشتہ ہمارا جب کبھی پھر جائیگا ۔ ہم خفا ہونگے وہ آئینگے منانے کے لیے

قاتلو مقتل مین ہمکو کیون لگے اب بھوک پیاس ۔ آب خنجر پینے کو ہی زخم کھانے کے لیے

دل دکھے ایسا کہ شب کو نیند اوڑ جائے تری ۔ قصۂ پر درد جو بیٹھون سنانے کے لیے

آگے ہم اوس شمع رو کے جلکے سوز عشق سے ۔ سوز کا و سوخت پڑھتے ہین جلانے کے لیے

غیب سے گھر بیٹھے پونہچاتا ہی رازق اوسکو رزق ۔ آسیا آتا نہین پھرتا جو دانے کے لیے

ہمصفیرو ہین رہا ہونیکی سب خبرین غلط ۔ آتے ہین صیاد بے پر کی اوڑانے کے لیے

دوستون مین سے لحد پر شمع گریان کے سوا ۔ اک نہ آیا حیف دو آنسو بہانے کے لیے

١٤٧

رزق بھی دیگا وہی پیدا کیا جسنے ادیب
التجا ہم کیون کرین منعم سے کھانے کے لیے

٢٢

لکھی جب سے صفت خیر البشر کی ۔ چمک مطلع مین ہی نور قمر کی

شب ہجر اسطرح ہمنے بسر کی
ادھر کی لی کبھی کروٹ ادھر کی

نپوچھو خانہ بربادون کے گھر کی
جہان جا بیٹھے عمر اپنی بسر کی

ابھی تک عمر غفلت مین بسر کی
ادیبا اب ہے چاہے کچھ فکر ادھر کی

شب فرقت کی بیتابی نپوچھو
بدلکر کروٹین ہمنے سحر کی

خجل ہی گرمی خورشید محشر
حرارت دیکھنا داغ جگر کی

ہوا روشن کہ نکلا شب کو خورشید
رخ پر نور سے جب زلف سر کی

سرا دہر مین رہنا نہین ہی
عبث ہی غافلو تعمیر گھر کی

نہ جھپکائی پلک سون شب ہجر
مدام اختر شماری مین سحر کی

مسافر خانہ دنیا مین آکر
کمر باندھے رہو ہر دم سفر کی

کوئی پھرتا نہین جا کر وہان سے
خبر کیونکر ملے اے دل ادھر کی

دُر دندان جو دعوا نکرتا
نہوتی آبرو مٹی گہر کی

لب رنگین کی فرقت مین پیرو
بہا مین ندیان خون جگر کی

دل ویران مین وہ لائین تشریف
[illegible] ادھر کی

نہین چلتی بیان سوز دلمین
زبان شمع ہی گو ہاتھ بھر کی

دکھے یہ دل نہ آئے نیند تم کو
کہانی جو کہون درد جگر کی

وہ لاغر ہین کہ ہم ہو جائین پامال
اگر ٹھوکر لگے پائے نظر کی

نکیون پھری مین وصل نوجوان
دعا مقبول ہوتی آہ سحر کی

نہ تم آئے نہ موت آئی شب ہجر
رگڑ کر ایڑیان ہمنے سحر کی

وہ قانع ہین نہ کی نعمت غیر
ہمیشہ سوکھے ٹکڑون پر گذر کی

نہ سمجھ خلعت شاہی کو کچھ ال
پھٹے کپڑوں میں عمر اپنی بسر کی

۱۴۸

دل ویران میں وہ لائیں تشریف
نہ پوچھو بیت اوس پر کیا گذر گی

۳۴

شب کا سونا خواب ہی دیدۂ تر کیونکر ملے
جبکہ آنکھوں کا ہی تارا وہ قمر کیونکر ملے

کٹ گیا قلم جب نامہ و پیغام کی ہو راہ بند
دور ہی تو اہل وطن کی پھر خبر کیونکر ملے

مثل خنجر سرنگون قاتل ہوئے پھر قتل سے
فرط بے جرمی سے نادم ہی نظر کیونکر ملے

یہ تو فرماؤ کہ الفت کسطرح کی غیر سے
داغ دینے کو ہمیں تم اے قمر کیونکر ملے

رو دیے سنگ بتان سنگ دل بے اختیار
عاشقوں کو نالہ بے اثر کیونکر ملے

پہلے ہی تدبیر کرنا تھی سرا دہر میں
وقت چلنے کے بھلا زاد سفر کیونکر ملے

اوس کے عارض سے ہی فرق نہیں آسمان
ہم تلک کوٹھے کے اوس بام پر کیونکر ملے

بخت خفتہ کو جگائیں تا صبح بیداری کریں
اے بتو ہم کو تمہارا سنگ در کیونکر ملے

وصل کی شب شام سے چلا چھوڑ اسنے کیا
ذبح کر ڈالوں ابھی مرغ سحر کیونکر ملے

کس جگہ ڈھونڈھوں کہاں جاؤں پتا ملتا نہیں
دل چرایا ہے مرا اوس دزد نظر کیونکر ملے

نامہ اوس سیمین بدن کا کاغذ زر ہی مگر
ہاتھ میں خط ہی مرا ہے نامہ بر کیونکر ملے

آتش سودا سے جب جلکر ہوئے ہوں مشت خاک
دھوپ میں پھر سایۂ شاخ شجر کیونکر ملے

دیدہ و دل میں لگائیں اپنے مثل توتیا
یا الٰہی ہم کو اوسکی خاک در کیونکر ملے

خانہ بربادی مجھ وحشی کی جب تقدیر میں
خانۂ زنجیر میں رہنے کو گھر کیونکر ملے

صبح آنے کا ہی وعدہ اوس مسیح وقت کا
ہم ہیں بیمار ایک دم کے سحر کیونکر ملے

چھین کر قاتل سے پھیریں حلق پر شوق تیز
یا الٰہی خنجر بیداد گر کیونکر ملے

دلمین حسرت ہی کہ تیری طرح پاؤن آبرو
یار کی حلقہ بگوشی ای گہر کیونکر ملے

کامیاب آئے گئے جب غیر ملنے کے لیے
عید کے تم چاند تھے روز ای قمر کیونکر ملے

شب کو آیا دیکھنے داغ دل سوزان وہ ماہ
یا الٰہی رات کو شمس و قمر کیونکر ملے

ہجر مین ای بت ترے صدمے اوٹھانے کے لیے
کیا کرین تدبیر پتھر کا جگر کیونکر ملے

صبح ہوتے ہی گیا گھر سے مرے وہ رشک ماہ
چاک کر ڈالون ابھی جیب سحر کیونکر ملے

لکھین گے اوس بت کے حسن پاک و دندان کی صفت
چاہیے بہر وضو آب گہر کیونکر ملے

ہو کے لاغر ہجر مین غائب نظر سے ہو گئے
جسم زار اپنا اجل کو عمر بھر کیونکر ملے

دل ہی طالب خنجر دست ملیح رنگ کا
بے نمک کے لذت زخم جگر کیونکر ملے

آگئی یاد رخ و گیسوے جانان وقت صبح
آج دونون وقت ہنگام سحر کیونکر ملے

اوس مسیحا کا نہ جب ڈھونڈھے سے ملتا ہو پتا
نبض مجھ بیمار کی دو دو پہر کیونکر ملے

نخل طوبی کی نہ ٹھہری اصل جب ای حور وش
تیرے قد قامت کا جنت مین شجر کیونکر ملے

تیرے بیمار تب فرقت کو دق کرتی ہی رات
ای مسیحا قفص کا نور سحر کیونکر ملے

جب نہو تار نظر سے اک سر مو اوسمین فرق
موشگافون کو ترا موئے کمر کیونکر ملے

گردبادون کیطرح چکر مین ہین خانہ بدوش
دلمین و ابر کے ہمین رہنے کو گھر کیونکر ملے

یا الٰہی خار مژگان کسطرح کھٹکین مدام
جس سے ہو دل کو خلش وہ نیشتر کیونکر ملے

ہون وہ بیمار شب فرقت کہ کہتے ہین طبیب
اس مریض ہجر کو دیکھین سحر کیونکر ملے

بے قناعت گوہر مقصد کبھی ملتا نہین
سیپ کو دیکھو تو دریا مین گہر کیونکر ملے

۱۴۹

اوڑ رہی ہی خاک اس بحر غزل مین ای ادیب
یہ زمین خشک ہی مصرع تر کیونکر ملے

۲۴

تم جان سے بھی بڑھکے ہوا ای جان جان مجھے
آتی نہیں زیادہ چنین و چنان مجھے

رہتا ہی غم یہ ہر گھڑی ای جان جان مجھے
تمنے کبھی نہ آکے کیا شادمان مجھے

غم نے فراق کے یہ کیا ناتوان مجھے
تار نفس ہی ضعف سے بار گران مجھے

وہ ناتوان ہون بار ہی خواب گران مجھے
سمجھے کے جو نیند سے ہین وہ آنبھیان مجھے

یارب ترے ہی در سے نہ پہنچے ذرا گزند
جسدم گرائے توسن عمر روان مجھے

گلبرگ سی لبون پر اگر اپنے وہ ملین
مسی دکھائے آتش گل کا دھوان مجھے

مین عندلیب زار کہان یہ قفس کہان
لایا ہی آب و دانہ اوڑا کر یہان مجھے

پیکان ہین غنچے ہجر مین خنجر ہین برگ گل
پھولونکے ہار زخمون کی پٹیان ہین یہان مجھے

میخوار یاد کرتے ہین کیا وقت میکشی
مانند شیشہ آتی ہین کیون ہچکیان مجھے

تاکید ضبط گریہ ہی بیداد و ظلم پر
ای شاہ حسن تم تو ہو چنگیز خان مجھے

ہی فصل گل یہ دست درازی کر ای جنون
دامان و جیب آئین نظر دھجیان مجھے

مرغ سحر کا شور قیامت ہی صبح وصل
آواز صور کی ہی صدا کے اذان مجھے

کسطرح اوٹھے مین بھی وہ نازک مزاج ہون
سنگ گران سے بڑھکے ہی ناز بتان مجھے

ٹے میان عشق نے کرکے نحیف و زار
مثل نظر نظر سے کیا ہی نہان مجھے

گھر قید خانے سے بھی ہی بڑھکر فراق مین
ہی موج بحر اشک روان بیڑیان مجھے

باریکی میان وہ ہین کے لکھے جو وصف
کہتے ہین شاعران جہان نکتہ دان مجھے

گلہائے داغ عشق کی طرفہ بہار ہی
گلچین کا ڈر ہی اور نہ خوف خزان مجھے

یوسف کی طرح گر کے نکلتا نہین کبھی
ملتا جو کاش اونکے ذقن کا کنوان مجھے

ضبط فغان سے جان کے جانے کا خوف ہی
ٹھنڈھا کرے گرمی سوز نہان مجھے

ایسا نحیف و زار ہوا ہون کہ دیکھیے — لیجائے اشک چشم بہا کر کہان مجھے
تب میکشی سے سیر ہون مین نہ بادہ نوش — دے جب کلید میکدہ پیر مغان مجھے
ق
مین نے کہا جب اون سے یہ کر کے سوال وصل — ہان کہکے ایک دن تجھے کرو شادمان مجھے
بولے کہ جز نہین کے مین کسطرح ہان کہون — استاد نے پڑھائی نہو جسکی ہان مجھے

۱۵۰

بحر رواں سے پڑھکے سمجھتا ہون مین ادیب
میرے خدا نے دی ہی وہ طبع رواں مجھے

۱۹

قبول کر یہ دعا ای کریم تو میری — کہ میری طرح ہو اوس کو بھی آرزو میری
یہی ہی شوق شہادت مین آرزو میری — کہ زیر تیغ رہے ہر رگ گلو میری
در خوشاب یہ کہتا ہی کان مین اوسکے — بڑھی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو میری
ہوا ہی گیسوے پیچان یار کا سودا — اسی سبب سے ہی پیچیدہ گفتگو میری
جو باتین بزم مین کین یار زلف جانان کی — خموش شمع ہوئی سنکے گفتگو میری
جو جان جائے تو جائے نہین کچھ اس کا ڈر — مگر خدا کرے رہجائے آبرو میری
فلک ہی دشمن جان سر پر ای کریم بچا — زمین پاؤن تلے کی بھی ہی عدو میری
جو تم سے باتین کرون اپنے شوق سے جی کی — کٹے حیات نہو ختم گفتگو میری
چلیگی اون سے کسی روز خوب ہی تلوار — جو غیر پھر کبھی کاٹین گے گفتگو میری
ہزار حیف وہ آئے تو دفن کرنے کو — بر آئی بھی تو پس مرگ آرزو میری
وہ ہر جگہ تو ہی لیکن کہین نہین ملتا — ہوئی تلاش مین گم آپ جستجو میری
وہ آئین دفن کو اسدم مین جان دیتا ہون — بڑھیگی دینے سے مٹی کے آبرو میری
نشان ڈھونڈھینگے اوسکے نشان کا تا حشر — نہ پاؤن توڑ کے بیٹھیگی جستجو میری

بس اتحاد و محبت کا ہی کمال یہی
مین تیری شکل نظر آؤن اور تو میری

زبان حال سے کہتا ہی داغ عشق بتان
بجاؤنگا کبھی ہو لالۂ کشت و شو میری

خدا کرے کہ سلامت رہے یہ تو برباد
برائے نام ہی تھوڑی سی آبرو میری

دہن کے نقطۂ موہوم کا ثبوت نہین
فلاسفہ سے ہی مدت سے گفتگو میری

نہین ہین اسمین سر مو بھی فرق ہو گئے بال
جو سرگذشت سنین وہ مو بمو میری

١٥١ — ادیب لطف زبان بھی ہو استعارہ بھی
غزل یہ جائیگی دلی و لکھنؤ میری — ٢٦

مناؤن خیر مین جنکی گھڑی گھڑی کے لیے
ستم ہی وہ رہین آمادہ دشمنی کے لیے

جو میکدے مین گئے چھپ کے مے کشی کے لیے
وہ رند ہون کہ قدم مین نے شیخ جی کے لیے

رہا جو کرتے تھے آمادہ دشمنی کے لیے
زہے نصیب کہ ہی آئے آشتی کے لیے

جو کافی الفت دندان ہو جانکنی کے لیے
پھرین جہان مین کیون ہیرے کی کنی کے لیے

تمہارے آنے سے وہ آج آئی ہی صد شکر
دعائین مانگتے رہتے تھے جس گھڑی کے لیے

جہان مین تلخ نہ کسطرح جان شیرین ہو
مثال کوہکن آئے ہین جانکنی کے لیے

سفر عدم کا ہی تنہا مین دیکھیے کیا ہو
کھڑا ہی راہ مین ہر ایک رہزنی کے لیے

خیال دلمین ہمارے ہی تیغ قاتل کا
یہ شیشہ خوب ہی پینے کو اس پری کے لیے

کہا یہ شمع سے پروانہ نے دم آخر
کہ خاک ہوتے ہین جل جل کے یون کسی کے لیے

بجائے فرش بچھائین ہم اپنی آنکھون کو
وہ آئین گھر مین ہمارے جو دو گھڑی کے لیے

مئی دو آتشہ کی کیفیت ہوئی حاصل
جو بوسہ لب میگون شراب پی کے لیے

کمال حسن پہ ای ماہ چند روزہ ہی
عبث غرور ہی دو دن کی چاندنی کے لیے

شب فراق مین اللہ رے میری تنہائی | نہین ہی سایہ بھی ہمراہ ہمدمی کے لیے
فلک سے ماہ چھپانے کو چاندنی لائے | وہ رشک ماہ جو دے حکم چاندنی کے لیے
بتون کی سخت کلامی بھی سخت پتھر ہی | ہمارے شیشۂ دل کی شکستگی کے لیے
سوال وصل جو اوس شوخ نے سنا تو کہا | تمہارے گھر نہین آتے تھے ہم اسی کے لیے
دیا ہی درد محبت جو تو نے ای خالق | تو دل بھی چاہیے پتھر کا آدمی کے لیے
ہمیشہ بیٹھتے ہین گلرخون کے غنچون مین | ہم اپنے غنچۂ دل کی شگفتگی کے لیے
وصال یار کے سامان اوس سے بڑھکر ہین | ہوئے تھے ہند مین جشن جوبلی کے لیے
وہ زار ہون مجھے دیکھین گے تب مرا احباب | جو خرد بین لگائین گے لاغری کے لیے
شب فراق مین گھبراؤن کسطرح تنہا | خیال یار کا ہر دم ہی دل لگی کے لیے
خوشی سے سینہ مین دل ہاتھ بھر کا ہو جائے | جو دل کا آئینہ لے لین آرسی کے لیے
وہ زہرہ طلعت اگر نقد جان بھی دیکے ملے | زیادہ نفع ہی اوس مین بھی مشتری کے لیے
کیا رقیب سیہ رو کو اونسے گھر مین مقیم | جگہ بہشت مین ٹھہرائی دوزخی کے لیے
جو موت آئے تو مین سمجھون عمر خضر ملی | وہ اور ہونگے جو مرتے ہین زندگی کے لیے

١٥٢ | انھین سے واد طلب ہون مشاعرہ مین ادیب | ١٩
غزل کہی ہی صفیر مکرمی کے لیے

ہوکے برباد جو خاک در جانان ہونگے | سرمۂ چشم دل و دیدۂ انسان ہونگے
مستعد قتل کو جب خنجر مژگان ہونگے | لاکھون سر کٹینگے پڑے سیکڑون بیجان ہونگے
ہوگئے آزاد اسیری دو عالم سے وہی | تیرے پھندے مین جو ای گیسوِ پیچان ہونگے
عید قربان کی خوشی ہوگی ہمین مقتل مین | گلے ملنے کو اگر خنجر مژگان ہونگے

یاد آئیگی جو قاتل کی ملیحی رنگت
دہن زخم مرے شکل نمکدان ہونگے

لکھتے لکھتے نہ خط شوق و نہین ہوگا ختم
اک قلم صرف جو عالم کے نیستان ہونگے

گرد کی طرح نہ چھوڑینگے لپٹ کر دامن
خاکسار رہے جو خاک در جانان ہونگے

ہم گدا توڑ کے جب پائے قناعت بیٹھے
ہاتھ اوٹھا کر نہ زر و مال کے خواہان ہونگے

پرنیان سمجھینگے صرف اپنے پھٹے کپڑون کو
سوکھے ٹکڑے بھی ہمین نعمت الوان ہونگے

اوسکی فرقت مین اگر سوکھکے ہونگے کانٹا
دامن یار سے ہم دست و گریبان ہونگے

ہم نہین چھوڑینگے ان کانٹون سے صحرا گردی
پانون مین چبھکے اگر سر سے نمایان ہونگے

نظر مہر سے اے مہر جو دیکھا تو نے
ذرے کوچے کے ترے مہر درخشان ہونگے

اے جنون دشت نوردی نہ چھٹیگی ہم سے
سد رہ لاکھ اگر خار مغیلان ہونگے

جگر و دل کی کشاکش مین پڑینگے آکر
جا گزین سینہ مین قاتل کے جو پیکان ہونگے

آکے دیکھینگے اگر خانہ پر ہول مرا
ملک الموت بھی گھبرا کے گریزان ہونگے

آتش عشق سے اے غنچہ دہن بعد فنا
پھول مرجھا کے مری قبر کے کلیان ہونگے

اے بتو قصہ پر درد سنینگے جو مرا
جن کے پتھر کے کلیجے ہین وہ گریان ہونگے

جب نہ ہمدرد نہ غمخوار ملیگا مجھسا
درد و غم آکے لحد پر مری گریان ہونگے

۱۵۳

جب کہ الفاظ و معانی مین نہین حسن ادب
پھر سخن سے ترے کیا شاد سخندان ہونگے

۱۵

جو بام پر وہ مہ خوش جمال ہوتا ہی
تو بدر شرم سے گھٹ کر ہلال ہوتا ہی

گناہ سے جو ہمین انفعال ہوتا ہی
تو آب شرم سے تر بال بال ہوتا ہی

مئی غرور سے سرشار تھا جو کل افسوس
وہ آج کاسۂ سر پائمال ہوتا ہی

ثبوت و نفی دہن مین ہین فلسفی حیران ۔ کبھی یقین کبھی احتمال ہوتا ہی
نہین پسند مجھے رنج دوست و دشمن ۔ کسی کے درد ہو مجھکو ملال ہوتا ہی
نہین ہی خال بلا وجہ آتشین رخ پر ۔ سپند واقع عین الکمال ہوتا ہی
وہ جام ہاتھ مین لاتا ہی ساقی میکش ۔ وہ میکدے سے طلوع ہلال ہوتا ہی
ہوا یقین کہ ہوتے ہین آفتاب سے لال ۔ شراب پینے سے چہرہ جو لال ہوتا ہی
نماز موسم پیری مین زاہد چھوڑو ۔ حرام سجدہ بوقت زوال ہوتا ہی
وہان گور سے آتی ہی یہ صدا ہر دم ۔ شہ و گدا کا یہان ایک حال ہوتا ہی
ہر ایک کو نظر آتی ہی قدرت خالق ۔ خدا کی شان بتون کا جمال ہوتا ہی
جو انقلاب جہان چاہیے وہ گل رعنا ۔ ابھی زمانہ کا کچھ اور حال ہوتا ہی
عدم سے منقبض آئے ہین جا ہین خندان ۔ گلون کا باغ جہان مین یہ حال ہوتا ہی
سفر کا دھیان جو آتا ہی باغ عالم مین ۔ تو میل راہ سے مجھے ہر نہال ہوتا ہی

۱۵۲
بچائے دل کو رہو دوست دلبران سے ادیب
دلون کے لینے مین ان کو کمال ہوتا ہی
۱۶

ورد زبان جو وصف لب شکرین رہے ۔ تا زیست منہ مین ذائقہ انگبین رہے
ملنے کی جستجو مین ہمیشہ حزین رہے ۔ ہم وصل کے فراق مین اندوہگین رہے
وعدہ اجل کا ٹل نہین سکتا ہی ایک دم ۔ انسان چھپ کے موت سے جا کر کہین رہے
آیا وہ ماہ شب کو تو فرط سرور سے ۔ بیخود ہوئے ہم ایسے کہ گویا نہین رہے
اہل نظر کا مرغ نظر جل کے ہو کباب ۔ دم بھر جو بے نقاب رخ آتشین رہے
ہر موے تن زبان ہو قاتل کے شکر مین ۔ لب پر دہان زخم کے صد آفرین رہے

رنج فراق سے نہ ہوے شاد ایک دن
ہم غمکدہ مین دہر کے اندوہگین رہے

ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
دن رات پاس اپنے جو وہ مہ جبین رہے

موے میان کا اوسکی نپایا کہین نشان
گو موشگافیون مین بہت نکتہ بین رہے

سارا جہان دام محبت مین ہی اسیر
وہ کون ہی جو ہو کے تمھارے نہین رہے

لطف و کرم سے اوسکے جو سیدھا نصیب ہو
ٹیڑھی نہ ہم سے یار کی چین جبین رہے

ہر ایک کو ہو شعلہ جوالہ کا گمان
شب بزم مین جو دور مے آتشین رہے

قدمون سے نکلی جاتی ہی قاتل کے خوف سے
ممکن نہین کہ پاون کے نیچے زمین رہے

ہم نے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
تم شب جو گھر مین غیر کے خلوت گزین رہے

تڑپے جو قبر مین دل بیتاب بعد مرگ
دن رات زلزلہ مین لحد کی زمین رہے

١٥٥

ملک فنا کی سیدھی سڑک اونکی ہانک ہی
رفت ستادپٹ سوے عدم از ہمین رہے

٢١

جب سے ہم کشتہ ہین تیغ ابروے خمدار کے
نخل خاک گور مین لگتے ہین پھل تلوار کے

ڈر تلاطم کا اونھین خطرہ نہ کچھ منجدھار کے
جو گئے دار فنا کو گھاٹ سے تلوار کے

ای خوشا تقدیر اوسکی ای زہے اوسکے نصیب
ہاتھ اونکے جسکی گردن مین پڑے ہون پیار کے

سرمہ چشم مست مین ہی جان جو کھونکا ہی ڈر
ہی غضب تیغ صفاہان ہاتھ مین میخوار کے

خواب مین شب کو وہ آیا بخت خفتہ جاگ اوٹھا
کیون نہ مین صدقے ہون اپنے طالع بیدار کے

آتش سودا سے صحرا مین بڑھی یہ تشنگی
مثل نشتر تیز ہین کانٹے زبان خار کے

خود مسیحا کو بھی حسرت دیکھکر اونکو ہوئی
جو کہ ہین بیمار تیری نرگس بیمار کے

ای طبیبو میری صحت ہی اگر مد نظر
شربت دیدار دو نسخے مین مجھ بیمار کے

ای مسیحا ضعف سے مرنا بھی مجھکو ہی محال — جان آسکتی نہین لب تک ترے بیمار کے
گھٹکے دم ہوگا فنا ای دل نجانا بھول کر — تنگ و پیچیدہ بہت کوچے ہین زلف یار کے
اب کوئی دم کا ہی مہمان ای مسیحا جلد آ — چھا گئی ہی مردنی منھ پہ ترے بیمار کے
مردون سے بدتر ہین ای قاتل جو ہین محروم قتل — زندہ جاوید ہین کشتے ترے بیمار کے
ہر دہان زخم سے آتی ہی مقتل مین صدا — آج ای قاتل سے کھلے جوہر تری تلوار کے
مرتبہ عرش معلی سے زیادہ بڑھگیا — خانۂ دل مین قدم جسدن سے آئے یار کے
جو کہ ظالم ہین کبھی ہوتے نہین ہین شادمان — خندہ زن ہرگز نہین دیکھے ہین لب سوفار کے
یا الٰہی دیکھیے کسدن بر آتی ہی امید — مدتون سے دانت ہین سیب ذقن پر یار کے
سخت جانی تلخ کامون کی جو ایسی ہی رہی — دانت کھٹے ہونگے ای قاتل تری تلوار کے
باتین کرتا ہی لب بام اوسکا بام عرش سے — مہر و مہ ادنی ہین ذرے خاک کوے یار کے
نوح کا طوفان اوٹھانا ابر کو کرنا خجل — یہ بھی چھینٹے ہین ہماری چشم دریا بار کے
کہکے قم منھ سے دکھاتے تھے مسیحا معجزے — زندہ مردون کو وہ کر دیتے ہین ٹھوکر مار کے

١٥٦

سرخروئی سے مری غیرون نے خون اپنا کیا
ای ادیب اوسنے دیے جب پان مجھکو پیار کے

٢٢

آجکل صحن چمن مین ہی خزان آئی ہوئی — جو کلی دیکھو نظر آتی ہی مرجھائی ہوئی
اوسکے کوچے سے مگر گلشن مین ہی آئی ہوئی — پھر رہی ہی کیون نسیم صبح اترائی ہوئی
دیکھکر آنکھین تمھاری ایسی شیدائی ہوئی — چشم نرگس باغ مین چشم تماشائی ہوئی
بادہ خوارون کی نکیون پر آگئے ای ساقی مراد — میکدے پر ہی گھٹا کی چھاؤنی چھائی ہوئی
اوس مسیحا کے فقط آنے کی اب ہی منتظر — حسرت دیدار مین آنکھون مین جان آئی ہوئی

دل مین رہتا ہی تصور اوس سراپا حور کا — یا مرے شیشے مین ہی کوئی پری آئی ہوئی

ہاتھ اوٹھتے ہی بڑھا دو ہاتھ بحر حسن اور — باعث افزایش حسن اونکی انگڑائی ہوئی

مجھکو قسمت کا دھنی کہتے ہین سب صاحب نصیب — جب سے اوس در کی میسر ناصیہ سائی ہوئی

تو وہ یوسف ہی سمجھتا ہی تجھے اے عزیز — وہ مہ کنعان زلیخا جسکی شیدائی ہوئی

تیغ قاتل سر جھکاے یون ہی شرم قتل سے — پہلی شب کی ہو دولہن جسطرح شرمائی ہوئی

ای جنون کانٹے چبھے ہین پاؤن مین تیز اسقدر — پار میرے سر کے نوک خار صحرائی ہوئی

ہجر دلبر مین وہ لاغر ہون پتا ملتا نہین — ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر مجھکو موت آئی ہوئی

دیکھکر اوس شمع رو کو شرم سے چھپتی نہین — شمع کی آنکھون مین چربی ہی مگر چھائی ہوئی

چشم دلبر کیا عجب چشم حسد سے دیکھتی — عین حکمت تھی جو نرگس کی نہ بینائی ہوئی

اضطراب دل بڑھا اس مرتبہ بعد فنا — ہو گئی باہر لحد سے لاش دفنائی ہوئی

دل لگانے مین ہمین اوس سبب یہ حاصل ہوا — اپنے بیگانے ہوے دنیا مین رسوائی ہوئی

اونکے اوٹھتے ہی اوٹھا دل مین مرے درد اسقدر — ناتوانی زور پر رخصت توانائی ہوئی

تخلیے مین آئے تھے کہنے کو کیا کیا سوچ کر — منہ سے کچھ اپنے نہ نکلا جب کہ تنہائی ہوئی

جنس دل واپس جو مانگی ناز سے اوسنے کہا — پھیرنا کوئی بھی ہی شی ہاتھ مین آئی ہوئی

آتشین رخ کو کیا جب وحشت پیمائی مین یاد — صورت شعلہ زبان خار صحرائی ہوئی

جب ہوا مد نظر اوس ماہ کامل کو سنگھار — شب سمٹ کر خال عارض بہر زیبائی ہوئی

۱۵۷ — ۱۹

موت کا دھیان ایک دم دل سے نکلتا ہی ادیب
ہر گھڑی ہر آدمی سمجھے اجل آئی ہوئی

یا الٰہی خیر کرنا بلبل ناشاد کی — آج بیڈھب ہی نظر بدلی ہوئی صیاد کی

کی صفت موزون جو اونکے قامت آزاد کی — طرز ہر مصراع مین ہی مصرع شمشاد کی
انتہا کی حد سے جب بیداد قاتل بڑھ گئی — پیش داور ہر دہان زخم سے فریاد کی
پائی بلبل نے حیات جاودانی قتل سے — کیا سمجھی تھی آب حیوان مین چھری صیاد کی
خانۂ ویران دلمین جلوہ فرما کیا ہوے — آپنے اوجڑی ہوئی بستی مری آباد کی
خانۂ زنجیر آہ آتشین سے جل گیا — ہو گئین خاکستر اپنی بیڑیان فولاد کی
وصل کا وعدہ کیا اوس گل نے جب گلزار مین — منہہ سے غنچون کے صدا آئی مبارکباد کی
خانۂ تاریک و تنہا اسقدر پرہول ہی — چھانون بھی ملتی نہین ہی سایۂ ہمزاد کی
ہو گئی روشن شب تاریک مرقد مثل روز — جب لحد مین روشنی روے انوریاد کی
قتل بلبل سے ہوئی اس مرتبہ شرمندگی — ماہی بحر ندامت ہی چھری صیاد کی
بلبل گریان کے نالے پر اثر جیدم سنے — اسقدر رویا کہ ہچکی بندھ گئی صیاد کی
جو گل آیا ہو کے پژمردہ گیا سوے عدم — کیا ہوا ہی ناموافق گلشن ایجاد کی
خانہ بربادونکی صورت اسی فلک چکر مین ہی — بد دعا تجھکو لگی کس خانمان برباد کی
آتے ہی مقتل مین ہو جاتا ہی ہر اک غرق آب — باڑھ کیا ہی بحر آب خنجر جلاد کی
اوڑ کے مرغان چمن گلزار سے جاتے نہین — کم نہین قید قفس سے کچھ کشش صیاد کی
نالۂ شبگیر کا چرچا ہی گھر گھر خلق مین — دھوم ہی ساری خدائی مین مری فریاد کی
ہر دہان زخم نے قاتل سے خوش ہو کر کہا — لذتین ہم سے کوئی پوچھے تری بیداد کی
عید ہوتی خنجر قاتل اگر ملتا گلے — حسرتین ساری نکلجاتین دل ناشاد کی

١٥٨

ای ادیب اک روز عقبی کا نہین آتا خیال
حیف ساری عمر تم نے مفت مین برباد کی

٣٣

یا خدا فکر دو عالم سے کر آزاد مجھے / دین و دنیا نہ ہے تیرے سوا یاد مجھے

چھوڑ کر جب سے گیا ہے وہ پری زاد مجھے / فرخ آباد ہوا ہے الم آباد مجھے

خوش نہین آتی یہ ہر وقت کی بیداد مجھے / مار ہی ڈالے گا گلا گھونٹ کے صیاد مجھے

دیکھیے جان مری کب قفس تن سے چھٹے / نہین معلوم کچھ اس قید کی میعاد مجھے

واہ اے وعدہ فراموش یہی وعدہ تھا / کہ نہ بھولے سے بھی اک روز کیا یاد مجھے

مین وہ اک بلبل ناشاد ہون غم کی صورت / رو دیا دیکھتے ہی باغ مین صیاد مجھے

بدگمانی مری جانب سے اسے ہے ایسی / قید رکھتا ہے تو پر کاٹ کے صیاد مجھے

ضعف سے کان تک اس شوخ کے پہنچے کیونکر / جب سنائی نہین دیتی مری فریاد مجھے

مصرع قامت خوبان جہان بھول گیا / بیت ابرو تری جسدن سے ہوئی یاد مجھے

ایک جھٹکے مین اسیوقت ابھی جاتی ہین / بیڑیان کیسی یہ پہناتے ہین جلاد مجھے

شور مرغان سحر تھے ہی صبح شب وصل / نالہ صور موذن کی ہے فریاد مجھے

میرے نالون سے وہ گھبرا کے یہ فرماتے ہین / چین لینے نہین دیتی تری فریاد مجھے

مین وہ عاشق ہون کہ پیا کسطرح ہے مرتا / چھوڑتے ہی نہین دم بھر کو پری زاد مجھے

وائے تقدیر ترے کوچے مین جانے کے لیے / جب مین اوٹھا کوئی پیش آگئی افتاد مجھے

زیست کی کنج قفس مین ہو توقع کیونکر / آب و دانہ دے جسوقت کہ صیاد مجھے

زخم کھانے سے کسی طرح نہین جی بھرتا / دست قاتل کی پسند آئی یہ بیداد مجھے

جسکو دیکھو وہ ہے سر دام محبت مین ہے قید / نظر آتا ہی نہین کوئی بھی آزاد مجھے

ایک دن بھی نہ ہے مرحال پر آیا اوسے رحم / بڑھ کے جلاد فلک سے ہے وہ جلاد مجھے

در بدر مجھکو پھرایا نہ کہین کا رکھا / مل گیا کیا جو کیا آپنے برباد مجھے

چور زخموں سے جو ہو جاے سراپا اپنا / تب بھی قاتل کا نہو شکوۂ بیداد مجھے
سرو سولی ہی تصور میں قد موزوں کے / باغ میں سبزۂ بیگانہ ہی شمشاد مجھے
پر کٹے ہیں نہیں طاقت بھی ہی اوڑنیکی / قید پھر کس لیے رکھتا ہی یہ صیاد مجھے
کھینچتا ہی نے معشوق کا نقشہ ہر دم / ہی تصور ہی مرا مانی و بہزاد مجھے
بے لیے داد کے دامن کو نہ چھوڑونگا میں / پیش داور جو ملا حشر میں جلاد مجھے
خوف سے کانپنے لگتا ہی سراپا وہ دم / یاد جب آتی ہی بیدردی جلاد مجھے
کیوں نہ سہرا مرے سر آج رہے مقتل میں / دھجیاں زخموں کی پہناتے ہیں جلاد مجھے
وہ لگا ہاتھ کہ باقی نہ رہے تسمہ بھی / نیم بسمل نکرا ہی بانی بیداد مجھے
تمنے کاندھوں سے دوپٹے کو جو لٹکایا ہی / آدمی سے نظر آتے ہو پریزاد مجھے
یاد میں تیری زمانہ یہ فراموش ہوا / کہ نہ اپنی بھی کسی وقت ہی یاد مجھے
گو کہ وہ دور رہی لیکن ہی بغل میں اپنی / چاہیے اہل کشش دل ہی امداد مجھے
اون سے ہر بات میں اسواسطے میں اوڑتا ہوں / نہ اوتارین کہیں شیشہ میں پریزاد مجھے
گرم ہو کر وہ کہا کرتے ہیں نالوں سے مرے / کیا جلاتا ہی ترا شعلۂ فریاد مجھے

١٥٩ — حکم سے اونکے کہی ہے یہ غزل میں نے ادیب / پیارے صاحب سے فقط چاہیے ہے داد مجھے — ١٤

قتل میں تا کہ نہ کچھ عذر ستمگار چلے / پیش قاتل لیے ہم ہاتھ میں تلوار چلے
خوف دربان کا کیا اونکا جو دیکھا چاہوں / نکہ شوق مری توڑ کے دیوار چلے
جب سنا کھینچ لیا قتل سے اوس ترک نے ہاتھ / ہاتھ ملتے ہوے مقتل سے گنہگار چلے
خوف کچھ نار جہنم کا نہیں رندوں کو / فصل گل آئی ہی جام می گلنار چلے

دام گیسو کے نہ ہم جال سے چھوٹا مرگ
پیچ مین کاکل پیچان کی گرفتار چلے

مرض عشق سے صحت نہین ہوتی ہی موت
پھر تبدیل مکان گور مین بیمار چلے

تندرستی کا جو بھوکا ہو تو ہو جائے سیر
تیرے کوچے مین ہوا کھانے جو بیمار چلے

ای مسیحا ترے بیمار کا اب ہی یہ حال
دیکھنے آئے تو روتے ہوئے غمخوار چلے

الوداع ای جگر و دل کہ ہی اب وقت فراق
رخصت ای زیست کہ ہم پیش ستمگار چلے

ہم وہ جانباز ہین کی شرط یہ گلبازی ہین
پھول اس سمت سے اوس سمت سے تلوار چلے

سن کے وا پردے سے اوس رخ کو غنیمت جانا
لوٹنے کے لیے ہم دولت دیدار چلے

١٦٠ نام غفار ہی اوسکا تو عجب کیا ہی ادیب
اوسکی رحمت پہ اکڑ کر جو گنہگار چلے ٢٣

شعر مین نظم جو وصف رخ تابان ہو جائے
مطلع نور مرا مطلع دیوان ہو جائے

وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہو جائے
شمع خورشید چراغ تہ دامان ہو جائے

سیر گلزار قیامت ہی بغیر اوس گل کے
نالہ صور صدائے گل خندان ہو جائے

کیا عجب شور تبسم سے ترے ای قاتل
وہین زخم اگر شکل نمکدان ہو جائے

دھوکے کھا کھا کے کرین اور بھی خون عشاق
خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہو جائے

ای مسیحا تب فرقت نے کیا ہی یہ حال
مجھکو دشمن بھی اگر دیکھے تو گریان ہو جائے

مین وہ مجنون ہون کہ پروا نہین ای وحشت جنون
چاک دامن کا اگر تا بگریبان ہو جائے

کوئی اوس رشک مسیحا سے یہ پوچھے جا کر
کیا اب آخر ہی مریض تب ہجران ہو جائے

روبرو آئے اگر اوس کا ہلال ابرو
ماہ نو دیکھتے ہی سر بگریبان ہو جائے

ہم کلگشت جو اوس تیر فگن کا ہو خیال
باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہو جائے

اسی حسرت کا ہی رونا شب و روز اے صیاد
ہم قفس میں رہیں فصل گل خندان ہو جائے

توتیا سے نہیں کچھ کم ہی غبار در یار
رہے آنکھوں میں جو خاک رہ جانان ہو جائے

عشق میں اوس گل خوبی کے یہ گل کھائے ہیں
بیٹھیں ویرانے میں جا کر تو گلستان ہو جائے

ہم فقیروں کے گھر آن بیٹھے جو وہ رشک پری
بوریا رتبہ میں اورنگ سلیمان ہو جائے

عشق میں ہمکو جو دھیان آئے لب لعلین کا
ہند میں بیٹھے ہوئے سیر بدخشان ہو جائے

جامہ زیبوں سے یہ الفت ہے نہ چھوڑوں تا حشر
ہاتھ دامن سے اگر دست و گریبان ہو جائے

چلیں خنجر جو اشارہ ہو ترے ابرو کا
تیر بر سیں جو ذرا جنبش مژگان ہو جائے

اے مسیحا ایک حکمت چلے دم میں ہو تمام
نہ بھلے چنگے کو جو بیماری ہجران ہو جائے

حور جنت کو جو یاد آئے تری اے گلرو
بڑھکے دوزخ سے اور روضۂ رضوان ہو جائے

جسکو گل خار نزاکت سے تھے اے چرخ افسوس
وہ گل اندام ہر اک خاک میں پنہان ہو جائے

یاد میں اوس رخ تابان کی اگر شور کروں
صبح محشر مری شام شب ہجران ہو جائے

میں وہ میکش ہوں اگر ترک کروں بادہ کشی
میکدے سونے ہوں ویران گلستان ہو جائے

۱۶۱

اے ادیب آپکی یہ سیف زبانی لاریب
کیوں نہ اعدا کے لیے قاطع برہان ہو جائے

۱۵

جھپکے غیروں سے اگر اون کے اشارے ہونگے
حسرت دید کے گھر دل میں ہمارے ہونگے

صورت سرو چراغان نظر آجائینگے
داغ سوزان جو سراپا میں ہمارے ہونگے

اثر گریہ کو جانینگے تب اے نالۂ دل
آبدیدہ جو وہ رونے سے ہمارے ہونگے

برچھیاں سیکڑوں تلواریں چلینگی لاکھوں
جب ترے ابرو و مژگاں کے اشارے ہونگے

اوسکی نظروں میں کب آئیگی بہار نرگس
جسکو اون آنکھوں کے منظور نظارے ہونگے

ہوں وہ بلبل جو کیے نغمۂ دلکش میں نے
نوعروسان چمن وجد میں سارے ہوں گے

لب جاں بخش و خط سبز اگر دیکھیں گے
خضر و عیسیٰ کو کہیں جان کے پیارے ہوں گے

ہوں وہ بیمار محبت کہ نہ اچھا ہوں گا
گو مسیحا لب جاں بخش تمہارے ہوں گے

گردش جام کی آئے گی نظر کیفیت
چشم میگوں سے جو ساقی اشارے ہوں گے

ہم وہ میکش ہیں کہ تو کیا ہے بھلا اے ساقی
لاکھوں شیشے میں پری زاد اتارے ہوں گے

دیدۂ جام کو دیکھیں گے تری فرقت میں
چشم میگوں کے جو منظور نظارے ہوں گے

خال تاباں کے تصور میں گھٹیگا یہ فروغ
ماہ و خورشید نظر میں مری تارے ہوں گے

آب شمشیر سے قاتل کی کریں گے سیراب
خشک جب دم و دہن تخم ہمارے ہوں گے

اونکے آجاتے ہی ہو جائیگی روشن ہر چشم
نرگس باغ کی آنکھوں کے وہ تارے ہوں گے

١٦٢

نظر آتے نہیں یہ ثابت و سیارا دیب
میری آہ شرر افشاں کے شرارے ہوں گے

١٦٣

روبرو جبکہ وہ ماہ رخ پر نور رہے
عید کے چاند کی دید اوسکو نہ منظور رہے

موت سے زیست ہی بدتر ہم اگر دور رہے
زندہ در گور رہے تم سے جو مہجور رہے

رات بھر ہجر میں اوس قد کے قیامت کی بپا
نالے مردوں کے جگانے کے لیے صور رہے

جاؤں تب باغ میں ہیں وہ مئی حسرت کیش
خم غنچہ میں اگر بادہ منصور رہے

ہیں دعا میں یہی ہم مست فقیروں کی مدام
ساقی آباد رہے میکدہ معمور رہے

ہوں وہ میکش کہ تمنا ہے یہی اے ساقی
تیری ٹھوکر سے مرا کاسۂ سر چور رہے

ہمہ تن کیوں نہ ہے چشم وہ مثل نرگس
عشق آنکھوں کا تمھاری جسے منظور رہے

دید اوس رخ کی نہ جس آنکھ کو ہو نہ نظر
دیدۂ کور کی مانند وہ بے نور رہے

یا الٰہی رہے دن رات بغل مین وہ پری — روز و شب گردش جام مے پر نور رہے
گلشن کوے بتان کی جو صفت حسن پائے — بڑھ کے وہ رخ سے ہو جنت مین اگر حور رہے
آب مے سے رہے سیراب مدام اے ساقی — عمر بھر اپنی عنب زادۂ انگور رہے
دیکھین موسی جو ترے بام کا جلوہ اے ماہ — اونکی آنکھون مین نہ پھر منزلت طور رہے
ہین وہ میخوار کہ میخانہ کی جب تک کی سیر — تا کئے جھانکتے ہم خوشۂ انگور رہے
موسم گل مین بھی کچھ لطف نہین ہے ساقی — مے گلنار گلابی سے اگر دور رہے
لذت درد کا او سدم ہو مزہ اے قاتل — چلے زخم اپنے سراپا مین جو ناسور رہے

۱۶۳ مرض عشق سے صحت نہین بجز موت ادیب — پھر تبدیل مکان قبر مین رنجور رہے ۱۷

گھر مین جب سے قدم اے ماہ لقا رکھا ہے — بخت خفتہ کو مرے تم نے جگا رکھا ہے
اوس گل اندام کی آنکھون سے نکر نا دعوی — ہمنے گلشن مین یہ نرگس کو سجھا رکھا ہے
دل کو تسکین ہے کسطرح نکالون اے ترک — سینہ مین دل کی جگہ تیر ترا رکھا ہے
باغ مین یار نے نرگس کو دکھا کر آنکھین — چشم بیمار کا بیمار بنا رکھا ہے
تو وہ گل رو ہے کہ جاتے ہی چمن مین تونے — چشم بلبل سے ہر اک گل کو گرا رکھا ہے
بزم مین عارض پر نور دکھا کر تم نے — شمع کو آتش حسرت سے جلا رکھا ہے
دیکھ لین گے وہ کسی دن تو بھلا نکلین گے — بستر اسواسطے کوچہ مین لگا رکھا ہے
یہی ممکن ہے کہ تو جا مین چھپا ہے جاؤن — زہر اسواسطے پہلے سے منگا رکھا ہے
ہجر ساقی مین سمجھتا ہون نہین چشم پرخون — مے گلرنگ سے جو جام بھرا رکھا ہے
یاد قامت مین جو روتا ہون تو کہتی ہے خلق — شور نالون نے قیامت کا مچا رکھا ہے

دیکھکر شکل کو رو دیتے ہین میری اعدا / غم کی صورت تری فرقت نے بنا رکھا ہی

ہم ہین وہ رند کہ قاتل نے ہماری خاطر / خنجر آب می گلگون مین بجھا رکھا ہی

جستجو آپ کو ہی کس لیے ای حضرت خضر / لب جان بخش مین کیا آب بقا رکھا ہی

ہمکو ان آئینہ رویون نے دکھا کر صورت / صورت آئینہ حیران بنا رکھا ہی

بحر اوسی قطرۂ ناچیز کو سب کہتے ہین / عشق مین جسنے کہ ہستی کو مٹا رکھا ہی

خاطر افسردہ نہ کیونکر رہین ای ماہ لقا / سرد مہری نے ترے دل کو بجھا رکھا ہی

۱۶۴ جان دی مین نے جدائی مین تو یارون نے ادب / قبر کو گنج شہیدان سے جدا رکھا ہی ۲۱

نالے کرتے ہین جو ہم درد مصیبت والے / تھام لیتے ہین جگر حسن کی صحبت والے

یاد آجائین اگر چاند سی صورت والے / حورون کو مڑکے نہ دیکھین کبھی جنت والے

زہد پر اپنے عبث پھولے ہین طاعت والے / بخشے جائینگے قیامت مین محبت والے

جان کھا لیتے ہین جب بیٹھتے ہین واعظ پاس / دل پکا دیتے ہین بک بک کے نصیحت والے

اہل دولت کو ضروری ہی خیال انجام / جامۂ تن کو کفن جانین خلعت والے

سیم و زر کو نہین کچھ مال سمجھتے عشاق / عشق سے اوس کے سمجھتے ہین دولت والے

مین وہ بیمار محبت ہون جو دیکھا آکر / روتے روتے ہوے بیمار عیادت والے

دفتر شوق ہی یہ طول کہ لکھتے لکھتے / ہاتھ دھو بیٹھینگے ہاتھون سے کتابت والے

کچھ کسی سے ہی تعلق نہ کسی سے مطلب / ہین زمانے سے جدا تیری محبت والے

بحر اول سے بچائینگی بتون کی الفت / لاکھ سمجھائین ہمین آکے نصیحت والے

سوکھے ٹکڑون مین مزے نعمت کونین کے ہین / سیر ہین نان جوین ہی سے قناعت والے

حشر مین حشر بپا ہونے کے قائل ہو گئے
یار کی چال جو دیکھین گے قیامت والے

جلوۂ شان خدا دیکھ لیا جو اوس مین
کلمہ پڑھنے لگے اوس بت کا شریعت والے

وقت گریہ لب رنگین کا جب آتا ہی خیال
خون دل آنکھون سے روتے ہین محبت والے

عرش پر جنکے دماغ آہ رہا کرتے تھے
مل گئے خاک مین وہ چاندسی صورت والے

دیکھ سکتے تھے عریان جنھین ماہ و خورشید
حیف اب ہاتھ پہ پھرتے ہین وہ خلعت والے

رہین حسرت سے گرفتار عذاب دوزخ
خواب مین کوے صنم دیکھین جو جنت والے

اہی شہ حسن وہ درگاہ تری عالی ہی
سرنگون آکے جہان ہوتے ہین دولت والے

رات دن شوق مین دیدار کے روتے روتے
آنکھین کھو بیٹھے تری دید کے حسرت والے

روز محشر ترے عاشق جو کرین گے نالے
الحذر سن کے پکارین گے قیامت والے

۱۶۵
کیا دکھائے تجھے اب دیکھیے یہ چرخ ادیب
وصل کی شب گئی دن آئے مصیبت والے
۱۶

یہی ہی آرزوے دل مری یارب ترے در سے
نہو تا زیست دم بھر سر جدا ازکوے دلبر سے

وہ دریاے لطافت ہو کے رخصت جب چلا گھر سے
تو اوٹھا نوح کا طوفان میرے دیدۂ تر سے

ہوا ہی عشق ایسا تیغ ابروے ستمگر سے
حسین اپنا گلا کٹواتے ہین خوش ہو کے خنجر سے

ادیب اب دل لگا کر بیٹھے ہو کیا بیدرد دلبر سے
کہو تو خیر ہی کسواسطے پھرتے ہو مضطر سے

خیال آیا جو رونے مین لب رنگین جانان کا
ہماری آنکھ سے لخت جگر ہو کر لہو برسے

لکھا مضمون شوق دید جسدم اونکو نامے مین
کیا خط بند ہم نے مردم دیدہ کی مہر سے

تصور رونے مین آیا جو چشم مست گلرو کا
مئی گلگون بجاے اشک ٹپکی دیدۂ تر سے

مین وہ ہون لے نہ میرے نام پر ہنگام مینوشی
گرا دیتے ہین میکش قطرۂ بادہ کو ساغر سے

چمن مین صوت بلبل صور کا نالہ ہی فرقت مین — صدا ے خندۂ گل کم نہین ہی شور محشر سے
حضور چہرۂ روشن چراغ زیر دامن ہی — مہ تابان کو کیا نسبت تمھارے روے انور سے
نہین کم آب حیوان سے ہی آب می بھی ای ساقی — تن بیجان مین جان آئی شراب روح پرور سے
چمن مین ہی ہر اک گل منتظر قربان ہونے کو — ترے صدقے کو غنچون نے بھری ہین مٹھیان زر سے
مثال آب باران ہی نہین تلوار کا پانی — ہوے ہین کھیت ہم کشتون کے سیراب آب خنجر سے
نہ لون اک قطرۂ می کے عوض دنیا وہ میکش ہون — نہ بدلون جام جم ٹوٹے ہوے مٹی کے ساغر سے
کھلی رہتی ہی روز و شب مثال دیدۂ عاشق — نہین معلوم کیون نیند اوڑ گئی ہی چشم اختر سے
بغل مین آینہ رو ہاتھ مین جام می گلگون — ہمارا مرتبہ کب کم ہی جمشید و سکندر سے

۱۶۶

ادیب افضال یزدانی جو شامل ہون پس مردن
تو آغوش لحد کچھ کم نہو آغوش مادر سے

۱۷

چمن مین ہمکو اگر یاد قد یار آئے — ہر ایک سرو نظر مین بشکل دار آئے
نہ جائے پھر کبھی یارب جو اکبار آئے — چمن مین چھاونی چھاتے اگر بہار آئے
لحد نے کھا لئے کہا میرے یار غار آئے — جو دفن ہونے کو مرقد مین خاکسار آئے
ہماری ہستی موہوم ایک دم کی ہی — عدم سے پھر جہان مین حباب وار آئے
وہ لاغری ہی کہ بعد فنا اگر آئین — نظر فرشتون کو میرا نہ جسم زار آئے
ہمارے اون کے دل صاف مین نہین ممکن — کہ مثل شیشۂ ساعت کبھی غبار آئے
قبا کو اپنی کرے چاک باغ مین ہر گل — چمن مین اوڑھ کے وہ گل جو جامہ وار آئے
نہو خلش تو نہین لطف بادیہ گردی — نہ باہر آبلۂ پا سے نوک خار آئے
کرون جو بادیہ گردی تو ہون وہ دیوانہ — کہ دشت مین مرے لینے کو سرے خار آئے

نہ خلق میں رہے کچھ سحر سامری کی قدر
فسونگری پہ اگر چشم سرمہ سا آئے

فراق یار میں شیشوں کو ہچکیاں آئیں
جو جام بزم میں آئے تو اشکبار آئے

کہا ہر ایک نے اوترا ہی تخت پریوں کا
وہ سیر کو جو ہوادار پر سوار آئے

نہ دل کو پھر کبھی ہو خوف سیاہی شب گور
لحد میں یاد اگر شمع روے یار آئے

بجھاؤں پیاس ابھی پھیر کر میں گردن پر
جو میرے قبضے میں وہ تیغ [illegible] آئے

جلوس اونکو سواری کا تھا جو مد نظر
کلیم لیکے عصا مثل چوبدار آئے

محبت دہن بے نشاں میں ہی ہے جان
نگاہ میں نہ کسیکی مرا مزار آئے

۱۶۷ گلوں کو ناز نہ حسن دو روزہ پر ہو ادیب
جو ایک بار خیال مآل کار آئے ۲۲

یاد آجائیں جو جلوے عارض پر نور کے
بھولکر موسیٰ نہوں پروانہ شمع طور کے

زخم ایسے گرم ہیں اپنے تن محرور کے
ہو گئے کافور پھاہے مرہم کافور کے

جلوہ حسن حسیناں کی اگر شہرت نہیں
شعلے پھر کیوں کانپتے ہیں شمع کوہ طور کے

باغ عالم میں عدم سے گل ہوے پھر جلوہ گر
سال بھر میں آگئے کیونکر مسافر دور کے

دیکھنا دم میں اوڑا دینگے ہمارے تیر آہ
مہر و ماہ آسمان کو ہیں نشانے دور کے

مثل گل خنداں رہا کرتے تھے باغ دہر میں
ہار تھے گردن میں اپنی ہاتھ جب اوس حور کے

صدمہ پائے نظر سے آگئی پژمردگی
جب کے دیکھا اوس گل نازک بدن کو گھور کے

مہوشان دہر کی اصل و حقیقت کیا رہی
جب قصور اوس مہر نے لاکھوں نکاح حور کے

خون عشاق اپنے ماتھے پر لگایا بہر زیب
شاہدان ہند کے ٹیکے نہیں سیندور کے

میں شب فرقت میں تنہا ایک دم رہتا نہیں
یاس و حسرت رنج و غم ہمدم ہیں مجھ مہجور کے

مژدۂ آمد سنا ہی جب سے اوس رشک مسیح
شادیانے بجتے ہین در پر ترے رنجور کے

وقت مینوشی جو ہی تلخی ہجران کا خیال
زہر کے ہین جام ساغر بادۂ انگور کے

کیا تب غم کی حرارت کا کہین حال اے طبیب
رات کاٹی ہم نے اندر بیٹھکر تنور کے

بند ہی دم شور محشر کا فغان کے سامنے
دم مری فریاد کا بھرتے ہین نالے صور کے

رنج و غم درد و مصیبت کا ہی ہر دم سامنا
دن جدائی کے مشابہ ہین شب عاشور کے

دیکھیے کس طرح طی ہو منزل ملک عدم
زاد رہ کچھ بھی نہین ہم ہین مسافر دور کے

یاد حق مد نظر ہر دم جو دم کے ساتھ ہی
میرے سب تار نفس ہین سبحۂ منصور کے

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر ہو گیا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے موسی کو اوڑ گئے پرزے طور کے

شہرت خوبان مصری تیرے آگے کچھ نہین
خوش نوا معلوم ہوتے ہین دہل دور کے

درد چشم مست ساقی کا جو ہی مجھ رند کو
دانۂ تسبیح دانے بن گئے انگور کے

سو دیون کو زہر ملنا چاہیے تھا مثل مار
شان اوسکی شہد پیدا گھر مین ہی زنبور کے

۱۶۸
جان دیتا ہون مین اوس کی تجلی پر ادیب
میرے مرقد مین ہون تختے شاخ نخل طور کے
۱۷

اک قیامت وصل کی شب مین نشان صبح ہی
صور کا نالہ ہمین شور اذان صبح ہی

عارض صافی اگر اونکا بیان صبح ہی
ابرو پر خم بھی مثل کہکشان صبح ہی

بھولجائے جو سنے اوس مہر طلعت کی صفت
مطلع خورشید کو ورد زبان صبح ہی

ہجر کی جب رات ہی روز قیامت سے دراز
پھر بھلا فرقت کی شب کسکو گمان صبح ہی

مثل قندیل اوسمین مہر داغ ہی اے مہروش
خانۂ دل یاد مین تیری مکان صبح ہی

اک کہانی ہی سحر کا وصف پیش روی یار
روبرو اوس رخ کے قصہ داستان صبح ہی

عارض صافی برابر ہی سحر کے نور مین — چہرۂ روشن تمہارا ہمعنان صبح ہی
زلف شب گون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر — ہو گیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی
رزق ہر اہل صفا کو غیب سے ملتا ہی روز — قرص خورشید جہان افروز نان صبح ہی
روشنی دیکھی نہین ایسی شب مہتاب مین — میری شام وصل گویا ہمعنان صبح ہی
ای دل آیا موسم پیری عبادت چاہیے — چشم غفلت کھول کہ وقت اذان صبح ہی
صاف طینت خلق خالق نے کیا ہی کم کو — روسیہ ہے طبع عالی پست شان صبح ہی
غائب آنکھون سے ہوا ہی جب سے وہ خورشید رو — دیدۂ عشاق مین تیرہ جہان صبح ہی
جلکے زاری سے مری کہتے ہین سکان عرش — الامان کیا نالۂ آتش فشان صبح ہی
دلمین ہی تلخی و بیداری ہجران کا جو دھیان — بدمزہ شیرینی خواب گران صبح ہی
زلف شبگون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر — ہو گیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

۱۶۹ وصل کی شب مل گئے ہین آج دونون وقت او
زلف پر شک شام کا رخ پر گمان صبح ہی ۱۶

صد حیف غیر حسین کہ داخل کیے گئے — اوس گھر سے دور ہم کسی منزل کیے گئے
ہو گا گناہ کعبہ کے ڈھانیکا ای بتو — عشاق کے شکستہ اگر دل کیے گئے
آئینہ رکھکے آینہ رو ون سکے روبرو — دعوے جو تھے خودی کے وہ باطل کیے گئے
عشاق آکے کوچۂ قاتل مین جسکے ہی — مرغان روح طائر بسمل کیے گئے
فرط ادب سے چپ رہے ہم قتل گاہ مین — جسدم کہ زیر خنجر قاتل کیے گئے
اسرار اونکے تنگ دہن کے نہ کھل سکے — ہمسے نہ حل یہ عقدۂ مشکل کیے گئے
ہم نے نہ پائی منزل مقصود ای قمر — گو مثل ماہ قطع منازل کیے گئے

شیرین کلام سن کے ہوئے ہم قریب مرگ
میٹھی چھری سے یار کی بسمل کیے گئے

جن ہاتھوں سے کہ قتل ہوئے ہم ہزار حیف
وہ گردن عدو مین حمائل کیے گئے

مثل صدا نکل گئے اللہ رے لاغری
جس وقت ہم اسیر سلاسل کیے گئے

ہم تشنہ کام کیون نکرین شکر دم بدم
سیراب آب خنجر قاتل کیے گئے

تخت ومن سمی کا سرپہ اوٹھانے کیواسطے
مامور خاص عرش کے حامل کیے گئے

نکلے تپش مین بڑھکے مرے داغہاے دل
خورشید حشر سے جو مقابل کیے گئے

صیاد نے لی جان گلا گھونٹ گھونٹ کر
فریاد جب قفس مین عنادل کیے گئے

ہر دم حضور دیدۂ عرفان رہا وہ رخ
پردے اگرچہ سیکڑون حائل کیے گئے

۱۷۰

محشر مین وہ حور وش جو ہمین لے گیا ادیب
ہم سمجھے قصر خلد مین داخل کیے گئے

۱۹

دست رنگین مین ترے اعجاز ہے دلدار ہے
طائر رنگ حنا اوڑجانے کو طیار ہے

سرو قامت نرگس آنکھیں اور گل رخسار ہے
سامنے اپنے وہ گل ہی یار کا اک گلزار ہے

زندگانی مین ہوا تھا مجھکو عشق زلف یار
اژدہا ہے گور بعد مرگ یار غار ہے

خندہ زن ہوتے ہین مجھپر چھوڑ کر منہ پر نقاب
پردۂ رخسار اون کا قہقہہ دیوار ہے

روز شب کو خواب مین آتا ہے وہ خورشید رو
خفتہ بختون کا نصیبہ آجکل بیدار ہے

دیکھکر کہتے ہین سب خوبان عالم رشک سے
ساق عریان یار کی کیا برہنہ تلوار ہے

رشک یوسف ہر گلی کوچہ مین آتے ہین نظر
فرخ آباد آج کل کیا مصر کا بازار ہے

چرخ نیلی پر گل نیلوفری کا ہے گمان
جوش پر یہ بحر اشک چشم دریا بار ہے

جس طرف دیکھو اوسیکا جلوہ آتا ہے نظر
سارے عالم مین یہ نور شمع روے یار ہے

صورت غنچہ نظر آتا ہی اوسکو انقباض
گلشن ہستی مین جو ای منعم زر دار ہی

خوف سے مریخ کے پر جلتے ہین آتے ہوے
گرم اوسکے کوچے مین یہ موت کا بازار ہی

ہجر مین بڑھکر ہی سولی سے بھی گلگشت چمن
سرو گلزار جہان مجھکو برنگ دار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم تن کیواسطے
سبزہ رخسار جانان مرہم زنگار ہی

خوف موجون کا نہ کچھ باد مخالف کا خطر
تو ہی کشتیبان جس کا اوس کا بیڑا پار ہی

یاد ابرو مین نظر جاتی ہی جب سوے فلک
ماہ نو کو جانتا ہون برہنہ تلوار ہی

میکدہ ہی ہمکو مقتل سے بھی بڑھکر ہجر مین
فرقت ساقی مین موج مے ہین تلوار ہی

ناتوانی کے سبب روتے رہین گے ہجر مین
غیر ممکن توڑتا اب آنسوونکا تار ہی

ہون وہ مجنون مجھپر ایسے سے سنگ کودکان
ہو گئی مدت کہ خالی دامن کہسار ہی

۱۷۱
جب سے جوہر اوٹھ گئے بزم جہان سے ای ادیب
شعر گوئی سے ہمارا دل بہت بیزار ہی
۱۴

سارے عالم کی ملی نعمت اوسے گھر بیٹھے
توڑ کر پانون جو انسان ہنر پر بیٹھے

رنج پر رنج ملا ہمکو ترے ہاتھون سے
ایک دن شاد نہ ای [illegible] ہم کبھی بھر بیٹھے

چشم پر نم سے یہ طوفان اوٹھا اشکونکا
سارے عالم کے نظر آنے لگے گھر بیٹھے

دل مضطر کو مرے چین ملے ای سفاک
توڑ کر سینہ جو پیکان جگر پر بیٹھے

جلوہ یار سے روشن ہی مرا خانہ دل
اوسکا دیدار میسر ہی مجھے گھر بیٹھے

فرط خوشبو سے مرا کلبہ احزان ہو چمن
گھر مرے آکے جو وہ یار سمنبر بیٹھے

عاشق آئینہ رو ہون مجھے سب کہتے ہین
دیکھلو یہ ہین نصیبے کہ سکندر بیٹھے

جب گیا کوچہ مین اونکے تو کشش سے ولی
دیکھنے کو وہ مرے بام پر آکر بیٹھے

می و میخانہ کی توصیف تھی سُننی مقصود
محفل وعظ مین ہم رند جو اکثر بیٹھے

جان آگئے تن بیجان مین قیامت اوٹھے
ایک دم پاس جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

صاف دل صورت آئینہ ملے ہم سب سے
پاس دشمن کے بھی دم بھر نہ مکدر بیٹھے

تم تو اوٹھتے ہو ابھی جائیگی جان عشاق
طائر روح روان تولتے ہین پر بیٹھے

بار رنج و غم تنہائی دلبر ہی ستم
درد اوٹھنے سے نہ کیونکر دل مضطر بیٹھے

١٤٣ ٣٦

اوسکے پڑھنے کا مزہ بزم سخن مین ہی ادیب
چوٹ جس شعر کی ہر ایک کے دل پر بیٹھے

خوشا طالع کہ ان روزون بغل مین اک پریرو ہی
زہے قسمت کہ سرما مین ہمارا گرم پہلو ہی

الٰہی کس بلا کی یہ شب تاریک گیسو ہی
کہ اوسکے سایہ سے شک رات کا دن پہ ہرک سو ہی

زیادہ [illegible] طول گیسو ہی
کہ عمر خضر سے اصلا نہین فرق اک سر مو ہی

سبب رونق کا ای گل باغ عالم مین فقط تو ہی
برنگ گل چمن مین اور گل مین صورت بو ہی

وہ صبح رخ ہی جس سے رشک ہو صبح بنارس کو
خجل جس سے اودہ کی شام ہو وہ شام گیسو ہی

کیا تھا تشنہ کامون کو جو سیراب آب خنجر سے
زبان شکر قاتل جسم پر ہر اک سر مو ہی

تصور کعبۂ دل مین ہی خال روے جانان کا
تعجب ہی کہ بستی مین مسلمانون کی ہندو ہی

کہا کرتے ہین ای ناصح عداوت ترک عادت کو
محبت خوبرویون کی ہمیشہ کی مری خو ہی

نہ تولی ایک دن جب جنس حسن اوس ماہ طلعت کی
بتا ای چرخ پھر کس کام کی تیری ترازو ہی

چھڑایا آب خنجر اسقدر زخمون کے چھرون نے
لب ہر زخم اپنا قاتلو گویا لب جو ہی

گیا ہی جب سے وہ مین رات بھر بیتاب رہتا ہون
کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل یہ درد پہلو ہی

رہا کرتا ہون گریان گوہر دندان کی فرقت مین
در غلطان کی قیمت کا مرا ہر ایک آنسو ہی

جو دیکھا غور سے ہمنے تمھارے سر کے بالونمین
نہین تعویذ گوسے کا شب یلدا مین جگنو ہی

محبت زلف پیچان کی نہین ہی کھیل لڑکون کا
کھلانا سہل کالے کا ہی مشکل عشق گیسو ہی

مسیحا وہ لب جان بخش ہین معجز نمائی مین
جسے کہتے ہین ساحر سامری وہ چشم جادو ہی

وہ لاغر ہون کہ مجھپر انگلیان اوٹھتی ہین لوگونکی
قد خم گشتہ ماہ نو ہی جب سے عشق ابرو ہی

فراق اوس سرو قد کا کم نہین مجھکو قیامت سے
صدا لئے صور محشر باغ مین قمری کی کوکو ہی

طبیبو تمکو سودا ہی جو آئے ہو دوا کو
مسیحا سے بھی ناممکن علاج درد پہلو ہی

ہوئین جب ہڈیان سوز درون سے جل کے خاکستر
سگ دلدار کا طالب پھر اب دل کیلیے تو ہی

وہ روز ہجر ہی جسکو حشر کا دن لوگ کہتے ہین
قیامت تک نہین جسکی سحر وہ شام گیسو ہی

تمھاری زلف پیچان کی ہی الفت سارے عالم کو
مطیع اس نام کا ہر اک مسلمان اور ہندو ہی

چلے جسکے گلے پر پھر نہ مانگے وہ کبھی پانی
نہین کھلتا ہمین کس گلے کی تیغ ابرو ہی

گیا تھا سوزش دل سے کسی دن مین نہانیکو
حباب بحر سے پر آبلہ ابتک لب جو ہی

تب فرقت کی بیماری کا پھر کیون خوف ہو مجھکو
تمھارا نام جب ہر دم مرا تعویذ بازو ہی

مسیحا یان تنگ جانان ہی بہت مشکل
فلاطون سر بزانو اور گم عقل ارسطو ہی

۱۷۳

ادب سے جان کو خود عصیان کیون ہی اے خالق
جو اوسکے جرم کی عادت تو بخشش کی تری خو ہی

۲۶

دلرباؤن کی بے وفائی سے
دل کو نفرت ہی آشنائی سے

یہ بھی ہی شان کبریائی سے
جو و دیکتا ہی سب خدائی سے

پوچھئے کیا ہو داستان فراق
بڑھ گئی ہی شب جدائی سے

ٹوٹے اگر ہاتھ سے وہ شیرین لب
زہر کچھ کم نہو مٹھائی سے

بازآؤ تمھین خدا کی قسم | اے بتو دعوے خدائی سے
ہین وہ بلبل قفس مین ہون پابند | جو کہ مایوس ہی رہائی سے
سچ تو یہ ہی اولٹ گئی قسمت | کج اداؤنکی کج ادائی سے
تھک گئے جراح ہوگئے عاجز | میرے ہر زخم کی سلائی سے
بدر گھٹکر ہوا ہلال اے ماہ | تیری چوکھٹ کی جبہہ سائی سے
مجھکو حیرت ہی کیسے جیتا ہون | صدمہ ہاے شب جدائی سے
تیرے در کا فقیر کہتا ہی | شاہی اچھی نہین گدائی سے
وصف شیرین لبونکا ہو کیونکر | بند لب ہوگئے مٹھائی سے
یہ لطافت دیکھی ہی نہ سنی | راز دل ہی عیان صفائی سے
تیرے در پر ہمنے سجدے کیے | ہوگئے محو جبہہ سائی سے
خواب مین بھی نہ پوچھے ہم اوسنے | بخت خفتہ کی نارسائی سے
دھیان آنکھونکا رونے مین نہ گیا | تیر جاتے نہین ترائی سے
دونون رخسار ہین وہ غیرت صبح | ششدر آئینہ ہی صفائی سے
شکل مردے کی بن گیا ہون مین | زندگی موت ہی جدائی سے
آپ ہی تم جو نہ ادھر دیکھو | ہاتھ دھو بیٹھو پارسائی سے
اختر چرخ وہ ستارہ بنا | جو گرا اوسکی زیر پائی سے
ہین غنی جب سے بیٹھے توڑکے پاؤن | پائی شاہی شکستہ پائی سے
ہون وہ مجنون کہ خار صحرائی | سر مین نکلے برہنہ پائی سے
ہم وہ غمدوست ہین کہ دل نہ کھلے | غم کو ہین کی سمائی سے

ہم مرا ہی لبون پر اِی قاتل
گردن و تیغ کی جدائی سے

صورت مردہ ہم ہین گھر ہی بحد
زندہ درگور ہین جدائی سے

١٧٤

غم غلط کرتے ہین ادیب اپنا
یہ غرض ہی غزل سرائی سے

١٧

لی تعلی کی جو تم سے ماہ نے
لالہ لسان اعمی کیا اللہ نے

بحر غم سے ہجر کے ای بحر حسن
پار بیڑا کر دیا اللہ نے

لاغری مین فرق پہ ہی بار غم
کوہ کو سر پر اوٹھایا کاہ نے

عاشق شیدا نہ اوچھلے ڈوب کر
جان لی چاہ ذقن کی چاہ نے

میرے رونے سے پسیجا ہی وہ بت
موم پتھر کو کیا ہی آہ نے

حسن مین تمسا نہ پایا دوسرا
شمع لیکر گو کہ ڈھونڈا ماہ نے

شمع مہر و ماہ کو روشن کیا
اختر خال رخ دلخواہ نے

میرے حق مین دشت پیمائی کے وقت
کانٹے کیون بوئے ہین خار راہ نے

سوئے مقتل خود کھچا جاتا ہون مین
یہ کشش کی ہی شہادتگاہ نے

اسم اعظم کی صفت نام خدا
پائی ہی نام بت دلخواہ نے

جب کسی سے بھی نہ اوٹھا بار غم
تب مجھے پیدا کیا اللہ نے

رتبہ پایا عرش اعظم سے سوا
ای صنم تیرے ترقی خواہ نے

مجھ گدا نے نظم کی توصیف یار
فتح اقلیم سخن کی شاہ نے

سقف گردون کو فراق یار مین
کر دیا غربال تیر آہ نے

سب یہ کہتے ہین دہن ملتا نہین
کر دیا گم ہمکو اس افواہ نے

جو ترے در کا ہوا آکر فقیر | ٹوپی بدلی اوس گدا سے شاہ نے

۱۷۵ | شکر کا سجدہ بجا لا وادیب | ۱۷
رزق بے منت دیا اللہ نے

سیر گلشن سے طبیعت رہی کیا شاد اپنی | تیوری بدلے ہوئے پھرتا ہو جو صیاد اپنی
کھینچے تلوار اگر وہ ستم ایجاد اپنی | آنکھ جھپکائے ابھی جوہر فولاد اپنی
ہین وہ جانباز نہ پھیرین گے کبھی منھ مڑ کر | اے ستمگار دکھا تو ہمین بیداد اپنی
خوبرو دلمین جگہ دیتے ہین وہ عاشق ہون | میری تکلیف سمجھتے ہین پریزاد اپنی
کبھی تشریف جو لائے گا دل ویران مین | بستی اوجڑی ہوئی ہو جائیگی آباد اپنی
مثل دیوانون کے اسطرح تنکے چنتے | شکل ہم کو جو دکھاتا وہ پریزاد اپنی
زہد صد سالہ ابھی چھوڑ دین دیکھین جو بتو | پارسائی کرین نذر آپ کے زہاد اپنی
رنج سہنا مگر اے دل نہ شکایت کرنا | بات کوئی تو ہو عشاق مین ایجاد اپنی
پھونک کر پھینک دے یا لاش کو میری اوسنے | کوچۂ یار مین مٹی ہوئی برباد اپنی
بھولتے دونون جہان کو نہ کبھی ہم ہرگز | نہ دلاتا وہ پریزاد اگر یاد اپنی
رہے غفلت مین نہ کچھ خوف کیا عقبی کا | حیف سب عمر گئی مفت مین برباد اپنی
سر کو ٹکرا کے نہ کیون جان حزین قید مین دین | جب اسیری مین ہو کوئی کبھی میعاد اپنی
سخت جان ایسے ہین جانباز جو آیا پئے قتل | چوکڑی بھول گیا دیکھ کے جلاد اپنی
سامنے اوس قد بالا کے بھلا کیونکر ہون | اصل کیا رکھتے ہین گلزار مین شمشاد اپنی
نالہائے دل پر درد عنادل نہ سنے | خیریت چاہے اگر باغ مین صیاد اپنی
جانکنی ہنسنے کی عشق لب شیرین مین | جو سنے کوہکنی چھوڑے فرہاد اپنی

١٧٦ — ٢٥

غیر ممکن غزل اسطرح مین ہم تھی ادیب
ہوتی موزون نہ اگر طبع خداداد اپنی

ہی خبر گرم آج حسب وعدہ یار آنیکو ہی — بعد مدت کے تجھے ای دل قرار آنیکو ہی
پھر بگلگشت چمن وہ گلعذار آنیکو ہی — چشم بلبل مین گل گلزار رخسار آنیکو ہی
روی رشک آئینہ پھر خاکسار آنیکو ہی — یا حلب کے ملک مین فوج تتار آنیکو ہی
مشعل رخ کا تصور چاہیے ای دل فروز — کوچہ گیسو کی راہ تنگ و تار آنیکو ہی
جانکنی کرنیکو اپنی ای بت شیرین ادا — کوہکن سے بڑھکے کوئی ستمکار آنیکو ہی
حال رخصت سنکے اوٹھا چاہتا ہی درد دل — جس سے یاد اوسکی رہے وہ یادگار آنیکو ہی
باغ جنت سے تمہارے پاس ای طوبی قدو — سرو بھر پا بوسی سایہ دار آنیکو ہی
تشنہ کامان شہادت کی بجھیگی تشنگی — وہ ستمگر لے کے تیغ آبدار آنیکو ہی
روز فرقت تو کٹا مشکل سے کیا ہو دیکھیے — پھر وہی کل کی شب تاریک و تار آنیکو ہی
سنکے شوق زینت آرایش ای آئینہ رو — آئینہ بنکر ترا آئینہ دار آنیکو ہی
داغ روشن سے ہی روز اپنی شب تاریک گور — کسلیے بعد فنا شمع مزار آنیکو ہی
ہی چمن مین کس نگارین پا کا شوق پای بوس — راہ یک سالہ جو طی کرکے بہار آنیکو ہی
کسنے بے پر کی اوڑائی ہی چمن مین بلبلو — کون کہتا ہی کہ فصل نو بہار آنیکو ہی
بیٹھتے ہی تھے ہی صدا آئی وہان گور سے — بعد مدت کے ہمارا یار غار آنیکو ہی

ای ستمگر جب سے قتل عام کا مژدہ سنا — سر بکف مقتل مین تیرا جاہ نے
واسطے سیر گل داغ دل اوس گل کا ہی قصد — میرے جانے باغ مین طرز آہ نے
پھول سے لبریز غنچون کے سبو ہین جابجا — آج کیا گلشن مین کوئی بار آہ نے

اضطراب دل سے جاگ اوٹھین گے مردے قبر مین
زلزلے مین ایک دن ہر مزار آئے کبھی

غنچہ گل دار بھی عاشق ہے کیا ای غنچہ لب
لیکے زر مٹھی مین جو بہر نثار آئے کبھی

خاک اوڑیگی دیکھنا گلشن مین اوس گل کے بغیر
بلبلو فصل بہار اکی ہزار آئے کبھی

کس سے پوچھون گوش گل بہرے ہین بلبل گنگ ہے
ای صبا تو ہی بتا دے گلعذار آئے کبھی

بارش مژگان کے باعث ایسی ارزانی ہوئی
اشرفی کے مول جو تھا وہ کنار آئے کبھی

اضطراب دل سے گھر مین ہین کبھی در پر کبھی
ہمنے جسدم یہ سنا ہے آج یار آئے کبھی

آتش حسرت سے جل جلکر مرے جاتے ہین غیر
یہ فروغ ان کا [illegible] ایک کے یار آئے کبھی

۱۷۷

ای ادیب اپنے ہر اک دم کا ہے ہر دم حساب
موت اک دن صورت روز شمار آئے کبھی

۲۵

بعد عروج ماہ ہو صورت زوال کی
کیونکر خوشی ہو بدر کو اپنے کمال کی

تیرے گدا سمجھتے ہین کیا اصل مال کی
کمل کے [illegible] شال کی

بیخود یہ ہین خبر نہین کچھ اپنے حال کی
اللہ رے خوشی مجھے روز وصال کی

جسنے کبھی نہ دیکھی ہو صورت بلال کی
دیکھے وہ شکل یار کے رنگین جمال کی

اوس ماہرو کے ہجر مین ایسا نحیف ہون
قد خمیدہ شکل بنا ہے ہلال کی

پہلو مین بیٹھ بیٹھ کے دل لیگئے مرا
تمنے تو دل سے عاشق شیدا سے چال کی

اوس نونہال کی یہ مسین بھیگتی نہین
کونپل نکلتی آئی ہے شاخ نہال کی

سامنے اوس قد بالا آمد فصل بہار ہے
وحشت ہمارے دل کو ہے پھر پار سال کی

نالہاے دل فروغ مین مثل چراغ روز
اللہ رے روشنی ترے چہرے کے خال کی

جا لگتی ہے یہ کہ چمن مین جو آیا وہ شمع رو
مانند شمع شاخ ہوئی ہر نہال کی

قصر بلند یار کا اللہ رے ارتفاع — ہمت ہے پست طائر وہم و خیال کی
نازک مزاج وہ شیشۂ دل ہے کہ چور ہو — لگ جائے اسکو ٹھیس جو پائے خیال کی
حرمت اسی میں ہے کہ نہ جا سنمو کسی پاس — اے دل جو نان خشک ملے حق حلال کی
اوس ماہرو کا مثل کوئی ہو تو سچ بتا — اے بدر تجھکو ہے قسم اپنے کمال کی
شیریں لبوں کے حسن کی جب سے صفت لکھی — شہرت ہے شہر شہر میں حسن مقال کی
رو دیتے ہیں عدو بھی مری شکل دیکھکر — فرقت میں ہوگیا ہوں یہ کثرت ملال کی
نوک مژہ کھٹکتی رہی بعد مرگ بھی — کب نکلی پھانس اپنے دل پر ملال کی
اثبات میں دہن کے ہے بیکار گفتگو — اے شاعرو یہ بات نہیں قیل و قال کی
جب سے رنج و غم کا نہ پایا کہیں علاج — بزم سخن میں جاکے طبیعت بحال کی
دائم سرور جسمیں سکونت گزیں رہا — وہ دل فرودگاہ ہے رنج و ملال کی
اک نوجوان وصل کی ٹھہری ہے ساقی آج — وہ مے دیجو کشیدہ ہو جو چار سال کی
دریا تو آن سے ہے اوس بت نشیں نگاہ کر — آ لوگو کوچہ میں کاٹ اپنے خیال کی
دھو جائیں اپنے نامۂ اعمال گر کہیں — کثرت یہی ہے جو ہے عرق انفعال کی
مخمور جب سے بادۂ وحدت کے ہو گئے — ہم دیکھتے ہیں جام میں صورت کلال کی

١٧٨

گل خندہ زن ہیں حسن دو روزہ پر اس قدر اب
رو دیں گے یاد آئے گی جب اوس مآل کی

٤٠

پابند جو محبت زلف دوتا میں ہے — گویا ازل سے قید وہ دام بلا میں ہے
شادی کے ساتھ رنج بھی دار فنا میں ہے — آواز نالہ خندۂ دندان نما میں ہے
جب سے کہ کھل گئی ہے مری چشم معرفت — جس بت کو دیکھتا ہوں وہ حمد خدا میں ہے

دم بند ہو مسیح کا سنلین اگر کلام
اعجاز وہ ترے لب معجز نما مین ہے

بیتاب ہو کے نالون سے صیاد بول اوٹھا
کیا درد شور بلبل نغمہ سرا مین ہے

خالق سے التجا ہے چمن مین ترے وہ گل
ہر ایک شاخ ہاتھ اوٹھائے دعا مین ہے

چھٹتا نہین ہے گیسوے مشکین کی قید سے
یارب دل حزین یہ مرا کس بلا مین ہے

لب اپنے بند ہو گئے وقت بیان وصف
شیرینی ایسی قند لب دلربا مین ہے

مثل جوان اوٹھائے ہے عالم کا بار ظلم
کیا زور پیر چرخ کی پشت دوتا مین ہے

عمر خضر سے بال برابر نہین ہے فرق
ایسا ہی طول یار کی زلف دوتا مین ہے

چکر مین رہتے ہین جنھین روزی کی ہے تلاش
گردش ہمارے دانہ ہر اک آسیا مین ہے

کیا اعتبار قصر تن زار غافلو
ہر دم حباب وار یہ بحر فنا مین ہے

مایوس کیون ہوا ہے دل مہجور صبر کر
ہو روز ہجر وصل یہ قدرت خدا مین ہے

قدمون کے ساتھ پھرتے ہین عشاق جابجا
تاثیر نقش حب کی ترے نقش پا مین ہے

نالون کو سنکے گھر سے وہ آتے ہین دوڑ کے
دیکھو تو کیا اثر مری آہ رسا مین ہے

مرضی کردگار مین لازم نہین خلاف
بندہ وہ ہے جو ہر گھڑی رضاے خدا مین ہے

اوس ماہرو نے بھیک جو دی اپنے ہاتھ سے
عالم ہلال کا لب نان گدا مین ہے

زلف سیاہ جب رخ روشن پر آگئی
سب بول اوٹھے کہ مہر منور گھٹا مین ہے

پوچھین گے پر غرور امیرون سے ہم فقیر
کچھ فرق بعد مرگ بھی شاہ و گدا مین ہے

١٦٩ کیا حال پوچھتے ہو زمانہ کا اے ادیب
الفت عزیز مین ہے نہ مہر آشنا مین ہے ٣٥

غربت مین ہم ہین روح ہماری وطن مین ہے
بلبل قفس مین جان پریشان چمن مین ہے

وہ بات آجکل مرے گل پیرہن میں ہی — شرمندہ جسکو دیکھکے ہر گل چمن میں ہی

جو رنگ روپ آجکل اوس گلبدن میں ہی — ایسی کہاں بہار عروس چمن میں ہی

وصف دہان یار کا رکھتا نہیں جو ورد — کس کام کی زبان پھر اوسکے دہن میں ہی

اک مہروش کے ہجر میں دی ہی جو میں نے جان — عالم شعاع کا مرے تار کفن میں ہی

آئے جو مہر صورت خال سیاہ ہو — تاریکی اس قدر مرے بیت الحزن میں ہی

عشق کمر میں یار کے اسدر لاغری — معدوم جسم زار مرا پیرہن میں ہی

بزم جہان میں شمع کے مانند ہیں خموش — کہنے کو گو زبان ہمارے دہن میں ہی

ہنگام شب ہی مجمع اغیار میں وہ مہر — ہی طرفہ بات رات کو سورج گہن میں ہی

سیماب کا ہی شیشہ میں دو آب پر — سیلاب اشک چشم پہ گنگ و جمن میں ہی

مردہ کیا ہی ہجر نے اک عمر سے مجھے — عالم کفن کا مدتوں سے پیرہن میں ہی

بھولون کبھی مجھ غریب کو کرتے نہیں ہیں یاد — یہ کیسی بے مروتی اہل وطن میں ہی

دو باتیں کر کے دل کو ہر اک کے لبھا لیا — انداز سحر کا ترے طرز سخن میں ہی

دست جنون کی دست درازی سے بعد مرگ — ہی تار تار تار جو اپنے کفن میں ہی

آزاد ہی وہ قید سے دونوں جہان کی — جکڑا ہوا جو زلف رسا کی رسن میں ہی

غائب نظر سے ہی دہن تنگ یار کا — لیکن بجائے نام کمر پیرہن میں ہی

اے بت سبھی کلام کے قائل ہیں لا کلام — لیکن ہمیں کلام ثبوت دہن میں ہی

خنداں عجب ہیں اپنے دو روزہ بہار پر — یہ حسن مستعار گلوں کا چمن میں ہی

رنگین شعر پڑھتے ہیں اوس گل کے وصف میں — بزم سخن میں ہم ہیں کہ بلبل چمن میں ہی

ہو شمع کے لباس میں یا گل کے بھیس میں — معشوق دلربا ہی وہ جس پیرہن میں ہی

عشاق جان دیتے ہین بے نیزہ و سنان
اے ترک طرفہ نوک تری بانکپن مین ہے

تازہ مدام رہتے ہین گلہاے داغ دل
کیا بے خزان بہار ہماری چمن مین ہے

گلگشت مین کھلا رخ پر نور دیکھکر
سورج مکھی کا پھول شگفتہ چمن مین ہے

بیٹھے جو بزم یار وہ قسمت کا ہے دھنی
اوسکے نصیب جا اوس انجمن مین ہے

آنکھین تمھاری ہین وہ فسون ساز اے بتو
حیران جنکو دیکھکے نرگس چمن مین ہے

پھوڑا ہے مین نے سر لب شیرین کے عشق مین
کیا فرق مجھ مین اور بھلا کوہکن مین ہے

بوسہ ملا تو جی سے گئے عمر ابد ملی
آب حیات یار کے چاہ ذقن مین ہے

اے گلبدن جو پاؤن کا تیرے غبار ہے
وہ خاک سرمہ چشم عروس چمن مین ہے

آنکھون سے ہم لگاتے ہین گل اوسکو جانکر
جو خار دیکھتے ہین کہ راہ وطن مین ہے

گلزار کائنات کی طرفہ بہار ہے
جس گل کو دیکھو ہوش ربا اس چمن مین ہے

دنیا کی نعمتون سے بھی بھرتا نہین کبھی
ناسور کیا حریصون کے زخم دہن مین ہے

اے میر دم سے بزم حسینان مین روشنی
مانند شمع داغ جگر انجمن مین ہے

اے بت جو رشتہ سبحہ و زنار کا ہے ایک
پھر کیا نہین ہے شیخ مین کیا برہمن مین ہے

لینے سے اوسکے نام کے لب بند ہو گئے
شیرینی ایسی یار کے سیب ذقن مین ہے

۱۸۰
بزم سخن مین قدر کچھ اپنی نہین ادیب
میر شمار ہی نہین اہل سخن مین ہے
۳۲

دلمین ہمارے سرور ہے کیفیت شراب سے
پر نور گھر ہے عکس رخ آفتاب سے

میرے گناہ جب کہ ہین باہر حساب سے
کچھ ڈر نہین حساب کے دن کے عذاب سے

در پہ کھڑے ہوئے وعدہ کی شب گھر مین گئے کبھی
دم بھر نہین ہے چین کہین انتظار سے

ساقی عجب نہین ہی جو بہ جاوے دور تک
کشتی مئی تلاطم موج شراب ہے

شاید وہ دین گے شربت دیدار چھانکر
سوچہ کیون چھپالئے ہین منہ کو نقاب ہے

ہوگا گمان خلق کو طوفان نوح کا
آنسو اگر گرے مری چشم پر آب ہے

سب بول اٹھے آفتاب قد آدم آگیا
وا ہو گیا جو وہ رخ روشن نقاب ہے

جب تک نہ صاف ہووے بشرہ دلکی تیرگی
ای شیخ تجھکو فائدہ کیا ہی خضاب ہے

آب حیات سے نہین کچھ کم ہی آب مے
مین بادہ کش ہون پیست مری ہی شراب ہے

مین مرگیا ہون گوہر دندان کی یاد مین
احباب غسل دین مجھے موتی کی آب ہے

ای مہر اپنے درہم داغ اب فروغ مین
کچھ کم نہین ہین اشرفی آفتاب ہے

ہم شوق دید عارض پر نور یار مین
آنکھین لڑا رہے ہین کھڑے آفتاب ہے

اپنے دہن کیطرح رہے گم تمام رات
ایسے شب وصال وہ سمٹے حجاب ہے

وہ پہلوی رقیب سے پھر آئین میرے گھر
ای چرخ کیا ہی دور ترا انقلاب ہے

گلشن مین خاک اوڑتی ہی سونے ہین میکدے
تجھ بادہ کش نے کی ہی جو توبہ شراب ہے

تھا پہلے اجتناب مگر اب یہ شوق ہی
زاہد جو کھولتا ہی تو روزہ شراب ہے

دیکھا بلند قصر جو اوس رشک ماہ کا
دستار گر پڑی ڈالگی سر آفتاب ہے

ہاتھ اپنے گھس گئے یہ لکھے ہمنے خط شوق
لیکن نہ خوش کیا کبھی اوسنے جواب ہے

ہنگام دید پردہ رخ ہو گیا وہ چند
تار نظر جو ہل گئے تار نقاب ہے

وہ مست ہین کہ دیدہ و دل کرتے ہین نثار
ایسا ہی انکا شیشہ و جام شراب ہے

ایسا گناہگار نہین کوئی حشر مین
دوزخ بھی کانپتا ہی ہمارے عذاب ہے

وہ مست بادہ کش ہون کہ ساقی کے ہجر مین
دوران سر ہوا مجھے دور شراب ہے

دونون جہان کے علم عیان ہوگئے زاہد | چار آنکھین ہونگی جب کبھی جام شراب سے
بیوجہ زرد رو نہین گردون پر آفتاب | خجلت زدہ ہی چہرۂ روشن کی تاب سے
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | دھو بیٹھے ہاتھ گوہر خوشاب آب سے
اوس مہر کی ہی مہر سے یہ مرتبہ بلند | کرتا ہی باتین ذرۂ خاک آفتاب سے
بحر جہان مین سب ہین کوئی دن کے میہمان | آواز آتی ہی یہ شکست حباب سے
سونا ہی دنکا باعث کم عمری بشر | مصرع لکھو یہ آب زر آفتاب سے
بحر جہان مین ٹوٹتے ہین سرکشون کے سر | معلوم ہوگیا ہمین شکل حباب سے
وہ مست ہون گراتے ہین میکش زمین پہ | قطرے ہمارے نام کے جام شراب سے
زاہد نماز کرسے ہوگا گناہگار | پڑ جائیگا عذاب مین ایسے ثواب سے

۱۸۱ برباد اوسکی خاک نہوگی کبھی ادیب
عشق دلی ہی جسکو شہ بوتراب سے ۳۸

یہ ظلم کیا تری فرقت کے غم نے کھا کے مجھے | کہ موت پھر گئی گھر سے مرے نہ پا کے مجھے
ستم ہین یاد سب اوس شوخ بیوفا کے مجھے | جو آکے خواب مین بھی چلدیا جگا کے مجھے
جو بت ستاتے ہین بیوجہ روز آکے مجھے | وہ منھ دکھائینگے کیا روبرو خدا کے مجھے
تمام دن مجھے حسرت سے خون کیون نہ رلاے | وہ پان غیر کو دیتا ہی دکھا کے مجھے
یہ چشم مست کو مین دیکھکر ہوا بیہوش | کہ لوگ لیچلے میخانہ سے اوٹھا کے مجھے
گلو نہین ہون یہ سبک ضعف سے گلی بازی | کہ پھینک دیتے ہین جب لیتے ہین اوٹھا کے مجھے
خوشا وہ روز کہ سامان وصل ہون طیار | اوٹھائین بزم سے وہ غیر کو بٹھا کے مجھے
یہ ضعف ہی کہ کہا جان نے دم آخر | بڑا محال ہی جانا لبون تک آکے مجھے

پلاکے مے اوسے اسطرح ساقیا کر مست
کہ مجھسے وہ کہے گھر پہچاو اوٹھاکے مجھے

نصیب اپنے یہ تقدیر کا مری لکھا
خط اوسنے ایک نہ بھیجا یہان جتاکے مجھے

دن اور رات ہے گردش مین چھپانا ہے خاک
ملا فلک کو یہی خاک مین ملاکے مجھے

خدا ہر ایک کو بیدرد آدمی سے بچالے
وہ ہنس رہا ہے گھر سے دور رولاکے مجھے

جھکاکے سر کو لگا جاو آکے آنکھون سے
اشارہ ہین یہ تری چشم نقش پاکے مجھے

مرے اس آینۂ دل مین سیر عالم ہے
حصول لطف ہے جام جہان نماکے مجھے

نہ چھوٹتا کبھی قدمون اوس نگارین کے
نصیب ملتے خدایا اگر حناکے مجھے

شہید تیغ تبسم سے کرتے ہین گویا
وہ دیکھ لیتے ہین جسوقت مسکراکے مجھے

وہ ہون مریض تب عشق ہو ابھی صحت
طبیب نے ہر اگر دین عوض دواکے مجھے

ہے وہ حلق جو ہر دم رہے تہ خنجر
کرم سے لطف ہین ٹھکری جفاکے مجھے

یہ شوق دشت ہے گھر دوڑتا ہے کاٹنے کو
جنون مین شہر کے ناکے ہوئے ہین تاکے مجھے

یہی ہے آرزوے دل کہ خنجر قاتل
نہ ایک دم کو بھی چھوڑیگا لگاکے مجھے

مثال نقش قدم راہ کوے جانان سے
کہین نہ اوٹھنے دیا ضعف نے بٹھاکے مجھے

نکال حسرتین ای تیر یار مدت کی
مزہ خلش کا چکھا جلد دل مین آکے مجھے

ہو موج خیز تلاطم سے پار ابھی بیڑا
خدا مرا جو ہو ماتند ناخدا کے مجھے

مسافران عدم یا خدا گئے کس راہ
نشان تک نہین ملتے ہین نقش پاکے مجھے

یہ عشق سبزۂ خط مین ہون زار و کاہیدہ
نفس کی آمد و شد جھونکے ہین ہوا کے مجھے

جدا کبھی نہین ہوتا ہے ای تصور یار
نثار چاہیے ہونا تری وفاکے مجھے

عدم کا ملک بلا ریب ہے بڑا دلچسپ
کہ کوئی بھی نہین ملتا وہان سے آکے مجھے

۱۹ ادیب فخر ہو مجھکو غزل سرائی مین ۱۸۲
جو داد شعر دین شاہ دکن بلا کے مجھے

کسی کا جسے عشق اے دل نہین ہے — مزہ زیست کا اوس کو حاصل نہین ہے
گلون کی ہے فرقت مین آواز نالہ — چمن مین یہ شور عنادل نہین ہے
ابھی بام پر یار کے اوڑ کے جاتا — مگر شہپر طائر دل نہین ہے
دکھا دو تم اعجاز اوسے باتین کر کے — جو مسیحا نمائی کا قائل نہین ہے
نہین ہے جو اوس ناوک افگن کا مسکن — وہ پیکان ہے سینہ مین دل نہین ہے
گیا ہے وہ گل جب سے اپنی بغل سے — شگفتہ مرا غنچۂ دل نہین ہے
پھرا لیتے ہو کیون ناصحو سر ہمارا — جو مانے نصیحت یہ وہ دل نہین ہے
سلام اے دل اب کعبہ کو بھی یہین سے — جب اون ابرون کے مقابل نہین ہے
بجز تیرے ملنے کی اے ماہ خوبی — کوئی اور اب حسرت دل نہین ہے
سیہ خال رخسار تابان پہ اونکے — مرا اختر بخت ہے تل نہین ہے
اوٹھانا قدم کا ہوا لاکھون منزل — نحافت سے دو ایک منزل نہین ہے
جب اوسنے میرے سینہ پہ ہاتھ رکھا — اوسی دم سے بیتابی دل نہین ہے
کھلاتا ہے کیا کالے گیسو کی الفت — یہ کچھ کھیل اے حضرت دل نہین ہے
جو دشوار ہے زیست مین اونکا آنا — ہمین جان دینا تو مشکل نہین ہے
وہ شل ہاتھ ہو یا کہ ٹوٹے خدایا — جو اونکے گلے مین حمائل نہین ہے

۲۳ غزل تو کہی ہے ادیب اس طرح مین ۱۸۳
کوئی شعر سننے کے قابل نہین ہے

دل مرا خوش ہی بجا تیرے کے پیکانون سے
رؤسا شاد ہوا کرتے ہین مہمانون سے

بال لٹکائے جو وہ شانۂ پری شانون سے
ہو ہر اک زلف پریشان کے پریشانون سے

دل ہو کیا خوش دم گلگشت گلستانون سے
غنچے فرقت مین ہنسین ٹھٹکے ہین پیکانون سے

واہ کیا شوق اسیری ہی اونھین اے صیاد
بلبلین آتی ہین اوڑا اوڑ کے گلستانون سے

بار سر تن سے اوتارا ہی مرا ای قاتل
ہین سبک دوش نہونگا ترے احسانون سے

ناوک یار کسی طرح نہ دل سے نکلین
گھر یہ خالی کبھی یارب نہو مہمانون سے

نظر مہر سے تمنے نہ کسیدن دیکھا
لاکھون عاشق اسی حسرت مین گئے جانون سے

ای پری پھاڑ کے دیوانون نے ایسے پھینکے
کوسون دامن گرے جا جا کے گریبانون سے

بڑھ گئی حلقہ بگوشی سے جہان مین توقیر
آبرو پائی ہی گوہر نے ترے کانون سے

کیا مزہ ہی جو بڑھے لذت درد ای قاتل
بھر دے زخمون مین نمک لیکے نمکدانون سے

عجب مدت سے تمنا مرے دل کی نکلی
آج لایا ہون گھر اوسکو بڑے ارمانون سے

درد انگیز ہین اسطرح کہ جو کوئی سنے
منہ کو آجائے کلیجہ مرے افسانون سے

ہم وہ ہی توبشکن ہین کبھی جو کرینگے توبہ
رونق اوٹھ جائیگی ای میکشو میخانون سے

کیون تصدق نکرین دیدہ و دل ای ساقی
عشق شیشون سے ہی الفت ہمین پیمانون سے

توبہ کی ہی سے مگر دل کی تسلی کو مدام
پانی شیشون مین بھرا کرتے ہین پیمانون سے

بزم جانان سے نہ کسطرح نکالا جاتا
بن کے حسرت مین گیا تھا بڑے ارمانون سے

آرے چلتے ہین سر زلف کے میرے سر پر
شکل آرہ ہی عیان سین کے دندانون سے

قصہ سے دل پر درد وہ سنکر بولے
اوڑ گئی نیند ہماری ترے افسانون سے

کوچۂ یار مین ہی ایک ہی ملت سبکا
ہندوون کو نہین پرہیز مسلمانون سے

کھڑی رہتی نہین بیماری فرقت دم بھر
اوس مسیحا کا ہی گھر بڑھکے شفاخانون سے

خم کے خم منہہ سے مرے لاکے لگا دو ساقی
مین بلانوش ہون کیا مجھ ہون پیمانون سے

پیچ ہی نیچا سر مغرور ہوا کرتا ہی
سرکشی شیشون کی اچھی نہین پیمانون سے

١٩٤

اہل ادب اپنی دعا ہی یہی خالق سے ہم
رہے ہمیشہ یہ ہم سخن ہم سخن دانون سے

٤٦

یہان کیون نہ مجھے غم کی نظر آئے
عدم سے گریہ کنان جب کہ ہم بشر آئے

جو دل مین تیر ترا ٹوٹ کر جگر آئے
دلی امید مری عمر بھر کی بر آئے

امید وصل کی اوس خانہ جنگ کیا ہو
جو بات بات مین لڑنیکو جھٹ بگڑ آئے

نہ پوچھ کیسے ہون آبدیدہ ای ہمدم
کسیکی یاد مین آنکھون مین اشک بھر آئے

نکلکے روح بدن سے عدم مین کہنے لگی
ہم اپنی قید کی میعاد پوری کر آئے

وہ دلفریب سی صورت کہ دیکھکر تجھکو
دل شکستۂ عشاق ٹوٹ کر آئے

بیان یار کی فرقت مین مین اگر رو دون
بڑھے یہ آب سرشک اپنے تا کمر آئے

کیا خموش عنادل کو خوش بیانی مین
ہم ایک شہ ہین کہ تا لب ہزار بر آئے

تمہارے حسن ملیح کا شور اگر سنلین
تو منہ مین حضرت زاہد کے پانی بھر آئے

زبان حال سے کہتے ہین آبرو پائی
صدف کے کان مین اوس لب کے جب گہر آئے

امید کیا ہو پھر ایفا وعدہ کی اوس سے
کہ میری یاد کبھی جس کو بھول کر آئے

کرم مین اونکے ہی در پردہ ظلم بھی شامل
وہ ساتھ لیکے رقیبون کو میرے گھر آئے

گھر اپنے چھوڑکے آوارہ وطن ہوکر
جگر چھپا لئے تیر سے لیکے گھر آئے

کیے تو ظلم کچھ ایسے کہ بس خدا کی پناہ
ستم ہی پھر بھی وہ کہتے ہین رحم کر آئے

وہی تو دل ہے جو مسکن ہو تیرے رہنے کا
وہی ہے آئینہ جس مین کہ تو نظر آئے

ملال و بیکسی و یاس و حسرت و حرمان
مزار پر مرے سب بن کے نوحہ گر آئے

وہ رند ہین کہ نہ ہم سے پیالے چھوٹین گے
کبھی یہ حضرت زاہد جو داؤن پر آئے

نہال حسن و روزہ سمجھ کے گلشن مین
گلون کے ہنستے ہی شبنم کے اشک بھر آئے

خوشا نصیب کہ گردن ہی زیر خنجر یار
ہزار شکر کہ مرنے کی گھات بر آئے

وہ دلگداز ہے قصہ کہ سنتے ہی جسکو
مرے عدو کے بھی آنکھون مین اشک بھر آئے

قفس کو توڑ کے اوڑ جاؤن بلبلو اسدم
بہار کی اگر اوڑتی ہوئی خبر آئے

صدا یہ آتی ہے ہر وقت کوے قاتل مین
یہان جو آئے وہ جان اپنی بیچکر آئے

تمہاری دید کے کچھ ایسے ہو گئے مشتاق
کہ میری آنکھون مین لخت دل و جگر آئے

جب اونکے پان سے غیرونکو سرخرو دیکھین
ہماری آنکھون مین کیونکر نہ خون اوتر آئے

یہ شدت ہے کہ اوٹھے درد دل تو اوٹھ نہ سکے
جو آئے جان لبون پر تو بیٹھکر آئے

۱۸۵

ادیب با ہمہ تقوی و پارسائی و زہد
کہو تو خیر ہی میخانے مین کدھر آئے

۳۱

جب سے اوس بت سے آشنائی کی
نہین مطلق خبر خدائی کی

سہی کیا ایذا شب جدائی کی
جان وہ دی نہ آشنائی کی

جو کہ دشمن ہوا اوسکا بھی یارب
نہ دکھانا گھڑی جدائی کی

مجھکو صورت پلنگ کی شب ہجر
ہوگئی شکل چارپائی کی

چھپ کے رندون سے شیخ صاحب نے
دختر رز سے آشنائی کی

مبتلا رہتی ہے عذاب مین جان
روز محشر ہے شب جدائی کی

دیکھکر جلوہ اوسکا زاہد کو ۔ پڑ گئی اپنی پارسائی کی
زلف خوبان و روز محشر سے ۔ کہین بڑھکر ہی شب جدائی کی
اوسکے کوچے سے اوٹھنے ہی پایا ۔ لون بلائین شکستہ پائی کی
جس سے یاد آئے ظلمت شب گور ۔ وہ بلا رات ہی جدائی کی
تیری صورت پہ اے فلک تف ہے ۔ جو مصیبت پڑے جدائی کی
جو نہ زلفون کا ہو تو سودا ۔ خاک کیون چھانین ہم خدائی کی
واے تقدیر جب سے قید ہوے ۔ نہ خبر بھی سنی رہائی کی
ہوگیا خشک سب بدن مین لہو ۔ باتین سنکر تری رکھائی کی
وصل ہوا اوسکو اور ہم ترسین ۔ کیا ہی قسمت تری ولائی کی
شاد رہتے ہین دام گیسو مین ۔ کیون کرین آرزو رہائی کی
باغ عالم مین تم وہ گل ہو گلو ۔ بو نہین جنمین آشنائی کی
غیر سے خوب چکنی باتین کین ۔ تمنے ہم سے مگر رکھائی کی
ہم بغل آکے جب ہوا وہ مہر ۔ شامت آئی شب جدائی کی
چلدیے چھوڑکر لحد مین ہمین ۔ سب نے آخر کو بیوفائی کی
غرق ہون بحر غم مین اے محسن ۔ تجھسے جسدن سے آشنائی کی
میری تقدیر مین بدی تھی یہی ۔ تونے اے بت نہین برائی کی
جب خیال اونکا دل مین آنے لگا ۔ درد نے اوٹھکے پیشوائی کی
اے شہ حسن تیرے کوچے مین ۔ بادشاہون نے بھی گدائی کی
ہوکے بیتاب خود وہ آئین گے ۔ جب مری آہ نے رسائی کی

ایک دم تو نے جسکو اوڑھ لیا
کھل گئی قسمت اوس ولائی کی

ہاتھ پہونچا کب اوسکے دامن تک
کب مرے بخت نے رسائی کی

ہے سے کیون آپ ہو گئے ٹیڑھے
راستبازون سے کج ادائی کی

جام جم سے ہی بڑھکے اے شہ حسن
آبرو کاسۂ گدائی کی

نہ ہی ٹوٹ کر رگ جان مین
نوک نشتر نے کج ادائی کی

جب اچھا ہوا ایک شعر ادیب
کیفیت کیا غزل سرائی کی

۱۱۰۶ ۲۵

یہ جان ناتوان کا ترے غم مین حال ہے
لب پر بھی فرط ضعف سے آنا محال ہے

کیون منعمون کو زر سے محبت کمال ہے
ہاتھون کا میل ہے جسے کہتے ہین مال ہے

گرمی حسن اوس گل تر مین کمال ہے
ہر گل کا منہ چمن مین اسی وجہ لال ہے

کیا اوس ستم شعار سے امید جان بچی
مذہب مین جسکے خون بہانا حلال ہے

کھلکر ہوا ہون زار یہ زلفون کے عشق مین
موے تن ایک ایک سراسر وبال ہے

اہل ہنر کو ہے جو ہنر کا غرور ہو
ہمکو بھی اپنی بے ہنری مین کمال ہے

باہر نہ میکدہ سے گئے ساقیا کبھی
زنجیر موج مے تجھے مستون کو جال ہے

بحر عرق ہے شرم سے عالم مین موجزن
فرط گناہ سے یہ ہمین انفعال ہے

عاجز ہوے ہین زیست سے اس طرح ہجر مین
ہمکو حرام موت بھی مرنا حلال ہے

گھر غیر کے وہ جاکے چلے آئے میرے گھر
معلوم ہو گیا کہ کوئی اسمین چال ہے

دن ہے پہاڑ ہجر کا کالی بلا ہے رات
کٹنے مین ایک پل بھی ہمین ایک سال ہے

بے دامونکی تو مے پیو جی بھر کے شیخ جی
قاضی کو بھی تو مفت کی پینا حلال ہے

موے میان یار سے ہے بال بھر کا فرق
جسم نحیف و زار مرا بے مثال ہے

اوس گل کے وصف حسن مین اسطرح ہین خموش
گویا زبان ناطقہ بلبل کی لال ہے

لکھا ہے اونکی آنکھونکی شوخی کا ہمنے وصف
ہر نقطہ دیکھو مردم چشم غزال ہے

ایسی سیتین پلک بھی جھپکتی نہین کبھی
سونا ترے فراق مین خواب و خیال ہے

ایسا بٹھا دیا ہے تب غم کے ضعف نے
ہمکو تو اک قدم بھی اوٹھانا محال ہے

جائیگی جان آرزوے وصل یار مین
شوق وصال یار مین اک دن وصال ہے

تنہا شب فراق مین ہم ہین تو غم نہین
ہمدم شریک حال تمھارا خیال ہے

پھنسکر کبھی نہ چھوٹ سکے ہم نکلتے تا بزیست
جنجال جان کا ہے کہ زلفون کا جال ہے

چلتا ہے حلق پر مری رک رک کے وقت قتل
ناز و ادا کی خنجر قاتل مین چال ہے

ممکن نہین کہ ہو سکے وصف دہان تنگ
اوصاف مین لبون کے زبان اپنی لال ہے

باتین تو زندہ کرتی ہین رفتار پایمال
اوس ترک خوش خرام کی کیا بو بچال ہے

گہوارہ کو جنازہ سمجھتا ہے بشر
لازم طفولیت سے خیال مآل ہے

۱۸۷
آیا وہ گھر ادیب کے شطرنج کھیلنے
اوس فقرہ باز کی کوئی اسمین بھی چال ہے
۲۳

ہوئے ہین خاک جسد سے ہم اونکے آستانے کی
رہا کرتے ہین سرمہ بن کے آنکھون مین زمانے کی

خبر ہے گرم آج اوس شعلہ رو کے گھر پر آنے کی
ہمین فکر اسیلیے ہے راہ مین آنکھین بچھانے کی

اجازت اوسکے کوچے مین نہین ہے جب سے جانے کی
صبا کو پڑ گئی اسدن سے عادت خاک اوڑانے کی

جبا ہے دل فکر کی بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی
ملی ماتھے پر اپنے خاک اونکے آستانے کی

خوشا طالع کہ تاثیر اسقدر اپنی دعا نے کی
کہ وہ بدخو برائی چھوڑ کرنے لگا نیکی

دل بلبل ہو گیا خوش سن کے مژدہ موسم گل کا
تری عادت ہی او صیاد بے پر کے اوڑانے کی

عدم مین یاد یاران وطن کو آئی ہی میری
یہی ہی وجہ شاید نزع مین ہچکی کے آنے کی

جنون کا جوش فصل گل مین ہی گھٹتا ہی دم گھر مین
بہار آئی ہی دھن وحشت مین ہی صحرا کے جانے کی

بقا کے دائمی ہم جانتے ہین نیست ہونے کو
کیا کرتے ہین کوشش اپنی ہستی کے مٹانے کی

ہوا یہ زور جان ناتوان پر ناتوانی کا
کہ فرط ضعف سے طاقت نہین ہی لب تک آنے کی

نہین ہی سرکشی زیبا کسی کو بحر عالم مین
فنا ہونا حبابون کا سزا ہی سر اوٹھانے کی

غضب ہی ہم تو ترسین دید کو اے وای محرومی
رہے پنجہ مین زلف اونکی تیرے تقدیر شانے کی

ہوئی بند آمد و شد غم کی اپنے خانۂ دل مین
ہمارا اون کے جسد تک ہوئی رسم آنے جانے کی

گلی مین یار کے بیٹھے ہین مثل نقش پا جم کر
وہ آئے سامنے جس مین ہو کچھ طاقت اوٹھانے کی

سفر در پیش اقلیم عدم کا جبکہ ہر دم ہی
سرا ے دہر مین پھر کیا ضرورت گھر بنانے کی

بجا ہے اعدا بہت اے شاہ خوبی ہم فقیرون سے
ترے در پر سنی جس دم خبر دھونی رمانے کی

رہی ہوتا ہی اے نادان جو لکھا ہی قسمت مین
نکر ہرگز شکایت تو زمانے سے زمانے کی

تمہارے وصل کی ایسی بھری ہین حسرتین دل مین
کہ گنجائش نہین ہی اب کسی شہر کے سمانے کی

در دلبر پہ اے دل چل کے کر تو ناصیہ سائی
یہی تدبیر ہی تقدیر کا لکھا مٹانے کی

قفس مین ہو گیا دل باغ باغ ایک ایک بلبل کا
خبر اوڑتی ہوئی سنلی جو فصل گل کے آنے کی

وہ عاشق ہین کہ معشوقانہ نازک ہی مزاج اپنا
نہین برداشت اونکے ناز بیجا کے اوٹھانے کی

برا جس روز سے انجام دیکھا عشق بازی کا
قسم اوس روز سے کھائی ہی ہم نے دل لگانے کی

۱۸۸

ادیب خستہ جان سے روز کرتا ہی وہ بدخوئی
خداوندا بیفگن در دل آن دلربا نیکی

۱۸

کیا مزہ درد خلش کا مجھے حاصل ہو جائے — یا خدا سینہ مین پیکان اگر دل ہو جائے

دست دلدار گلے مین جو حمائل ہو جائے — ہاتھ بھر کا ابھی سینہ مین مرا دل ہو جائے

زخم کھانے کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہو جائے — میرے قاتل کا جو ہر عضو بھی قاتل ہو جائے

جو ترا شیفتہ اے زہرہ شمائل ہو جائے — درحقیقت وہ اسیر چہ بابل ہو جائے

عمر بھر کی جو تمنا ہے وہ حاصل ہو جائے — کوئی دم کو وہ اگر راہی کشش دل ہو جائے

خانۂ کعبہ کے ہم رتبہ مرا دل ہو جائے — اے صنم تیرے اگر رہنے کی منزل ہو جائے

وائے تقدیر کہ جب آئین وہ بیہوشی مین — ضعف سے آپ مین آنا مجھے مشکل ہو جائے

وہ چلین ناز سے آجائے قیامت بھی کہین — جو کہ کل ہونی ہو وہ آج ہی اے دل ہو جائے

زلف پیچان کا جو ہو دشت نوردی مین خیال — جادۂ راہ مرے حق مین سلاسل ہو جائے

ہاتھ سے اپنے جو دے بھیک وہ خورشید لقا — غیرت مہر ابھی کاسۂ سائل ہو جائے

جان جاتی ہے جو یون فرقت ساقی مین تو آب — آب مے آب دم خنجر قاتل ہو جائے

مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار — اختر بخت ترے رخ کا اگر تل ہو جائے

ناتوانی جو یہی ہے تو تعجب کیا ہے — آپ سے جا کے پھر آنا مجھے مشکل ہو جائے

خانۂ چشم مین آ بیٹھے جو وہ لیلی وش — پردہ آنکھون کا مری پردۂ محمل ہو جائے

ضعف ایسا ہے اگر تن سے نکلنا چاہے — لب تک آنا بھی مری جان کو مشکل ہو جائے

شست و شوئے دل کی ہے بارش مین عبث اللہ اللہ — داغ یہ وہ نہین جو دھونے سے زائل ہو جائے

خنجر ابروے پرخم ترے وہ قاتل ہین — اک نظر جو کہ اوسے دیکھے وہ بسمل ہو جائے

۱۸۹

قدر کچھ بھی نہین کچھ اوسکے زمانے مین ادیب
لاکھ دنیا مین کوئی شاعر کامل ہو جائے

۳۰

اگر تیغ کے گھاٹ اوتارا نہین ہی
تو اہے دل ترا پار بیڑا نہین ہی

وہ انسان لاریب اصلا نہین ہی
جو تیرا دل و جان سے شیدا نہین ہی

دم نزع ہی یہ ہجوم تمنا
کہ دم کے نکلنے کا رستا نہین ہی

نہین خوف جان کچھ وہ جانباز ہین ہم
ذرا سر کے جانیکا دھڑکا نہین ہی

زمانے مین دیوانہ مشہور ہی وہ
جسے زلف خوبان کا سودا نہین ہی

مریض محبت کا مرنا ہی صحت
برا کیا ہی جو حال اچھا نہین ہی

لکھین گے وہ کیون خط مین حال حقیقت
مقدر مین میرے یہ لکھا نہین ہی

نہین ہی تو کچھ بھی نہین گو ہوس کچھ
بغل مین جو وہ ہی تو پھر کیا نہین ہی

اسی فکر مین نکتہ بین رہ گئے ہین گم
دہن اوس پری رو کا ہی یا نہین ہی

نہین اسمین کچھ شک کہ ہی ماہ تابان
یہ اوس بت کا نقش کف پا نہین ہی

لگاؤ نہ چھونے کا الزام مجھپر
مرا زلف تک ہاتھ پہنچا نہین ہی

مجھے نزع مین وہ نہ دیکھین گے آکر
برے وقت کوئی کسیکا نہین ہی

حبابون کے مانند بحر جہان مین
ہمین ایک دم کا بھروسا نہین ہی

گئی جان بھی ہجر مین روتے روتے
کچھ آنکھون ہی کا مجھکو رونا نہین ہی

جسے عشق کہتے ہین ای بحر خوبی
وہ دریا ہی جسکا کنارا نہین ہی

اگر تمنے نظرون سے اپنی گرایا
پھر اپنا کہین بھی ٹھکانا نہین ہی

لگاتا ہی کیون اپنی آنکھون سے مردک
اگر سرمہ خاک کف پا نہین ہی

ہجوم اسقدر ہی تری حسرتون کا
کہ دل مین ذرا بھی ٹھکانا نہین ہی

سمجھتی ہی خندان زمین گل چند روزہ
بلا وجہ شبنم کا رونا نہین ہی

نہین سہل ہے وصف لکھنا دہن کا ❊ ہے وہ شوشہ منہہ کا توالا نہین ہے
بھلا زندگانی کا کیا لطف ہوگا ❊ تمھین ای خضر جبکہ مرنا نہین ہے
تجھے دیکھو ہی مثل آئینہ حیران ❊ تری بزم مین کسکو سکتا نہین ہے
مین گل کھاکے ہاتون کو گلدستہ کرتا ❊ سر دست اوس گل کا چھلا نہین ہے
ثبوت دہن بات ہے گو مگو کی ❊ جو ہو جائے حل وہ معما نہین ہے
ستمگار وشہ زور اے پیر گردون ❊ جوانون مین بھی کوئی تجھسا نہین ہے
اوٹھائی ترے ہجر کی ایسی سختی ❊ کہ پتھر کی سل ہے کلیجا نہین ہے
نہ ہمکو ملا بوسہ خال عارض ❊ مگر اختر بخت چمکا نہین ہے
عجب ذائقہ اور طرفہ ہے لذت ❊ کہ دل غم کے کھانے سے بھرتا نہین ہے
زہے بخت اپنا خوشا قسمت اپنی ❊ کہ سر اوسکے پاتون سے سرکا نہین ہے

۱۹۰

اویب آئی پیری بجا کوس رحلت
مگر تمکو کچھ خوف اودھر کا نہین ہے

۲۳

زندگانی کا مزہ کیا ہمین اے دل آئے ❊ تیغ قاتل سے نہ ہم ہو کے جو بسمل آئے
جذب کو اپنے دکھانے پہ اگر دل آئے ❊ ابھی آغوش مین وہ حور شمائل آئے
لب رنگین کا تصور جو بندھے رونے مین ❊ بجائے اشک آنکھون سے خون جگر و دل آئے
وہ بھی بیتاب پھرین میری طرح اے یارب ❊ کسی بیدرد پہ اونکا بھی کہین دل آئے
سخت جانی جو دکھاؤنگا مین وقت قتل اپنی ❊ ناک مین مجھسے دم خنجر قاتل آئے
ضعف نے پاؤن نکالے یہ تری فرقت مین ❊ اک قدم چلنے کو سمجھے کئی منزل آئے
صاف باطل ہوا ابھی دعوی یکتائی یار ❊ آئینہ جو رخ صافی کے مقابل آئے

واے تقدیر کہ ہم جانب مقتل جا کر
تشنۂ آب دم خنجر قاتل آئے

کیون نہ مایوس ہم زیست سے فرقت مین تری
ضعف سے جان بھی لب پہ جو مشکل سے آئے

یاد یہ کہنا کہ کبھی خانۂ ویلمین میرے
بھول کر بھی نہ تم اے حور شمائل آئے

تشنۂ شوق شہادت ہون تمنا ہے یہی
تا گلو آب دم خنجر قاتل آئے

حسرت دید مین کس طرح نہ مر جاؤنگا مین
قتل کرنے کو جو منھ پھیر کے قاتل آئے

عید کے روز سے مقتل مین زیادہ ہو خوشی
گلے ملنے کو اگر خنجر قاتل آئے

دیکھنا شوق اسیری قفس اے صیاد
قید ہونے کے لیے اوڑ کے عنادل آئے

روبرو اوس رخ پر نور کے جاتا نہ کبھی
نقص تجھ مین نہ کہین اے مہ کامل آئے

ہو شرف منزل خورشید سے بڑھکر حاصل
خانۂ دل مین اگر وہ مہ کامل آئے

خشک مثل لب عشاق ہلا وا نصیب
تشنہ لب ہم جو کبھی ون لب ساحل سے آئے

سنکے حال دل پر سوز نہ بیتاب ہو
شمع کی طرح وہ گریان سر محفل آئے

جب سنا دیتے ہین وہ حسن کی اپنے خیرات
ماہ و خورشید لیے کاسۂ سائل آئے

لطف پردہ کا ہے اے غیرت لیلی وسیدم
پردۂ شب جو پئے پردۂ محمل آئے

بیگناہی مری کیونکر نہ کہے مقتل مین
سرنگون شرم سے جب خنجر قاتل آئے

یاد گیسو مین اگر دشت نوردی مین کرون
مار رہ بن کے ابھی جادۂ منزل آئے

١٩١ پونہچے ہم عشق حقیقی کو مجازی سے ادیب
نہ نظر ہیت ہمین سنگ رہ منزل آئے ٢٥

چین مین ہو گئے ہستی سے گذرنے والے
جی گئے مر کے ترے ہجر مین مرنے والے

لب جان بخش پہ اوسکی ہین جو مرنے والے
ملک الموت سے بھی وہ نہین ڈرنے والے

زیست کے دن ہین جب اک روز گذرنے والے / جینے پر مرتے ہین پھر کس لیے مرنے والے

رنج فرقت سے ہین دن زیست کے بھرنے والے / نہ تو زندہ ہین نہ مردہ ہین ہین مرنے والے

زیست کا لطف بھلا کیا خضر و عیسی کو / زندگانی کا مزہ پاتے ہین مرنے والے

لب جان بخش کا اونکے جو سنا ہی اعجاز / مرنے پر دیتے ہین جان اپنی مرنے والے

لطف اوس وقت خلش کا ہو کہ خار رہ یار / چبھکے تلوون مین ہون سر سے گذرنے والے

زندہ ہو جاتے ہین مرتے نہین ای حضرت خضر / لب جان بخش پہ اوس شوخ کے مرنے والے

جب کہا اون سے کہ مرتا ہون تو بولے ہنسکر / کبھی جیتے ہوئے مرتے نہین مرنے والے

مرنے پر اوروں کے جو ہنستے ہین خوش ہو کر / اون سے پوچھے کوئی کیا تم نہین مرنے والے

جان شیرین یہ ہوئی تلخ غم فرقت مین / مرتے مٹے آرزوے موت مین مرنے والے

عید کے دن سے زیادہ ہوئی مقتل مین خوشی / قتل کی سن کے خبر جی گئے مرنے والے

نام کا اون کے وظیفہ رہا کب لب پہ / ہو لیے سیر ہوے کس دم او ترنے والے

ہو کے بسمل ترے خنجر سے تمنا ہی یہی / نہ مرین اور تڑپتے رہین مرنے والے

آرزوے شوق شہادت مین یہی ای قاتل / قتل سو مرتبہ ہو کر جیین مرنے والے

ای مسیحا دم آخر ہی خبر لے آکر / چشم بیمار سے بیمار ہین مرنے والے

کر چہ زلف کے کشتے سے وہ بولے ہنسکر / روئین کب تک تجھے او شام کے مرنے والے

زیست مین سیکڑون جھگڑے ہین مگر ایک نہین / جینے والون سے کہین اچھے ہین مرنے والے

لب جان بخش کے مردون کو ترے کوچے مین / تکتے ہین دیدہ حسرت سے نہ مرنے والے

ای مسیحا ترے بیمار ہوے ہین جب سے / نام صحت سے مرے جاتے ہین مرنے والے

ہم ابھی آئے ہین جاتے ہین ابھی مثل حباب / بحر عالم مین ہین ہم دم بھر کو ٹھہرنے والے

پار سینہ کے ہوا چاہتے ہین تیر نظر
خانۂ دل مین ہین مہمان اوترنے والے

دل محزون کی کسی وزنہ حسرت نکلی
مر گئے حیف اسی ارمان مین مرنے والے

حلق تر آگے کسی وز تو کرا ہی قاتل
تشنۂ آب دم تیغ ہین مرنے والے

۱۸۶ غزل ۲۲

داغ و منیر ایک سے ایک اچھی ادیب
ہم تو انصاف سے ہونگے نگذرنے والے

کیا کہین کل کسی کروٹ ہمین کل رات نہ تھی
تم جو دم بھر کو کبھی آ جاتے تو کچھ بات نہ تھی

کب ترے عشق مین ایذا مجھے دن رات نہ تھی
جان کس روز مری مورد آفات نہ تھی

تیری فرقت مین بجز گریہ کوئی بات نہ تھی
رونے سے مرنے کی فرصت بھی ہمین رات نہ تھی

کیا کہون حال درازی شب ہجران کا
آپ کی زلف تھی فرقت کی مری رات نہ تھی

کیا ہم آفت مین پڑے اون سے محبت کر کے
خوب تھے چین سے جن روز ملاقات نہ تھی

لب جان بخش سے جان آ گئی تن بیجان مین
کچھ کم اعجاز مسیحا سے تری بات نہ تھی

ضعف سے مل نسکا ہجر مین دست افسوس
طاقت اتنی بھی مرے ہاتھون مین ہیہات نہ تھی

حال وہ زار ہوا ہی کہ مرے دوست تو دوست
رو دئے وہ کہ کبھی جن سے ملاقات نہ تھی

مجھپر ای ماہ شب چاردہم فرقت مین
کونسی ایسی مصیبت تھی کہ جو رات نہ تھی

بد مزاج آپ کے مانند نہ دیکھا نہ سنا
باتون باتون مین خفا ہو گئے کچھ بات نہ تھی

بیخودی مین نہ ملا لطف شب وصل افسوس
فرط شادی سے مجھے اپنی خبر رات نہ تھی

صورت مردہ بنا تھا مین شب ہجران مین
جان تن مین مرے فرقت مین تری رات نہ تھی

نہوا ہر مین ہرگز مہ کامل کو کمال
مہر جب تک تری ای مہر کمالات نہ تھی

نقد بوسہ نہ ملا بھیک بھی مانگی اون سے
دولت حسن کی میرے لیے خیرات نہ تھی

باتین کرکے نہ کیا زندہ جاوید ہمین
لب جان بخش کے نزدیک کچھ بات نہ تھی

کوچۂ زلف مین گم ہو گئے خود حضرت خضر
مانگ پھر کیا تھی تری جو رہ ظلمات نہ تھی

بھولے کس روز بھلا آپ کے ابرو کو ہم
یاد کعبے کی کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی

آج شب کو وہ مہ حسن مرے گھر آیا
خواب مین جس سے کہ امید ملاقات نہ تھی

زلف نے آپ سے پھر کس لیے سرگوشی کی
ہم سے چھپکر کوئی کہنے کی اگر بات نہ تھی

درد فرقت نے کچھ اسطرح کیا تھا بیتاب
زندگانی کی توقع ہمین کل رات نہ تھی

جاری آنکھون سے نہ کس روز رہا ہجر مین اشک
کب مرے رونے سے ہر فصل مین برسات نہ تھی

۱۸۷ ۳۶

دی جو داد اہل سخن نے تو عنایت کی ادیب
ورنہ ان شعرون مین ایسی تو کوئی بات نہ تھی

دُر دندان کا وصف اوسدم لکھا ہی
کہ جب دانتون پسینا آگیا ہی

نہین دل چھوڑنیکو چاہتا ہو
تمھارا تیر کیا ہی دلربا ہی

خستہ دیکھو وہ مشتاق لقا ہی
ہر اک بھوکا تمھاری دید کا ہی

نہین ہوتی ہی سیری کیا مزا ہی
غم جانان مرا کھایا ہوا ہی

جگر بھی اور دل بھی کھینچتا ہی
ترا ناوک کشاکش مین پڑا ہی

نہ جا اوٹھکر کہین اے درد پہلو
دل بیتاب تسکین پا رہا ہی

نہین رہتی ہمیشہ ایک کے پاس
بڑی یہ زال دنیا بیسوا ہی

نہین کچھ زندگی کا لطف ہمکو
کہ ہر دم موت کا دھڑکا لگا ہی

دل بیتاب کا مرنا ہی اکسیر
اگر کشتہ ہو پارہ کیمیا ہی

کرون کیونکر ادا یارب ترا شکر
کہ بے مانگے مجھے سب کچھ دیا ہی

ترا وہ صاف ہی آئینہ رخ
کہ جسمین آئینہ منھ دیکھتا ہی

وہ گل گلزار مین آیا ہی جب سی
زبان غنچہ پر صل علا ہی

کلیجا بھی تڑپے پتھر کا یارب
اگر عشق بتان مجھکو دیا ہی

نہین بچتا نظر آتا ہی کوئی
وہ قاتل آج کل پھرا ہوا ہی

بجھائی آب خنجر سے مری پیاس
تجھین ای قاتلو صد مرحبا ہی

دکھا کر آنکھین وہ بولے چمن مین
تجھے ای نرگس اک دن دیکھنا ہی

دکھانے کو نہ پڑھ زاہد نمازین
نشان سجدہ ٹیکا نیل کا ہی

لحد پر آکے ٹھکرا گیا وہ بیوقت
جنازے کو جو کاندھا دے گیا ہی

زمانے مین مچی ہی دونے کی دھوم
مرے نالون کا ڈنکا بج رہا ہی

نشہ ہی طالع خوشا تقدیر اپنی
مرا سر اور زانو یار کا ہی

نہو جب جسم کو صحت ای مسیحا
بھلا پھر کس مرض کی تو دوا ہی

جسے کہتے ہین اورنگ سلیمان
ترے درویش کا وہ بوریا ہی

بھلا پھر کیا مرے بچنے کی صورت
جب اوسکا غم کلیجا کھا رہا ہی

حسین کوئی نہین اوس سے بڑھکر
خدا کا نام اب اوسکے سوا ہی

ہوا اک قطرۂ ناچیز سے بحر
بشر سمجھے تو کیا تھا اور کیا ہی

نہین ہون بار طبع نازک یار
یہ جسم زار لاغر ہو گیا ہی

سنی ہین جب سے باتین تلخ ہمنے
لب شیرین سے دل کھٹا ہوا ہی

نہین تیر لگا ناوک جو ای ترک
تپان کیون طائر قبلہ نما ہی

اوٹھانے سے شب فرقت کے صدمے
مرا دل پک کے پھوڑا ہو گیا ہی

نہ چھوٹیگی محبت تجھسے تا زیست
یہ تا صبح کیون ہر اسر کھا رہا ہی

ذرا ای رشکِ گل چل تو چمن مین
ہر اک گل حسن پر پھولا ہوا ہی

بھروسا کیا ہی سانس آئے نہ آئے
جسے کہتے ہین دم وہ اک ہوا ہی

حسین کیون بیدہن ہین یا الٰہی
نہین کھلتا کہ اسمین بھید کیا ہی

جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہی ای دل
وہی تو تجھمین بیٹھا بولتا ہی

بھلا کیا ہوگی میری یاد اوسکو
جو اپنے حسن پر پھولا ہوا ہی

۱۸۸ ادیب خستہ جان کو یا الٰہی
تری بخشش کا ہر دم آسرا ہی ۳۹

سراپا جو حسرت ہی وہ دل یہی ہی
غم و یاس و حرمان کی منزل یہی ہی

چھٹون زلف پیچان سے مشکل یہی ہی
مرے حق مین قید سلاسل یہی ہی

جو داغون سے گلشن ہی وہ دل یہی ہی
ترے سیر کرنے کے قابل یہی ہی

وہ ظالم ہی تو جسکو کہتا ہی عالم
نہین رحم جسکو وہ قاتل یہی ہی

نقاب رخ یار کسطرح اوٹھے
مرے اوسکے دیوار حائل یہی ہی

جفا کی نہ لگ جائے ٹھیس اسمین ستمگر
جسے شیشہ کہتے ہین وہ دل یہی ہی

کوئی دم مین ڈوبینگے بحر فنا مین
جو آب دم تیغ قاتل یہی ہی

نہ آخر کو خون آنکھون سے ہوکے نکلا
محبت کا انجام ای دل یہی ہی

چڑھایا جو ابرو کو غصہ مین اوسنے
کہا دل نے شمشیر قاتل یہی ہی

نہ پھندے مین زلفون کے آنا تو ای دل
خبردار قید سلاسل یہی ہی

جدا ہوکے اوس شمع رو سے ہی گریان
اگر حسرت شمع محفل یہی ہی

ترا جلوہ ہی جب سے اے مہر خوبی
جو خورشید منزل ہو وہ دل یہی ہی

خط سبز کے عشق میں جان بلب ہون
مرے حق میں زہر ہلاہل یہی ہی

ترے خنجر ناز سے ہو کے بسمل
تڑپتا رہون حسرت دل یہی ہی

لیا تو ہی اسکو نہ برباد کرنا
پلا ہی جو نازون سے وہ دل یہی ہی

بجھیگی لگی تشنہ کامون کے دل کی
اگر آب شمشیر قاتل یہی ہی

اگر تو نہین خانۂ دل ہی ویران
جو تو ہی تو پھر عرش منزل یہی ہی

[illegible] تیز ہی راہ الفت
نہین کٹتی کاسے جو منزل یہی ہی

بھلا مجھ گدا کو یہ پوچھا تو اوسنے
جو آتا ہی دائم وہ سائل یہی ہی

ترے خال کے گرد پھرتا ہی عالم
جو نقطہ ہی مرکز کا وہ تل یہی ہی

محبت مین ہی زندگی موت اسکی
جو مرنے سے زندہ ہو وہ دل یہی ہی

جلاتی ہے پروانون کے جلتی ہے تو
سزا تیری اے شمع محفل یہی ہی

جب آئے نظر لاکھون کشتون کے پشتے
مجھے کھل گیا کوئے قاتل یہی ہی

کیا کرتے ہین بیٹھے سیر دو عالم
جو ہی جام جمشید وہ دل یہی ہی

اوٹھانا قدم کا قدم بھر ہی مشکل
مجھے ضعف مین ایک منزل یہی ہی

سویدا سے بھی بڑھکے ہی خال عارض
جو تارا ہی آنکھون کا وہ تل یہی ہی

یہ سمجھو کہ تا حشر ٹھنڈا نہوگا
اگر گرمی خون بسمل یہی ہی

وہ ظالم جو منکر ہوا پیش داور
کہا اوسکی صورت نے قاتل یہی ہی

کسیدن پڑیگی زمانے مین ہلچل
ہماری جو بیتابی دل یہی ہی

حقیقت مین ہی گو کہ اک قطرۂ خون
مگر جو کہ دریا ہی وہ دل یہی ہی

نہ ہے بخت مرتا ہون قدمون پر اوسکے — مری زندگانی کا حاصل یہی ہے
سمجھتے تو ہو سہل عشق حسینان — بڑی مشکل اے حضرت دل یہی ہے
عجب دلربا ہے ترا تیر ناوک — کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے
بہت سخت ہے مجھکو فرقت مین مرنا — اگر زندہ رہجاؤن مشکل یہی ہے
فن عشق مین قیس کہتا ہے مجھکو — ہمارا تو استاد کامل یہی ہے
لگا تیر کوئی تو اے ناوک افگن — جو تیرا نشانہ ہے وہ دل یہی ہے
مرے دل کو جز اوسکے ملنے کے یارب — نہ خواہش ہے کچھ خواہش دل یہی ہے
کیا کرتے ہین آہ پر سوز ہر دم — ہمارے تو گرمی محفل یہی ہے

۱۸۹ ادیب اسلیے آئے بزم سخن مین ۲۳
غلط غم ہو جس سے وہ محفل یہی ہے

مرے پاس گر مال و دولت نہین ہے — تو کیا غم ہے صبر و قناعت نہین ہے
وہ اے دل بشر فی الحقیقت نہین ہے — جسے درد الفت کی لذت نہین ہے
بغل مین جو وہ مہر طلعت نہین ہے — مری زندگانی کی صورت نہین ہے
جب اون سے لگے کہنے ہم حال اپنا — وہ بولے کہ سننے کی فرصت نہین ہے
ہر اک سرو ہے گٹھے سولی سے مجھکو — چمن مین جو وہ سرو قامت نہین ہے
اوٹھے فتنے اوس بت کے اوٹھتے لاکھون — قیامت سے کچھ کم وہ قامت نہین ہے
جوانی گئی موسم پیری آیا — اوٹھ اے دل کہ اب وقت غفلت نہین ہے
تمھارے اس انکار نے ہمکو مارا — شب وصل مین تو قیامت نہین ہے
سمجھکر قدم اسمین رکھنا تو اے دل — یہ ہے کوچۂ یار جنت نہین ہے

چلے آئین گھر مین ترے ہوتے — رقیبون کی اتنی تو طاقت نہین ہی
جو طوفان اشک اپنی آنکھون سے اوٹھا — تو تھم دیکھ لینا یہ خلقت نہین ہی
وہ ہوگا جو لکھا ہی قسمت مین میری — ستم ہے کسی سے شکایت نہین ہی
تری چال کی شرم سے ایسی بھاگی — عدم مین بھی گویا قیامت نہین ہی
بہت سیر کی باغ عالم کی ہمنے — کسی گل مین تیری سی نکہت نہین ہی
نکلجائے تن سے کہین جان مضطر — شب ہجر اتنی بھی طاقت نہین ہی
کوئی تجھسے شیرینی لب کو پوچھے — یہ قند و عسل مین حلاوت نہین ہی
وہ حیوان سے بڑھکے بدتر ہی اے دل — جس انسان مین کچھ محبت نہین ہی
تری جستجو مین ہی سارا زمانہ — کسے تیرے ملنے کی حسرت نہین ہی
کہا جس گھڑی وصل کو مینے اونسے — وہ بولے کہ آج اچھی ساعت نہین ہی
نکلتی نہین کیون خدا جانے تن سے — مری جان تو میری حسرت نہین ہی
وہ گھر آتے ہی پھر گئے اولٹے پانون — مری آجکل سیدھی قسمت نہین ہی
ہم اوسکے عوض شکر کرتے ہین بیحد — ترے جور کی جب نہایت نہین ہی

۱۹۰ ادیب اب تو آیا ہی ایسا زمانہ — کہ اپنے سے اپنے کو الفت نہین ہی ۲۰

بتو کہدین گے ہم آگے خدا کے — کیے ہین ظلم تم نے انتہا کے
وہی مقبول بندے ہین خدا کے — جو بیٹھے ہاتھ دنیا سے اٹھا کے
اوٹھاتے صدمے کیون جور و جفا کے — مصیبت مین پڑے ہم دل لگا کے
وہ کہنا یار کا مجھکو سنا کے — مرے کیون تم کسی سے دل لگا کے

وہ پہلے دیکھنا پردہ اوٹھا کے | پھر اوسکا سر جھکانا مسکرا کے
سنی جب آمد فصل بہاری | قفس مین لٹ گئے ہم پھڑپھڑا کے
غضب تھا یار کا جانے نہ دینا | مرا دامن انگوٹھے سے دبا کے
نفس کی آمد و شد ای مسیح حسن | ترے لاغر کو جھونکے ہین ہوا کے
نہ چھوٹا کوئی پھنسکر تا قیامت | بلا کے پیچ ہین زلف دوتا کے
کسی نعمت مین وہ لذت نہوگی | مزے جو پائے تیرے غم کو کھا کے
تمنا وصل مین کیا دل کی نکلے | کھڑے ہنستے ہون جب سب منہ چھپا کے
ترکھا دین و دنیا کا ہمین حیف | بتون نے اپنی نظرون سے گرا کے
نکیونکر زیست ہون سیر عاشق | قضا تابع ہی تیری ہر ادا کے
بھلا تو سن تو ای چرخ ستمگر | ملا کیا خاک مین ہم کو ملا کے
عدو کو کیون نہ کھٹکون صورت خار | ترے غم نے کیا کانٹا سکھا کے
سمجھتے جو مآل کار اپنا | چمن مین گل نہ ہنستے کھلکھلا کے
ہوا شرمندہ ہر طاؤس گلشن | چلا وہ شوخ جب دامن اوٹھا کے
نہوگا کوئی بھی بیدرد تم سا | کھڑے ہنستے ہو میرا دل دکھا کے
رہین محروم ہم ہیہات ہیہات | حنا نے لے لئے اونکے دست و پا کے

۱۹۱ ادیب اپنا قدر جب پھر سکیگا ۲۴
وہ لیجائینگے خود ہم کو بلا کے

ترا جلوہ جہان مین چار سو ہی | جو دیکھا غور سے ہر شے مین تو ہی
برنگ جان دل عاشق مین تو ہی | ہر اک غنچہ مین ای گل مثل بو ہی

مرے جبر و نزے پہلو مین تو ہی
کسی شی کی نہین کچھ آرزو ہی

ہمارا بھی سر تسلیم خم ہی
اگر خنجر بکف وہ جنگ جو ہی

صفت لکھی دُرِ دندان کی جب سے
ہماری شاعرون مین آبرو ہی

الم مین آپ ہی پیتے ہین ہم رند
اسی سے گرد غم کی شست و شو ہی

رہا کرتے ہین گردش مین شب و روز
تری یہ مہر و مہ کو جستجو ہی

جگہ تیری ہی ہر عاشق کے دل مین
جسے کہتے ہین ہرجائی وہ تو ہی

جدا مجھسے نہو اگر وہ نازنین
خداوندا یہی اک آرزو ہی

ترے فضل و کرم سے ای خداوند
نہو کچھ آرزو یہ آرزو ہی

دل آیا ہی مرا اب ایک بت پر
خدا کے ہاتھ میری آبرو ہی

دُرِ دندان کی دیکھی آب جب سے
ہر اک گوہر کی مٹی آبرو ہی

وہ زخمی تیغ چشم مست کا ہون
کہ زخمون کے دہن مین می کی بو ہی

ذرا جاتا تو تیکھے بھالے ای دل
لیے خنجر وہ ترک جنگ جو ہی

وہ رات آگئے تو بولی حسرت دل
شب وصل آج ہم ہین اور تو ہی

اگر مرغ سحر بولا شب وصل
چھری میری ہی اور اوسکا گلو ہی

جو سوز عشق سے جلتا نہین دل
تو کیون گریہ کنان ای شمع تو ہی

پھرے گلزار عالم مین تو دیکھا
کسی گل مین نہین الفت کی بو ہی

جسے کہتے ہین ہستی حباب ہی وہ
تری قدرت ہی یارب اور تو ہی

امید رحم اوس قاتل سے کیا ہو
زبان پر جسکی ہر دم اقتلوا ہی

ہوا سے وہ تیغ ابرو جب سے مشہور
دم خنجر کی برباد آبرو ہی

بڑھی پیاس آب تیغ قاتل
خوشا طالع کہ نکلی حسرت دل

گلے تک اوسکی میرے تا گلو ہے
زہے قسمت یہ خنجر گلو ہے

۱۹۲

غضب مین ہی ادب اسکے سبب جان
بغل مین دل نہین ہی اک عدو ہے

۳۰

مقدم موت کی تدبیر کر پھر فکر مسکن کی
بنا گھر بعد اسکے دل پہلے کر تعمیر مدفن کی

جو پردہ مین بہی ہی شعلہ باری روے روشن کی
عجب کیا ہی اگر سب تیلیان جلجائین چلمن کی

تصدق حسن ہی رخسار پر کیا بات جوبن کی
بلائین لیتی ہی شوخی ہیون سے چلبلے پن کی

ہوے ہم کشتہ خنجر حیات جاودان پائی
نہین کم آب حیوان سے ہی تاثیر آب آہن کی

یقین آتا ہی اپنے ہاتھ مین لیکر چراغ آئے
جو دیکھے تیرگی خورشید روشن میرے مسکن کی

اثر نالون مین ایسا ہی کہ سنکر رو دیا وہ بھی
جو پہونچی کان مین اوسکے صدا فریاد و شیون کی

خوشا قسمت چکا جھگڑا اٹھے قتل اوسکے خنجر سے
زہے طالع جدائی ہوگئی اپنے سر و تن کی

وہ گریان ہون کہ رونے مین جو موت آجائیگی مجھکو
صدا آئیگی میری گور سے فریاد و شیون کی

اگر بعد فنا اپنی یہی بیتابی دل ہے
زمین لرزان رہیگی تا قیامت میرے مدفن کی

مرا رونا ہی اک طرفہ تماشا دیکھ تو آکر
اگر تو نے نہ دیکھی ہو جھڑی آنکھون سے ساون کی

نہ آپ آئے نہ خط بھیجا نہ آنے کی خبر بھیجی
محبت ترک سمجھنے یہ قلم ہی شستہ مین کی

گجر بجتا ہی جب صبح شب وصل ای مہ خوبی
لگا کرتی ہی چوٹ اکر ہمارے دل پر اک گھن کی

شب فرقت کے صدمے اوٹھ نہین سکتے کسی صورت
خداوندا مجھے موت آئے جو آئی ہو دشمن کی

ادھر ہم دیدکو ترسین کھڑے آہ و اشک محرومی
ادھر نظارہ ہر دم ہو رہے تقدیر چلمن کی

صدا آمد کی اے رشک مسیح آوازہ قم ہے
تن بیجان مین جان آگئی تری پازیب کھنکی

کرون مین جان شیرین کیون نہ قربان اپنے قاتل پر
مرے جی سے کوئی پوچھے حلاوت آب آہن کی

مرے ہر موے تن مین ہو شعاع مہر کا عالم
محبت دل کو ہو جس روز سے اوس روے روشن کی

تمنا ہو کہ دم گھٹ کر مرا اسدم نکلجائے
ابھی بن جائے پھانسی زلف پیچان میری گردن کی

خیال آتا ہے رونے مین مجھے جو وقت اوس بت کا
صدا آتی ہے ہر نالہ سے ناقوس برہمن کی

بتون کی یاد مین ایسی گران ہو یاد حق مجھکو
ہوئی تسبیح صد دانہ مجھے اب سیکڑون من کی

بدلکر کروٹین گن گن کے تارے صبح کرتے ہین
جو شب کو یاد آتی ہے ہمین اوس ماہ روشن کی

ارادہ ہے ترے کوچہ مین مرکر خاک ہو جاؤن
نہ چھوڑون دامن دولت کو بن کر خاک دامن کی

وبال جان ہوئی ہے زیست عشق زلف پیچان مین
گلے مین میرے پھانسی ہے نہین شہ رگ ہے گردن کی

نہ اوترا قطرہ مے حلق سے ایسا پڑا پھندا
جو مے پیتے مین یاد آئی صراحی دار گردن کی

جہان جا بیٹھتے ہین ہم سمجھتے ہین وہین گھر ہے
بھلا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کی

وہ مجنون ہون کہ کہتا ہون یہی مین دست وحشت سے
گریبان چاک کرکے دھجیان کر جیب و دامن کی

نہ بنے جاتے ہین میرے دانہ زنجیر زندان مین
حرارت آتش سودا سے ایسی بڑھ گئی تن کی

ہوا میخانہ ہمکو فرقت ساقی مین غم خانہ
صدائے قلقل مینا ہوئی آواز شیون کی

جو موت آئی ہے یاد جنبش ابروے جانان مین
ہے گردش سنگ مرقد کو مرے سنگ فلاخن کی

۱۹۳

ادیب اوس مہ کا جلوہ ہے جب سے خانۂ دل مین
تجلی رہتی ہے گھر مین مرے وادی ایمن کی

۱۳

جگر بچتا ہے تو مرنے کی نوبت آہی جاتی ہے
سحر جب جاتے ہو ہم پر قیامت آہی جاتی ہے

خرام ناز سے چلتا ہے جب گلزار مین وہ گل
قدم لینے دبے پاؤن قیامت آہی جاتی ہے

بہانے سیکڑون ہین اونکو منہدی کا لگانا کیا
نہ آنے کے لیے کوئی ضرورت آہی جاتی ہے

بہت جب دیکھتے ہیں گرمیاں نار جہنم کی
تمہارے دل جلوں کو بھی حرارت آ ہی جاتی ہے

نہ بیٹھو خوبرو ہو کر رقیب بد کے پاس اک دم
بروں کی نیکیوں میں تاثیر صحبت آ ہی جاتی ہے

جو وہ رشک مسیحا پاس سے جاتا ہے دم بھر کو
لبوں پر جان بیمار محبت آ ہی جاتی ہے

کیا ہے گو کہ میں نے عاشقی کو ترک مدت سے
مگر پھر اچھی صورت پر طبیعت آ ہی جاتی ہے

گلہ جور و جفا کا کہتے ہو بڑھ کر جفا سے ہے
ہوا کیا باتوں باتوں میں شکایت آ ہی جاتی ہے

بھلا دریا بھی روکے سے کہیں رکتا ہے اے ناصح
جب آنے والی ہوتی ہے طبیعت آ ہی جاتی ہے

وہ ظالم دیکھتا ہے جب کہ مجھ بیمار ہجراں کو
عداوت لاکھ دل میں ہو محبت آ ہی جاتی ہے

جو سن لیتے ہیں لذت موت کی راہ محبت میں
خضر الیاس کو مرنے کی حسرت آ ہی جاتی ہے

ترے رنج و الم بدلیں گے عیش وصل سے اک دن
نہ گھبرا اے دل غمگیں مصیبت آ ہی جاتی ہے

١٩٤ ۔ ٢٤

ادیب اپنے گناہوں سے جو گھبراتا ہے دم اپنا
تسلی کو ہماری اوسکی رحمت آ ہی جاتی ہے

مرتا ہوں شب ہجر میں حالت نہیں اچھی
اے رشک مسیحا تری فرقت نہیں اچھی

کس طرح کہوں سانولی صورت نہیں اچھی
معشوق وہ کیا جسمیں ملاحت نہیں اچھی

دھوکے سے لیا بوسہ تو جھنجھلا کے وہ بولے
دیکھو کہ سنتے ہیں یہ عادت نہیں اچھی

اوس در کی مجھے ناصیہ سائی ہے میسر
کس طرح کہوں میں مری قسمت نہیں اچھی

دل لگ کے چھٹتا ہے کہیں اے حضرت ناصح
اچھی کہی اوس بت سے نصیحت نہیں اچھی

چار آنکھوں کے ہوتے ہی بس آتا ہے مجھیں پیار
منہ دیکھنے کی اے جان محبت نہیں اچھی

کس طرح مزے کا ہے کہ سیری نہیں ہوتی
غم کھانے سے ہرگز کوئی لذت نہیں اچھی

اے دل نہ کبھی آئے زبان پر گلہ جور
اوس ترک ستمگر کی شکایت نہیں اچھی

دل لیکے کیا آپنے برباد ہمارا
اے جان امانت مین خیانت نہین اچھی

دق ہوتے ہین کیون میرے مداوا سے اطبا
بیمار تب عشق کی صحت نہین اچھی

تکرار نکر نقطۂ موہوم دہن مین
اے فلسفی اس باب مین حجت نہین اچھی

سجدے کو کیا منع مجھے یار نے در پر
سر پھوڑ کے مرجاؤن کہ قسمت نہین اچھی

پے اوسکی محبت کے جو اوٹھا کبھی دلمین
سچ پوچھو تو اوس درد مین لذت نہین اچھی

دیکھا نظر غور سے ہمنے جو چمن مین
رنگت ہے تری پھولون کی رنگت نہین اچھی

تم چھوڑ کے پردہ نہ دکھاؤ ہمین چہرہ
صورت کے دکھانے کی یہ عادت نہین اچھی

ہم جس گھڑی کہتے ہین کہ اب وصل کی ٹھہرے
وہ ناز سے کہتے ہین کہ ساعت نہین اچھی

غمخوار و لئے میرے جو سنا حال مصیبت
کہنے لگے رو کر تری قسمت نہین اچھی

بیٹھا وہ مجھے دیکھکے کہنے لگے کیا خوب
تم خط مین تو لکھتے تھے کہ حالت نہین اچھی

اب جلد قدم رنجہ کرا ورشک مسیحا
بیمار تب ہجر کی حالت نہین اچھی

جان اپنی نکلجائے تو خوش ہین دل و جان سے
لیکن شب فرقت کی مصیبت نہین اچھی

دلمین ہے ترے یاد بتان ہاتھ مین تسبیح
اے شیخ ریا کی یہ عبادت نہین اچھی

اے جان سمجھ آتش دوزخ کا نمونہ
اغیار سے یہ گرمی صحبت نہین اچھی

جب وصل کا ہوتا ہون طلبگار مین اون سے
کہدیتے ہین وہ جاؤ طبیعت نہین اچھی

۱۹۵

خواری کو ادب اپنی سمجھتا ہون مین بہتر
ذلت سے رہ عشق مین عزت نہین اچھی

۳۱

روبرو جب سے رخ یار رہا کرتا ہی
آئینہ پشت بدیوار رہا کرتا ہی

باغ جنت سے وہ بیزار رہا کرتا ہی
تیرے کوچے مین جو اے یار رہا کرتا ہی

ظلم پر چرخ ستمگار رہا کرتا ہی
ماہ نو کے لیے تلوار رہا کرتا ہی

دلمین جب سے نہین دلدار رہا کرتا ہی
حسرت و یاس کا انبار رہا کرتا ہی

جب سے ہون چشم بتان کا بیمار
آنکھون کو رونے کا آزار رہا کرتا ہی

تو جو جاتا ہی کوئی دم کو مرے پہلو سے
درد دل ہر گھڑی ای یار رہا کرتا ہی

جبہہ سائی ہی نصیب اوسکے در دولت کی
خفتہ بختان ذون بیدار رہا کرتا ہی

نرگسین چشم مین سرمہ کا ہو دنبالہ ضرور
بے عصا بھی کہین بیمار رہا کرتا ہی

باغ فردوس مین بے یار مین یون رہتا ہون
جیسے دوزخ مین گنہگار رہا کرتا ہی

خون چکھا نہین عاشق کا جو ای ترک اسنے
سرخ پھر کیون لب سوفار رہا کرتا ہی

عاشق ابروے خمدار مدام ای قاتل
آب خنجر کا طلبگار رہا کرتا ہی

خانہ کعبہ سے کچھ کم نہین ای قبلہ من
دل وہ گھر ہی کہ جہان یار رہا کرتا ہی

تندرستون کو ہوا کرتی ہی او سپر حسرت
جو تری آنکھون کا بیمار رہا کرتا ہی

دیکھتا ہی وہ ہر اک شی مین اوسیکا جلوہ
مئی وحدت سے جو سرشار رہا کرتا ہی

دل پر داغ پھنسا جب سے ترے گیسو مین
کوچہ زلف بھی گلزار رہا کرتا ہی

کیون نہ محروم رہے طالب دیدار ترا
پردہ رخسار کا دیوار رہا کرتا ہی

دیکھکر آینہ رخ کو ترے آئینہ
سکتہ مین صورت دیوار رہا کرتا ہی

اپنے دلمین ہی خیال دہن شیرین لب کا
شیشہ مین شربت دیدار رہا کرتا ہی

عشق وہ شی ہی کہ گھل گھل کے وہ مرجاتا ہی
جسکو وہ دن بھی یہ آزار رہا کرتا ہی

نیست ہونیکا ترے عشق مین ہی لطف جسے
اپنی ہستی سے وہ بیزار رہا کرتا ہی

وہ گل اندام چمن مین نہین آتا جبتک
قیدخانہ ہمین گلزار رہا کرتا ہی

آنکھین نرگس ہین تو قد سرو دہن ہے غنچہ
ساتھ گل کے مرے گلزار رہا کرتا ہی

اب تو گھر بیٹھے ہوئی دید کی صورت حاصل
دل کے آئینہ مین دلدار رہا کرتا ہی

دست وحشت سے کیا کرتے ہین لاکھون ٹکڑے
ایک دامن مین اگر تار رہا کرتا ہی

تشنگی سے کبھی ہوتا نہین ظالم سیراب
خشک دائم لب سوفار رہا کرتا ہی

ہون وہ مجنون کہ بن جاتا ہون جس صحرا کی طرف
بید مجنون سے لپٹتا وہ رہا کرتا ہی

دیکھکر کہتے ہین حسرت سے اطبا مجھکو
زندہ کسطرح یہ بیمار رہا کرتا ہی

چشم جانان کا تصور مرض عشق مین ہی
پاس بیمار کے بیمار رہا کرتا ہی

مین وہ بلبل ہون ہوئی جسکے گلونکی فرقت
باغ آنکھون مین مری خار رہا کرتا ہی

سوکھکر ہجر مین اوس گل کے ہوا ہون کانٹا
مجھسے گردون کو بجا خار رہا کرتا ہی

١٩٦

سر کو خواہش نہین کچھ ظل ہما کی ہے ادیب
یار کا سایہ دیوار رہا کرتا ہی

٢٠

اے مسیحا تندرستون مین وہ داخل ہو گئے
جو تری آنکھون کے بیمارون مین شامل ہو گئے

زندگانی مین وہی انسان کامل ہو گئے
جیتے جی مر جانے سے جو مردون مین شامل ہو گئے

خنجر بران ہین ابرو سے قاتل ہو گئے
گولیان بندوق کی رخسار کے تل ہو گئے

دونون عالم کے وسیلے اوسکو حاصل ہو گئے
دست جانان جسکی گردن مین حمائل ہو گئے

خضر و عیسیٰ جو یہ دیکھے جان کے لالے پڑے
سبزے کانون تک ترے بڑھ کر مائل ہو گئے

اوٹھ گیا جسوقت پردہ چہرۂ دلدار کا
عارض پرنور پر رشک شمع محفل ہو گئے

ہم وہ مشتاق اجل تھے قتل مین جو کچھ دیر
ہاتھ مین خنجر لیکر پیش قاتل ہو گئے

سرنگون رہتے ہین بار منت جلاد سے
ہم پہ ممنون سبک دستی قاتل ہو گئے

تھی ترے چاہ ذقن کی شکل اے زہرہ جبین
اسلیے قدسی غریق چاہ بابل ہو گئے

ہین وہ بد قسمت جو دریا مین گیا جب ڈوبنے
دور سے لینے کو وہ آغوش ساحل ہو گئے

کسطرح مین دیکھتا اوس غیرت خورشید کو
پردہ ہاے چشم مجھ مین اوسمین حائل ہو گئے

تابع فرمان ہین تیرے وحش ہمارے رات دن
جب سے اسم اعظم جانان کے عامل ہو گئے

سخت جانی کا برا ہو سخت شرمندہ کیا
قتل کرنے سے مرے شل دست قاتل ہو گئے

نشہ مین اندھا کیا ہے ہجر ساقی نے ہمین
آنکھون کے ڈورے ہمارے خط باطل ہو گئے

ہین وہ دنیا سے چھٹے آزاد مجنون زلف کے
ہین وہی عاقل جو پابند سلاسل ہو گئے

ساقی آئینہ رخ نے جام جب ہم کو دیا
مرتبے جمشید و اسکندر کے حاصل ہو گئے

تا بزانو گڑ گئے گلشن مین فرط شرم سے
سرو و طوبی اونکے قد کے جب مقابل ہو گئے

جا کے پھر آیا وہ گل جب محفل عشاق مین
ہو گئے پژمردہ شگفتہ غنچہ دل ہو گئے

ہم وہ گریان ہین جو اے گلرخ تونکی یاد مین
نالۂ دل اپنے فریاد عنادل ہو گئے

۱۹۷

اوسکی مژگان کم نہین ہین تیر سے کچھ او ادیب
ابروے قاتل اگر شمشیر قاتل ہو گئے

۱۸

اور کیا مجھ رند کو درکار ہے
ہاتھ مین ساغر بغل مین یار ہے

وہ سکندر وقت کا ہے یار ہے
جو کہ تیرا آئینہ بردار ہے

جب سے مجھکو عشق زلف یار ہے
موے تن گویا زبان مار ہے

گو کہ بیم موج ہے منجدھار ہے
تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

سیر گلشن گھر مین بیٹھے ہے نصیب
سینہ داغون سے مرا گلزار ہے

کشتون کے پشتے ہین کوے یار مین
گرم ایسا موت کا بازار ہے

ساتھ سونا اوسکے ہوتا ہی نصیب
بخت خفتہ آجکل بیدار ہی

دم ہی لب پر آرہی ہین ہچکیان
اب کوئی دم کا ترا بیمار ہی

اپنے اپنے حال مین سب مست ہین
کوئی زاہد ہی کوئی میخوار ہی

ہون ترے غم مین مین ایسا ناتوان
مجھکو مرنا بھی بہت دشوار ہی

جب سے دیکھا ہی رخ گلگون یار
چشم بلبل مین ہر اک گل خار ہی

پیش قاتل ہی سر تسلیم خم
جان لے یا بخشدے مختار ہی

چشم وحدت سے جو دیکھو زاہدو
سبحہ مین بھی رشتۂ زنار ہی

خون عاشق جو نہین اُسنے پیا
سرخ پھر کیون لب سوفار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم کو
سبزۂ خط مرہم زنگار ہی

قبر سے پیچھا نہین چھوڑا ای مسیح
زندہ در گور آپکا بیمار ہی

ہجر مین اُس گل کے گھٹتا ہی گلا
بڑھکے پھانسی سے بھی مجھکو ہار ہی

۱۹۸

وہ مسیحا دیکھنے آیا ادیب
ہی وہی اچھا کہ جو بیمار رہی

۱۸

قصر تن کو توڑ کر دم مین برابر کیجیے
دلمین آتا ہی کہ خاک اپنا گھر کا گھر کیجیے

پھر جنون کا جوش ہی پھر آئی ہی فصل بہار
خانۂ زنجیر سے پھر پاؤن باہر کیجیے

لائیے تشریف اک دن تو بھلا ای رشک مہر
خانۂ دل منزل خورشید انور کیجیے

دی ہی مینے جان حسرت مین دُر دندان کے آج
غسل میت مین مری صرف آب گوہر کیجیے

آینہ رو وہ دکھا کر آینۂ رخسار کا
وقت کا اپنے ہمین اک دن سکندر کیجیے

وصل کا وعدہ کیا ہی اوس گل خوبی نے آج
صحن مین گلشن کے برگ گل کا بستر کیجیے

خاکساری ہمنشے کی ہی اختیار اسواسطے
ہین کے سرمۂ دیدۂ دلدار مین گھر کیجیے

ملک و زر جز نام کچھ رہتا نہین بعد فنا
اک ذرا نظارۂ گور سکندر کیجیے

میرے رونے سے پسیجے ہین بتان سنگدل
یہ وہ نالے ہین کہ جن سے موم پتھر کیجیے

ذبح ہونے مین مجھے حاصل ہی لطف زندگی
میری گردن سے جدا دم بھر نہ خنجر کیجیے

دلمین آتا ہی کہ اوس سیمین بدن کے عشق مین
نقد جان و دل لٹا کر سب برابر کیجیے

جان کو جانے مگر یہ التجا سے ننگ ہی
نازبرداری مسیحا کی نہ مر کر کیجیے

ہمکو راحت سے یہ نفرت ہی کہ اوڑ جاتی ہی نیند
زیر سر کھولے سے بھی جب بالش پر کیجیے

کیا یقین آئے ہمین اونکے دہان تنگ کا
امر غیبی کو بھلا کس طرح باور کیجیے

آمد و شد جب کہ دم بھر کی ہی مانند نفس
پھر سرائے دہر مین تعمیر کیا گھر کیجیے

کعبۂ دل کا گرانا ہے سبب اچھا نہین
دلمین کچھ خوف خدا ای بندہ پرور کیجیے

لوگونکی خاطر سے ہی گھر بیٹھے حج کا ثواب
ہاتھ مین دل لیکے سب کا حج اکبر کیجیے

۱۹۹

ترک دنیا سے کوئی شغل ای وہب اچھا نہین
بیٹھکر گوشے مین تنہا یاد دلبر کیجیے

۲۱

کھڑا ہون دیر سے مین چپ اس آرزو کے لیے
کہ اپنے منھ سے وہ فرمائین گفتگو کے لیے

کبھی تو اون سے ہمین ہمکلام کر یا رب
زبان تو نے اگر دی ہی گفتگو کے لیے

نہ صدمہ دانۂ گوہر کو آسیا کا ہوا
گزند کچھ بھی نہین اہل آبرو کے لیے

وہی ازل سے مجھے اتصال ہی اون سے
جو قرب مجھسے ہی میری رگ گلو کے لیے

محال ہی دہن تنگ یار کا اثبات
کہان ہین منطقی آجائین گفتگو کے لیے

شریک دفن ہوے وہ تو بڑھ گئی عزت
ملے ہین خاک مین ہم اپنی آبرو کے لیے

میں کیا کہوں کہ کٹی کس طرح شب فرقت / تڑپ کے کی ہے سحر ایک ہا ہو کے لیے

لکھوں نہیں گوہر دندان یار کی توصیف / میسر آب گہر ہوا اگر وضو کے لیے

مگر ہے قلزم ہستی میں خوف عزت کا / گہر صدف میں چھپے ہیں تو آبرو کے لیے

نہ ہمکلام ہوا ایک دن وہ وعدہ خلاف / زبان دی بھی کئی بار گفتگو کے لیے

وہ ناتوان ہوں جو لوں سانس ہجر قاتل میں / نفس چھری بنے ہر اک رگ گلو کے لیے

وہ بدنصیب ہیں پوچھے جو حال دل وہ کبھی / زبان کام نہ دے شرح آرزو کے لیے

ہوئے تلاش کمر میں ہم اس طرح غائب / کہ مدتوں رہے گم اپنی جستجو کے لیے

ہم اونکے خنجر ابرو کی کچھ کریں توصیف / زبان تیغ جو بنجائے گفتگو کے لیے

یہ طول ہے کہ نہ حلہ تمام ہوا اوس کا / ملے جو عمر خضر شرح آرزو کے لیے

سیونہیں زخم وہیں چھوڑدیں سب الٹی کو / ملے جو سوزن عیسیٰ مجھے رفو کے لیے

عبث ہیں بے صفت یار صورت سوسن / جو وصف یار نہیں ہیں زبان گفتگو کے لیے

کہاں علاج کو آیا ہے کچھ یہ دیوانہ / طبیب لائے کوئی سیر چارہ جو کے لیے

جو اونکی دید کو نرگس بنی سراپا چشم / تو گل بھی ہیں ہمہ تن گوش گفتگو کے لیے

گہر یہ کہتے ہیں تاج شہ حسینان ہیں / چھٹے ہیں جو وطن آ کر ہم آبرو کے لیے

٢٠٠
ادیب حیف کہ اوس گل نے ایک بات نکی
لبوں پر آگئی جان اپنی گفتگو کے لیے
٢٧

حالت نزع میں جان بخش مسرت ہوگی / ملک الموت کی تیری ہی جو صورت ہوگی

اون حسینوں سے کبھی ہمکو نہ الفت ہوگی / جنکی آنکھوں میں ذرا بھی نہ مروت ہوگی

تیری ہمشکل جو مٹی کی بھی مورت ہوگی / دل ستان ہوش ربا نور کی صورت ہوگی

حلق سے اوسکے اگر اپنی شہادت ہوگی
تیغ جلاد کلید در جنت ہوگی

غافلو طاعت حق چاہیے پیری آئی
صبح کا وقت ہی مقبول عبادت ہوگی

تو ہجوم غم ہجران سے نہ گھبرا ای دل
چاہیے صبر جماعت سے کرامت ہوگی

دل مجروح جو بیتاب ہوا ہی ہندو خال
نمک زخم اوسے تیری ملاحت ہوگی

دست قاتل سے جو تیغ کی ملینگی لذت
حضرت خضر کو بھی مرنے کی حسرت ہوگی

نقد دل لیکے ہمارا جو کروگے برباد
یاد رکھنا کہ امانت مین خیانت ہوگی

بزم جانان سے نکلوائے گئے ذلت سے
غیر مرجائینگے بیموت جو غیرت ہوگی

جور قاتل کا ادا شکر کرینگے تا زیست
ہم جو مرجائینگے تو بھی نہ شکایت ہوگی

ہم یہ سمجھینگے ٹھکانے لگی مٹی اپنی
اوسکے کوچے مین پس مرگ جو تربت ہوگی

دہن تنگ کے اثبات مین لایا جو دلیل
منطقی سے بھی اس بات مین حجت ہوگی

ہمکو ملجائیگی بیداد کی داد ای ظالم
کسی بیدرد سے تجھکو جو محبت ہوگی

جب کہا مین نے مرا حال سنینگے کب آپ
ناز سے اوسنے کہا جب ہمین فرصت ہوگی

بوسہ لینے سے تصور مین ہوے لب نیلے
اس سے کیا بڑھکے بھلا اور نزاکت ہوگی

روز ہجران کی سیاہی سے خدا کی ہی پناہ
اس سے بڑھکر نہ شب گور کی ظلمت ہوگی

قتل کرنے کو اشارہ ہی ہمین کافی ہی
تیری انگشت شہادت سے شہادت ہوگی

آپ پردہ ہی سہی وجہ سے اسکے آئینہ تو
آئینے کو تمسے دیدار کی حسرت ہوگی

دق کیجیے اسطرح کیا ہو مرض فرقت سے
موت بیمار شب ہجر کو صحت ہوگی

ایک ہم ہین کہ بھرے دل مین ہین لاکھون ارمان
ایک وہ ہونگے جنھین کوئی نہ حسرت ہوگی

تب وہ عدو کے گھر آکے دو فرمانے لگے
اب شکایت جو کرینگے تو شکایت ہوگی

وہ جو مجروح کریگا ہمین خوش ہونگے رقیب
زخم ہم کھائینگے اغیار کو لذت ہوگی

سچ یہ ہی راہ ہوا کرتی ہی دلکو دل سے
مجھکو تیری تو تجھے میری محبت ہوگی

زیست اے رشک مسیحا مرض عشق سے ہی
جیتے مرجائینگے بیمار جو صحت ہوگی

آپ کب لائینگے تشریف کچھ ارشاد تو ہو
حال پر بندہ کے کس روز عنایت ہوگی

٢٠١

گھر کے بھیدی سے کبھی چھپتا ہی کہین راز ادیب
حشر مین جرم پہ اعضا کی شہادت ہوگی

٢٢

صدا آتی ہی یہ کوئے بتان سے
نہین جاتا کوئی اگر یہان سے

نکالون آہ جو سوز نہان سے
شرر برسین فضائے آسمان سے

رہے مجروح وہ نوک سنان سے
کشیدہ ہو جو اوس ابرو کمان سے

تجسس کرتے حال رفتگان ہم
اگر آتا کوئی پھر کر وہان سے

وہ ہی بحر سرشک چشم گریان
حباب اوسمین ہین قصر آسمان سے

چھٹے اوس زلف پیچان سے کوئی کیا
جو اک پھندے مین دل لاکھون پھانسے

زبان سے میری سنکر لذت مرگ
خضر ناخوش ہین عمر جاودان سے

وہ بولے سنکے قصہ درد دل کا
بڑی اوجھن ہی طول داستان سے

کوئی اگر ہمارے جی سے پوچھے
جو لذت پائی ہی جور بتان سے

تب غم مین ہر اک موئے تن اپنا
زبان شعلہ ہی سوز نہان سے

بدن سے روح جب نکلی تو بولی
رہائی ہوگئی قید گران سے

ہمارے واسطے ہی تخت شاہی
کہان ہم جائین خاک آستان سے

سنی ہی شور محشر کی بڑی دھوم
مگر کیا ڈر ہمین خواب گران سے

تڑپتا ہی مرا دل جسکی خاطر
خداوندا اوسے لاؤن کہان سے

تصور مین بھی پاس اوس کے جانا
نہین ممکن مریض ناتوان سے

سنا پُر درد نالون کو تو بولے
مرا دل کانپتا ہی اس فغان سے

خوشا یہ ضعف ہم جسکی بدولت
نہین اوٹھ سکتے ہین کوئے بتان سے

پڑے ہی سنگ اسود سخت مشکل
جو تو ٹکرے سنگ آستان سے

گئے جب سے نہ آئے پھر کسی روز
وہ سیکھے چال کیا عمر روان سے

تمھاری یاد مین ایسا ہون بیخود
کہ کوسون دور ہون وہم و گمان سے

مزہ جینے کا مرنے سے ہی اے خضر
تمھین کیا لطف عمر جاودان سے

۲۰۲

ادیب اب آ گئے ایام پیری
مدینے کو چلو ہندوستان سے

۲۱

لاغر بدن یہ عشق بت سیمبر مین ہی
فرق اوس سے ایک بال کا موئے کمر مین ہی

اسی بت جو ہو کے خاک رہی رہگذر مین ہی
وہ مثل سرمہ دیدۂ اہل نظر مین ہی

اس رتبہ ضعف عشق بت سیمبر مین ہی
طاقت اب اوٹھنے کی نہ تن مین جگر مین ہی

بیچ دھار مین ہون قلزم غم کے مین ناخدا
بیڑا لگا پار کر مری کشتی بھنور مین ہی

بیہوش کر دیا جسے دیکھا اوٹھا کے آنکھ
جادو بلا کا چشم بت فتنہ گر مین ہی

پھیلا کے پاؤن چین سے سوتے ہین قبر مین
آرام سب جگہ سے اسی اپنے گھر مین ہی

پیری کے داغ عشق مین ہی گرمی شباب
تیزی جو مہر حشر چراغ سحر مین ہی

اللہ رے نازکی کہ لچکتی ہی بوجھ سے
صرف ایک خال یار کی نازک کمر مین ہی

دندان و لب سے اوسکے جو ہو جائے سامنا
مٹی وہ آب ہو کہ جو لعل و گہر مین ہی

شوخی کرشمہ ناز و ادا غمزہ و حیا
جو کچھ کہ ہی وہ سب تری نیچی نظر مین ہی

کیا طرفہ بات ہی کہ نہ دیکھی نہ ہی سنی
اونکی کمر نہین ہی سو وہی کمر مین ہی

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ کاٹین شب فراق
دلمین ہی ٹیس درد ہمارے جگر مین ہی

ای غم نہ جا کہین دل شیدا کو چھوڑکر
خاطر یہ میہمان کی میرے ہی گھر مین ہی

بیتاب کیون ہو ماہی بے آب کیطرح
مچھلی جب اونکے کانکی آب گہر مین ہی

پھوڑا ہوا ہی پک کے ہمارا دل حزین
گرمی فراق یار کی ایسی جگر مین ہی

مثل حباب بحر جہان مین ہین ایکدم
نابود و بود ایک ہماری نظر مین ہی

سینہ کے پار ہوکے ہوا ہی جگر کے پار
ای ترک توڑ کیا ترے تیر نظر مین ہی

نازک میان یار کو بار گران ہی خال
شاید اسی سبب نہین نقطہ کمر مین ہی

جادو وہی جسکا نام وہ آنکھون مین ہی بھرا
کہتے ہین جس کو سحر وہ اونکی نظر مین ہی

ای ترک دیکھ بھال کے ناوک تو پھینکنا
تیرون کا چور کوچۂ زخم جگر مین ہی

۲۰۳

جسپر ورے کہ الفت مژگان ہی ای ادیب
اوسدن سے ایک پھانس ہمارے جگر مین ہی

۲۵

ہوے مجروح تمنا سے دل و جان سمجھے
ڈوب کر تیر نکلجانے کو ارمان سمجھے

شاد ہو جاؤن جو مسکن غم جانان سمجھے
دلمین آجائے گر اپنا اسے مہمان سمجھے

جوہری آنت ترے گوہر غلطان سمجھے
خاک پہچھبی قدر در دندان سمجھے

جو لشکر مین وہ تجھے جان دل و جان سمجھے
مردم دیدہ ملک اور پری جان سمجھے

بھول کر نام محبت نہ زبان پر لائے
عاشقی سے اگر انجام کو انسان سمجھے

پھانسنا دام مین جو سکے ہم تکلیف دشوار
پیچ یہ سب ترے گیسو پیچان سمجھے

پاؤن رکھنا تو ذرا سوچکے ہشیار سی ہے — کوچۂ زلف ہی یہ ای دل ناداں سمجھے
دم گلگشت چمن رو دیے مثل شبنم — ہم جو وہ دن کی بہار گل خنداں سمجھے
سب یہ باتین تری ہم جانتے ہین سر نہ پھرا — جو نہ سمجھا ہو وہ ای ناصح ناداں سمجھے
ہو کے اک قطرۂ ناچیز یہ نخوت یہ غرور — اصل مین اپنی حقیقت کو تو انسان سمجھے
کعبہ و دیر مین اوس بت کو کیا جا کے تلاش — خاک پتھر کبھی نہ ہندو و مسلمان سمجھے
اسقدر کشتہ کیا اپنی تمناؤن کو — اپنے سینہ کو ہم اک گنج شہیدان سمجھے
دعوی آب و صفا اوسکے دُر دندان سے — آبرو خاک مین اب گوہر غلطان سمجھے
ایک دن بھی نہ گئی گھر سے مرے غیر کے گھر — خیر اب تجھسے خدا ای شب ہجران سمجھے
ہمکو غربت مین سویدا سے زیادہ ہی عزیز — مردم دیدۂ دل داغ عزیزان سمجھے
ضعف سے دشت نوردی نہوئی وحشت مین — بیڑیان پاؤن کی ہم تار گریبان سمجھے
ساتھ قدمون کے ہین چھالان کسی وحشی ہر دم — نقش پا کو ترے ہم مہر سلیمان سمجھے
وہ خوشا سینہ جہان آکے رہے ناوک یار — وہ نہ دے دل جسے مسکن غم جانان سمجھے
بار منت سے کسی کے نہ گرانبار ہوئے — ہم تو احسان نہ کرنیکو بھی احسان سمجھے
کیون نکلنے نہ دیا غیرون کو اپنے گھر سے — آپ کیا اونکو مری حسرت و ارمان سمجھے
دیکھکر گر پڑے ہم بھوت لگے اندھون کی طرح — خط سے خس پوش تہ اچاہ زنخدان سمجھے
جانکنی کرنی پڑی ہمکو محبت کر کے — بڑھ کے ہیرے کی کنی سے دُر دندان سمجھے
واہ آئے بھی تو اغیار کو لیکر ہمراہ — چال ہم آپکی ای سرو خرامان سمجھے
آگیا زلزلہ دنیا مین اشارے سے ترے — بڑھ کے بھونچال سے ہم جنبش مژگان سمجھے

۲۰۴ رخ پہ نور جو پردے سے چھپا اونکا ادیب — مہر تابان کو چراغ تہ دامان سمجھے ۲۰۶

درد و ملال دل سے سب ای مہ لقا گئے — گھر میں ہمارے تم شب وعدہ جو آ گئے

ہر چشم تر سے ابر کا رتبہ گھٹا گئے — طوفان نوح ہجر میں سب کو دکھا گئے

دلسوزوں کو وہ چہرۂ روشن دکھا گئے — جلتے ہوؤں کو اور بھی آ کر جلا گئے

جسدن سے دو سے لب میگوں دکھا گئے — وہ زاہدوں کے زہد میں دھبا لگا گئے

وہ چلتے پھرتے گور غریباں پہ آ گئے — خواب عدم کے سوتے ہوؤں کو جگا گئے

گلزار میں وہ جب پئے گلگشت آ گئے — نرگس کو عیب بے بصری کا لگا گئے

پردہ اوٹھا کے عارض انور دکھا گئے — دل کھولکر وہ حسن کی دولت لٹا گئے

مانند نقش پا ہمیں اوٹھنا محال ہے — اسطرح یار رنج و الم کے بٹھا گئے

سولی سے بڑھکے تھا ہمیں کوٹھا شب فراق — بے تیرے بام پر جو ہم ای مہ لقا گئے

بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑا — غربت میں جب کہ اہل وطن یاد آ گئے

مدت کے بعد کیسے تو نکلا کدھر سے چاند — کیا تھا جو بے بلائے ہوئے آپ آ گئے

جس سمت دیکھتا ہوں میں جلوہ انہیں کا ہے — خوش چشم میری آنکھوں میں ایسے سما گئے

دم بھر کو آ کے گھر سے غیروں کے چلدیے — آئے تو کیا تم آئے گئے بھی تو کیا گئے

سمجھا ہے اونکی قلزم ہستی میں سر کشی — مثل حباب بحر جو دم بھر کو آ گئے

میں ہوں وہ رند سوئے فلک جب اوٹھائے ہاتھ — میخانہ پر دعا سے مری ابر چھا گئے

اللہ رے شوق دید ہو جب وہ بے نقاب — بہر نظارہ لخت دل آنکھوں میں آ گئے

اللہ رے ظرف میرے دل نامراد کا — درد و الم جہان کے اسمیں سما گئے

انصاف حق میں شرط ہے اسبات کا بتو — کیا تم لو دل کیا جو مرا دل دکھا گئے

رکھوں میں کیا امید حسیناں دہر سے — تھی جن سے چشم شستہ وہ آنکھیں چرا گئے

دم لیکے جائیگا مرض عشق اے مسیح
اچھا یہ روگ جان کو میری لگا گئے

قصر بلند یار کی توصیف جب لکھی
مضمون عرش پر سے مرے دل مین آ گئے

وہ خاکسار ہین کہ پئے دید چشم یار
مانند سرمہ چشم عدو مین سما گئے

گلزار مین سناتے ہی پر کاٹنے کا حکم
صیاد میری عقل کے طوطے اڑا گئے

اپنا ہوا نہ کوئی برے وقت مین شریک
کنج لحد مین چھوڑ کے سب آشنا گئے

نکلا ہی سبزہ خط لب جان بخش یار پر
یا خضر لینے کے لیے آب بقا گئے

۲۰۵

دن رات ہی تصور زلف سیہ دوست
یا میرے دل کے آئینہ مین بال آ گئے

۲۶

یاد آجاتی ہی جب اے یار جانی آپکی
دل کو بہلا لیتے ہین سنکر کہانی آپکی

اور گئی دم مین بہار حسن اے رشک چمن
تھا نسیم صبح کا جھونکا جوانی آپکی

دیکھتے شمع تجلی کو نہ بھولے سے کبھی
حضرت موسی جو سنتے لن ترانی آپکی

ہی تپ غم سے بری حالت مریض عشق کی
اے مسیح اچھی نہین نا مہربانی آپکی

دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئی
کچھ بھلا دیکھے نہین ہم نے جوانی آپکی

زیست اپنی رہگئی ہی اب اسی امید پر
وصل کا وعدہ جو سنتے ہین زبانی آپکی

کچھ حقیقت بھی تھی خط کی جسنے لکھا ایک دن
دیکھلی اے مشفق من مہربانی آپکی

رہ گئے حل معمائے دہان تنگ مین
شاعروں پر کھل گئی سب نکتہ دانی آپکی

چھو سکین کیونکر تصور مین ہم اے نازک بدن
جب نزاکت کر رہی ہو پاسبانی آپکی

آپ سے کاٹین گلا سطح ہین مشتاق قتل
ہمکو مل جائے جو تیغ اصفہانی آپکی

صورت تصویر سکتہ مین ہون نقشہ اور ہو
دیکھ لین صورت اگر بہزاد و مانی آپکی

دلمین اوسکے آئے فراز نوجوانی کی امنگ
پیر صد سالہ اگر دیکھے جوانی آپکی

مجھ سے فرماتے ہین سنتے ہین جب اشعار درد
دل دکھاتی ہی ہمارا شعرخوانی آپکی

سرو قد اوٹھ اوٹھکے اے شمشاد قد گلزار مین
کرتے ہین تعظیم سرو بوستانی آپکی

اے پری مہر سلیمان سے بھی بڑھکر ہو مجھے
ہاتھ آجائے اگر چھلا نشانی آپکی

اوسکی آنکھونمین رہی پھولی ہوئی سرسون مدام
جوکہ پی جائے شراب ارغوانی آپکی

صحبت احباب سے ہوتا ہی لطف زندگی
ہیچ ہی اے خضر عمر جاودانی آپکی

سن سکے قصہ خواب کا آنا فسانہ ہی مگر
نیند اوڑجاتی ہی سنتے ہی کہانی آپکی

گرمی خون شہیدان کی جو حدت ہی یہی
دیکھنا ہوجائیگی تلوار پانی آپکی

بے مے جان بخش کے بھی موت سے بڑھکر ہی زیست
تلخ ہی اے شیخ صاحب زندگانی آپکی

ہون نہ خوش اسوجہ سے وصف دہان تنگ مین
گومگو کی بات ہی یہ بے دہانی آپکی

کیون نہ بڑھکر خوبصورت ماہ کنعان سے کہون
اولین تصویر یوسف کی ہی ثانی آپکی

ہوتی ہی پژمردگی دلکو خموشی کے سبب
تنگ کرتی ہی ہمین غنچہ دہانی آپکی

دل ہرا ہوتا ہی ہراک عاشق دلگیر کا
یاد آجاتی ہی جب پوشاک دھانی آپکی

ایک دم مین چلدیا جوش شباب اے بحر حسن
بلبلہ پانی کا تھا یا تھی جوانی آپکی

٢٠٦

ذرہ بے نور سے مہر منور ہوا ادیب
ہوگئی جس دن سے اوسپر مہربانی آپکی

١٨

ر

اثر جذب دل اپنا جو دکھائے کوئی
بے بلائے ابھی آغوش مین آجائے کوئی

ڈر سے غیرون کے نہ آیا تو نہ آئے کوئی
خواب ہی مین ہمین شکل اپنی دکھائے کوئی

مین وہ تشنہ ہون کہ مقتل مین یہی کہتا ہون
آب خنجر سے مری پیاس بجھائے کوئی

دھوم ہو جائے کہ خورشید قیامت نکلا
رخ انور سے جو پردے کو اوٹھائے کوئی

بعد مردن لب ساقی کے ہین لبلبون بوسے
میری مٹی کا اگر جام بنائے کوئی

خوب گھنگھور گھٹا شہر مین پر چھا جائے
دھڑی مسی کی لبون پر جو جمائے کوئی

سب مکین ہو گئی اوجڑی ہوئی بستی آباد
دل ویران مین اگر گھر جو بنائے کوئی

اے گہر ہوکے جدا کان سے محبوبون کے
آبرو اپنی نہ مٹی مین ملائے کوئی

زار فرقت مین ہون ایسا کہ جو آکر ڈھونڈھے
موت کیا چیز ہی مجھکو تو نہ پائے کوئی

نذر اوسکی مین کرون شیشۂ دل اے ساقی
ہاتھ سے اپنے اگر جام پلائے کوئی

اوسکی حسرت کو کوئی دل سے ہمارے پوچھے
عمر بھر جسکی تمنا نہ بر آئے کوئی

شمع حنا کے پروانون مین اوسکے ہو فروغ
صورت شمع سراپا جو جلائے کوئی

سرکشی بھول کے ہرگز نہ کرے مثل حباب
بحر ہستی مین جو دم بھر کبھی آئے کوئی

کیون نہ وہ قطرۂ ناچیز سے دریا ہو جائے
عشق مین پیر جو ہستی کو مٹائے کوئی

غیر تو کیا ہین فرشتون کے بھی لٹنے لگے دین
کوچۂ یار مین بیٹھے ہین اوٹھائے کوئی

اثر نالہ و فریاد دکھائین ہم اگر
دل کو تھامے ہوئے گھر سے نکل آئے کوئی

تھر ہو ہنستے مین وہ دیکھکے گریان مجھکو
ایسے بیدرد سے کیا دل کو لگائے کوئی

۲۰۷ اے ادیب آئے شب ہجر اگر شیفتے پر ۱۶
ہفت اقلیم کے سوتون کو جگائے کوئی

دل جو عاشق ہی دُر دندان گہر لائینگے
ہنس کے کھانے کو ہم موتی مقرر لائین

نوح کا طوفان اوٹھیگا دیدۂ تر سے مرے
حرف رخصت کا اگر آپ اپنے لب پر لائینگے

ہم گنہگارون کا رونا حشر کر دیگا بپا
دیکھنا نالے قیامت روز محشر لائینگے

عشق مار زلف کالے کا کھلانا جانکر — کانور و دیں آپ عاشق جاکے منتر لائین گے
سخت جان ایسے ہین مقتل مین وہ قتل اکدن — خنجر جلاد کا ہم دم لبون پر لائین گے
بند کرنا خط کا جو ہوگا وہ نہین مدنظر — مردمان چشم کے عشاق و لیفر لائین گے
ہم وہ مشتاق اجل ہین سنکے مژدہ قتل کا — ہاتھ مین سر کو پئے نذر ستمگر لائین گے
وصف چشم یار کی تسطیر ہے مدنظر — آنکھون کے ڈورے بنائے تار مسطر لائین گے
رونے سے گو کمان آجائیگا بھونچال کا — نالے میرے زلزلہ اک روز گھر گھر لائین گے
دامن صحرا کی دیوانہ کرینگے دھجیان — خانۂ زنجیر سے جب پانون باہر لائین گے
ہین وہ غم کی شکل فرقت مین بنا ہون وہ سنتو — دیکھکر مجھکو عدو اشک آنکھون مین بھر لائین گے
ہو کے بیتاب آئین گے سنکر مری فریاد کو — نالۂ دل جو سلامت ہین انھین گھر لائین گے
دلکو کیا غم ہے اگر تنہا ہین بحر عشق مین — کشتی بے ناخدا کو ہم خدا پر لائین گے
ہوگی آرایش اگر اوس گل کو منظور نظر — نو عروسان چمن پھولون کا زیور لائین گے
عشق ابرو بتان پر جب قانع ہونگے ہم — باندھنے کو پیٹ پر کیسے کا پتھر لائین گے

۲۰۸ اے ادیب اونکے جو خال رخ کی لکھینگے صفت
توڑ کر وہ عرش سے تارے مقرر لائین گے ۲۲۳

پھر نہون برق تجلی کے طلبگار کبھی — دیکھین موسیٰ جو ترا جلوۂ رخسار کبھی
ناتوانی نے سبکسار کیا ہے ایسا — دل اغیار پہ اپنا نہوا بار کبھی
ایک عالم کو کیا خنجر جلاد نے سرد — گرم ایسا تو نہ تھا موت کا بازار کبھی
قتل کرتا ہے ہمین تیغ ادا سے قاتل — دم چرا تا ہے اگر خنجر خونخوار کبھی
تنگ ہے کہ مرض عشق سے کہتے ہین طبیب — دشمنون کو نہ الٰہی ہو یہ آزار کبھی

بے خلش باغ جہان مین ہین گران قید دام
دامن کوہ مین او دیکھا نہ کوئی خار کبھی

تشنۂ شوق شہادت کا ہوا دل سیراب
اوس ستمگر نے جو کی تیر فگنی بوچھار کبھی

پارہ پارہ جگر و دل ہوئے مانند کتان
آگئے یاد جو وہ چاند سے رخسار کبھی

مرض موت نہو خاک شفا کو بھولے
خاک پا تیری جو کھائے کوئی بیمار کبھی

بخت خوابیدۂ عشاق جگانا ہی محال
شور محشر سے بھی ہوتا نہین بیدار کبھی

لب پان خوردۂ معشوق سمجھکر ہنسنے
دہن زخم سے چوما لب سوفار کبھی

دھجیان خوب اوڑائینگے ہم ای دست جنون
رہگیا ایک بھی دامن مین اگر تار کبھی

روتے روتے تری فرقت مین ہوئین چشم سفید
ہم سے توڑا نہ گیا آنسوؤنکا تار کبھی

کعبۂ دلمین بنے عشق بتان کا مسکن
دانۂ سبحہ مین ہو رشتۂ زنار کبھی

پتھر ایسے ہی اگر برسینگے مجھ مجنون پر
خالی آئین گے نظر دامن کہسار کبھی

اہل دل ایسے ہین ہم دلکو خلش ہوتی ہی
پاے دشمن مین جو چبھتا ہی کوئی خار کبھی

کیون نہ ملتے رہین سر سے وہ دست افسوس
ہاتھ جسکے تری گردن مین نہون ہار کبھی

بخدا جان کے لالے پڑے ہین الفت مین
نہوا عشق بتان ہم کو سزاوار کبھی

ای مسیحا مرض عشق سے بچنا ہی محال
زیست ہوتی تو نہوتا کبھی آزار کبھی

آدمی گھل کے اس آزار مین مر جاتا ہی
مرض عشق کا بچتا نہین بیمار کبھی

وہ گل اندام جو تھے سوتے ہین اب زیر زمین
خندۂ گل سے جو ہوجاتے تھے بیدار کبھی

یوسفستان نظر آتی تھین وطن کی گلیان
فرخ آباد بھی تھا مصر کا بازار کبھی

۲۰۹ جان جائیگی ادیب اسکی محبت مین تری
دل نہ دینا کسی گلرو کو خبردار کبھی ۱۷

سقف فلک کی پھیر نہ یہ تعمیر دیکھیے
جو آپ تیر آہ کی تاثیر دیکھیے

کس دن ہو عشق زلف گرہ گیر دیکھیے
آباد کب ہو خانۂ زنجیر دیکھیے

منہ پھیر سوئے ہین وہ مجھسے شب وصال
یارب پھرینگی کب مری تقدیر دیکھیے

دیکھے بید آ کے وہ گھر سے چلے گئے
بن کر بگڑ گئی مری تقدیر دیکھیے

کسطرح ہو گی ہمسر زلف دراز یار
چھوٹی بہت ہی عرش کی زنجیر دیکھیے

دار فنا سے شہر خموشان مین لائی ہی
لیجائے اب کہان مجھے تقدیر دیکھیے

شاید خزان کے آتے ہی جوش جنون گیا
سوتے پڑے ہین خانۂ زنجیر دیکھیے

ہی لامکان پہ مری دیوانگی کی دھوم
پونہچا کہان ہی نالۂ زنجیر دیکھیے

رونے سے کانپتا ہی دل انکا شب فراق
ہلتا ہی عرش نالونکی تاثیر دیکھیے

فصل بہار آئی جنون کا ہی زور شور
پھر پانون مین ہر ایک کے زنجیر دیکھیے

کانون سے کچھ نہ سنیے بجز اوسکے ذکر کے
آنکھون سے صرف یار کی تصویر دیکھیے

ہلنا محال ہی ہمین گیسو کے عشق مین
جکڑی ہوئی ہی پانونمین زنجیر دیکھیے

ہی آفتاب حشر سہا اوسکے سامنے
خورشید داغ عشق کی تنویر دیکھیے

اختر شماریون مین گزرتی ہی ساری رات
جسدن نہ کوئی چاندسی تنویر دیکھیے

چین جبین یار کی کیونکر گرہ کھلے
کسطرح وا ہو عقدۂ تقدیر دیکھیے

کسطرح جائین میکدہ سے اوٹھکے رند مست
ہی موج مے کی پانونمین زنجیر دیکھیے

۱۸

لکھا نصیب کا نہین مٹتا ہی اے ادیب
دکھلائے آپ کو تقدیر دیکھیے

دیوانہ کیا خلق کو آنکھون نے تمھاری
بیمار وہ ہی گر سرمہ کی تحریر نہین ہی

اغیار کو تو روز ملے شربت دیدار
میرے لیے آب دم شمشیر نہین ہی

اک عمر سے نظارۂ مژگان سے ہون محروم
مدت سے جگر مین خلش تیر نہین ہی

جب بعد فنا بھی وہ نہ آیا تو یہ سمجھے
تقدیر مین وصل بت بے پیر نہین ہی

حیران جہان ہی ترے آئینۂ رخ سے
وہ کون ہی جو صورت تصویر نہین ہی

لکھا مری تقدیر مین ہی رنج جدائی
ای حضرت عشق آپکی تقصیر نہین ہی

مین کشتہ ہون چشم صنم پردہ نشین کا
احوال مرا لائق تشہیر نہین ہی

ویرانے کی صورت متصور ہی اوسمین
جس خانۂ دلمین تری تصویر نہین ہی

رو کر ترے بیمار کو کہتے ہین اطبا
اب جینے کی اسکے کوئی تدبیر نہین ہی

باتون کو جو سنتا ہون تعجب آتی ہی تن مین
اعجاز سے کم آپکی تقریر نہین ہی

داغون سے سراپا مین بنا سرو چراغان
تاریک مرا خانۂ زنجیر نہین ہی

کچھ قدر زر و مال نہین سامنے اسکے
یہ خاک در یار ہی اکسیر نہین ہی

اوس بت کو کیا سجدہ تو کیون لگ گئے اغیار
کچھ قد خمیدہ خم شمشیر نہین ہی

صورت تری خوبان جہان سے ہی نرالی
عالم کے مرقع مین یہ تصویر نہین ہی

ایسی کبھی سودائیون کے صرف مین آئی
سودا کی دکان مین یہ زنجیر نہین ہی

مجروح رہے خار حوادث سے وہ یارب
جس پانو مین اوس زلف کی زنجیر نہین ہی

٢١١

نالونکا اثر دلمین اوس بت کے ہو کیونکر
کچھ آہ مری عرش کی زنجیر نہین ہی

٢٥

دیکھکر وہ رخ یہ حیرت ہوئی
آئینے کی اور صورت ہو گئی

وا اگر چشم حقیقت ہو گئی
دیکھنا کثرت مین وحدت ہو گئی

رنج فرقت سے یہ حالت ہو گئی
شکل اپنی غم کی صورت ہو گئی

ہجر مین اپنی یہ صورت ہو گئی
دیکھکر حیرت کو حیرت ہو گئی

پیش داور ہم جب نالے کیے
حشر مین قائم قیامت ہو گئی

پاکستے چھوڑا ہو گیا پاک سے دل
زہر ناصح کی نصیحت ہو گئی

آمد آمد فصل گل کی جب سنی
وحشیون کو اور وحشت ہو گئی

ہجر مین اوس گل کے اہل خلد کو
بڑھکے دوزخ سے بھی جنت ہو گئی

جیتے ہین فرقت مین اب دم تک مگر
اب نہ آئے تو قیامت ہو گئی

دید اوس خوش چشم کی جب سے ہوئی
آنکھون کی بیدار قسمت ہو گئی

شکر ہے اوس آینہ رو کے حضور
آینہ داری کی صورت ہو گئی

رات دن وہ مجھسے رہتے ہین پھرے
کیا مری برگشتہ قسمت ہو گئی

یاد رکھنا شب نہ آئے تم اگر
آج ہی کل کی قیامت ہو گئی

اوس لب رنگین کی فرقت مین ہمین
خون دل رونیکی عادت ہو گئی

جب قیامت کی چلے رفتار وہ
دو قدم پیچھے قیامت ہو گئی

زیست کے ہمراہ ہین سب رنج و غم
آ گئی جب موت راحت ہو گئی

جب دہان تنگ ہنسنے مین کھلا
نقطۂ وہمی کی قسمت ہو گئی

کم نہین لب سے تری چشم اے مسیح
جسکو دیکھا اوسکو صحت ہو گئی

پائے ساقی پر گرے نشہ مین ہم
ہوشیاری عین غفلت ہو گئی

دو دھارا ہے قاتل تری تلوار کی
ہم کو تو راہ شہادت ہو گئی

جب خیال آیا مآل کار کا
خندۂ گل سے بھی رقت ہو گئی

جنت و دوزخ کی خواہش چھوڑکر
تیری مرضی پر قناعت ہو گئی

جب تصور روے صافی کا کیا
دلمین آئینہ وہ صورت ہو گئی

تیرے دیوانے کی ای رشک پری
قاف سے تا قاف شہرت ہو گئی

٢١٤

دلکو کیون تھامے ہوے تم ہو ادیب
کیا کسی دلبر سے الفت ہو گئی

٩

گو ہر اک شہر مین شہرت مری فریاد کی ہے
ہون جو خاموش تو خاطر مجھے صیاد کی ہے

ہوش جاتے ہین نہ خبر کچھ دل ناشاد کی ہے
یاد اے وعدہ فراموش تری یاد کی ہے

خوف سے جان ہوا بلبل ناشاد کی ہے
شکل جلاد کی صورت اسے صیاد کی ہے

سر پہ اسکے جو نہین بار جفا عشاق
پشت خم کسلیے چرخ ستم ایجاد کی ہے

حیف ہم تشنہ نہ سیراب ہوے مقتل مین
گو سبیل آب دم خنجر جلاد کی ہے

خط پشت لب ساقی کا ہوا ہون شیدا
کیا حقیقت مرے آگے خط بغداد کی ہے

دام گیسو مین رہا کرتے ہین قیدی دائم
قید اس قید مین کچھ بھی نہین میعاد کی ہے

سات دریا ابھی لاؤن جو کہے وہ شیرین
جوے شیر ایک ہی لائی ہوئی فرہاد کی ہے

ایک دم بھی نرہا جو کہ گلگشت آیا
نا موافق یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہے

سنکے فریاد تاسف سے وہ فرماتے ہین
یہ تو آواز کسی عاشق ناشاد کی ہے

کسی بلبل کو کیا ذبح کسی کو پر قینچ
دل لگی روز چمن مین یہی صیاد کی ہے

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو
اولٹی تاثیر مرے نالہ و فریاد کی ہے

گلشن دہر مین وہ بلبل تسان مین ہون
شب کو سوتے مین بھی دہشت مجھے صیاد کی ہے

قرض دیار بھلا کھٹکے نہ کیونکر ہر دم
وہ تو اک پھانس دل عاشق ناشاد کی ہے

کون کہتا ہے کہان فصل بہاری آئی
سب یہ بے پر کی اوڑائی ہوئی صیاد کی ہے

حسرت دید ہے مدت سے اوٹھا دو پردہ
اے بتو تم کو قسم حسن خداداد کی ہے

فصل گل مین مرے پر کاٹ کے کیا قید قفس
انتہا بھی کہین بیدادی صیاد کی ہے

اے گلو حسن پہ اپنے نہ ہنسو کھل کھل کر
چند روزہ یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہے

مین اوسی روز سے بھولا ہون بتانے کو ادیب
یاد جس دن سے مجھے اوس ستم ایجاد کی ہے

۲۱۳ ۲۱

روز و شب بال ہما جس کا چھپر رہتا ہے
آجکل وہ شہ خوبان مرے گھر رہتا ہے

دل مرا عکس رخ یار کا گھر رہتا ہے
آئینہ آئینے مین آٹھ پہر رہتا ہے

غائب آنکھون سے جو وہ رشک قمر رہتا ہے
حسرت دید کا دلمین مرے گھر رہتا ہے

صدمۂ ہجر سے پھوڑا دل اگر رہتا ہے
درد بن کر مرے پہلو مین جگر رہتا ہے

لب رنگین کا جو دھیان آٹھ پہر رہتا ہے
چشم گریان سے وان خون جگر رہتا ہے

مصحف رخ جو ترا پیش نظر رہتا ہے
دل سیپارہ مرا زیر و زبر رہتا ہے

جب سے مجروح تری تیغ تبسم نے کیا
خندہ زن آٹھ پہر زخم جگر رہتا ہے

غنچے پیکان نکالے ہین بغیر اوس گل کے
دشنہ کھینچے ہوئے ہر برگ شجر رہتا ہے

تشنۂ آب دم تیغ ہے اے ترک ایسا
ہر گھڑی وا دہن زخم جگر رہتا ہے

وصل کی شب مین بول اوٹھے کہین مرغ سحر
یہی دھڑکا یہی ڈر چار پہر رہتا ہے

چشم دلبر سے خدا جانے بچیگا کیونکر
گھات مین دل کی مرے دزد نظر رہتا ہے

شوق دلبر سے ملا ہے نہو کسطرح عزیز
سینے مین دل کی جگہ داغ جگر رہتا ہے

کروٹین لیتے ہی لیتے شب غم کاٹتے ہین
چین پڑتا نہین یہ درد جگر رہتا ہی

یاد مین موے میان کی جو ترے روتا ہون
آب اشک آٹھ پہر تا بکمر رہتا ہی

خون ہو کر جو نہ آنکھون سے بہا فرقت مین
پھر یہ کسو اسطے پہلو مین جگر رہتا ہی

چشم پر نم کو تصور ہی تری آنکھون کا
شیرون کا عین ترائی مین گذر رہتا ہی

عشق چشم اوس ہمہ خوبی کا ہوا ہی جو مجھے
پانون مین سلسلہ موج نظر رہتا ہی

ہم گدا اپنی فقیری ہی مین ہین بیٹے مدام
رشک منعم کو اگر نشہ زر رہتا ہی

مرد جانباز وہی معرکہ عشق مین ہی
مرنے پر باندھے ہوئے جو کہ کمر رہتا ہی

بیخودی سے نہین ہم آپ مین آتے پہرون
کیا تماشا ہی کہ گھر بیٹھے سفر رہتا ہی

۲۴

مین وہ دیوانہ گریبان ہون جو صحرا کو گیا
دامن وحشت ادیب اشک سے تر رہتا ہی

۲۵

شب وصال جو وہ ماہ بے حجاب رہے
تمام رات فدا آدم آفتاب رہے

خیال گیسوے پیچان جو وقت خواب رہے
تمام شب دل مضطر کو اضطراب رہے

جو دید مہر رخ یار کی نہ تاب رہے
تو کیون نہ آئنہ با دیدہ پر آب رہے

نہ تاب دید ہو جس دم وہ بے نقاب رہے
ہمارے یار کی بے پردگی حجاب رہے

مثال سرمہ کہ اوس کا ہو چشم مردم مین
جو خاک پا رہ شاہ بوتراب رہے

ہزار حیف نہ بدلا کبھی فراق کا حال
ہزار طرح کے عالم مین انقلاب رہے

تری تلاش نہ مد نظر اگر ہوا سے
تمام روز نگردش مین آفتاب رہے

کہو تو کسکے جگانے نصیب جاگ رات
کہان تمام شب اسی رشک ماہتاب رہے

خیال دست نگارین کا ہی دم گریہ
نہ جاری آنکھون سے کسطرح خون ناب رہے

گلی مین یار کی جو پانون توڑ کر بیٹھے — وہ جا کے باغ جنان مین مرحساب رہے

جو غسل و شستشو رخ روشن کی چاہے وہ مہوش — تو آفتابہ لیے حاضر آفتاب رہے

گئی شباب کی شب دھوپ آئی پیری کی — ہزار حیف کہ ہم پھر بھی مست خواب رہے

ہوا ہی گو ہر دندان یار کا سودا — ہمارے پانون مین زنجیر موج آب رہے

یہ بے ثباتی عالم سمائی آنکھو نمین — مری نظر مین محیط فلک سراب رہے

جو آندھیان چلین عالم مین آہ سوزاں کی — نہ اہی فلک یہ ترا خیمہ حباب رہے

عدم کو جائین گے سرپٹ ہوا کے گھوڑون پر — محیط دہر مین سرکش اگر حباب رہے

فراق یار مین دم بھر کرون جو گریہ و آہ — ہمیشہ خلق مین طوفان باد و آب رہے

عدم سے آئے تھے دم بھر کو پھر عدم کو چلے — محیط دہر مین ہم صورت حباب رہے

خوشی سے بدر ہوا ہی شہ سوار حسن ابھی — ہلال عید جو بنکر تری رکاب رہے

مزہ ہوا اشک فشانی کا اوس گھڑی اہی چشم — نہ جب کہ جسم مین اک بوند خون ناب رہے

تمھارے گالون سے تشبیہ دیتے ہین شاعر — شگفتہ کیون نہ ہمیشہ سدا گلاب رہے

وہ ٹوٹے جام نہ جسمین ہو بادہ گلگون — وہ پھوٹے آنکھ جو بے نشہ شراب رہے

خجالت رخ روشن نہو جو اہی مہوش — تری طرف سے نہ منہ پھیرے آفتاب رہے

جو دفن لاش ہو فردوس کوے جانا نمین — تو بعد مرگ نہ مٹی مری خراب رہے

۲۱۵ — پس فنا شب تاریک گور کا کیا خوف — ادیب داغ جگر کا جو آفتاب رہے — ۱۳

چمن مین خندۂ گل سے ہوا ملال مجھے — مآل کار کا جب آگیا خیال مجھے

فراق یار مین ہی زندگی وبال مجھے — اوٹھا لے دہر سے یارب ذوالجلال مجھے

خیال یار ہی فرقت مین مونس و ہمدم
ملا ہی ہجر مین لطف شب وصال مجھے

نہین ہی رشک کسی کو مری ترقی پر
ہوا ہی بے ہنری مین بڑا کمال مجھے

نہو خموش اگر شرم سے وہ غنچہ دہن
ثبوت مین نہ دہن کے ہو احتمال مجھے

وہ خال ہی پئی مرغ دل حزین دانہ
ہوئی ہی یار کی پیچیدہ زلف جال مجھے

یہ وہ مرض ہی کہ جاتا ہی جان ہی لیکر
کبھی نہ عشق ہو یارب ذو الجلال مجھے

زبان حال سے کہتا ہی حسن اوس گل کا
ہوا ہی اور نہوگا کبھی زوال مجھے

سہائی سے لب شیرین کے لب اگر ہون بند
دہان تنگ کا اثبات ہو محال مجھے

مثال آینہ لازم ہی دونون دل ہون صاف
مرا خیال تجھے ہو ترا خیال مجھے

نہین یہ نعل ہی مابین ابروی جانان
درون کعبہ نظر آتے ہین ہلال مجھے

مثال آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
عدو سے بھی کبھی ہوتا نہین ملال مجھے

۲۱۶ ادیب آب خجالت سے دہو گئے سب جرم
ہوا جو اپنے گنا ہون سے انفعال مجھے ۱۹

ستم غرور کرتے ہین کیون مجھ غریب سے
واقف کوئی نہین ہی کسی کے نصیب سے

پیدا ہی شکوہ جور و ستم کا حبیب سے
دنیا مین درد و رنج ہین اپنے نصیب سے

ای دل نہ ملتجی ہو کسی سے بھی مال کا
ملتا نہین کسیکو زیادہ نصیب سے

دشمن کو بھی نصیب نہو صدمہ فراق
یارب جدا نہ کوئی ہو اپنے حبیب سے

رہتی ہی یاد اسکے سبب اوسکی ہر گھڑی
کچھ داغ عشق کم نہین مجھکو حبیب سے

بیمار ہجر کا کہین قصہ نہو تمام
ڈر ہی شب فراق کی شکل مہیب سے

دل ہی غنی بغل مین ہی جب سے وہ نازنین
ہم کو ملی ہی وصل کی دولت نصیب سے

برگشتہ بخت وہ ہون کہ اولٹا ملا جواب
کی ہین نے سیدہی بات جو اپنے حبیب سے

سودا ے زلف یار مرے سر سے دور ہو
ایسی کوئی دوا نہین ممکن طبیب سے

طالب نہ منعمون سے ہوا زر کا مین گدا
اک بات یہ عجیب ہوئی مجھ غریب سے

بیدار بخت خفتہ اوسی وقت ہو گیا
آئے وہ خواب مین جو مرے گھر نصیب سے

صاحب نصیب جو منے آتے ہین خاک پا
بوسہ ملا جو دست صنم کا نصیب سے

زنجیر زلف یار کے لکھے غزل مین وصف
ناپا زمین شعر کو ہم نے جریب سے

فتنے اونکے اوٹھنے سے اوٹھین گے سیکڑون
محفل مین وہ جو بیٹھے ہوے ہین غریب سے

در سے کوے یار مین رہتا ہون مین فقیر
پائی ہے مین نے سلطنت اپنے نصیب سے

سوز تپ فراق سے پڑجائین آبلے
چھو جائے نبض اپنی جو دست طبیب سے

بیشک ہین بڑھکے ماہ منور سے حسن مین
دیکھا شب اونکو بزم مین ہم نے قریب سے

قصہ جو اپنے درد جدائی کا ہم کہین
آنسو ٹپک پڑین ابھی چشم حبیب سے

۲۱۶ جب شاعری کی ایک بھی لکھتا نہین ہے بات
پھر کیا بھلا غزل کہی جائے ادیب سے ۲۹

جو دل نہین آگاہ ہے اوس رشک پری سے
وہ شیشہ ہے لبریز مَی بے خبری سے

ہم نام ہین خوش کیون نہین بے ہنری سے
شرم آتی ہے دنیا مین ہمین ناموری سے

سر سبز چمن عشق کا ہے نوحہ گری سے
شاداب گل داغ ہین آنکھون کی تری سے

اس درد کے جانے سے جو سر جائے تو اچھا
صندل کا رگڑنا نہین کم دردسری سے

مین ہون وہ گنہگار قیامت مین جو رویا
سرد آتش دوزخ ہوئی آنکھون کی تری سے

اے ترک سراپا مین گل داغ ہین لاکھون
ہم رشک چمن ہین تری بیدادگری سے

پتون کی جگہ نکلے ہین گل موسم گل مین — گلزار ہوا لالہ پر ہی سبز پری سے
ہم گھر مین ہین بیمار تو گلزار مین نرگس — اچھا نہوا کوئی تری چارہ گری سے
سو بار جو ہم قتل ہون سو بار ہون زندہ — تو بھی نہون سیر آپکی بیدادگری سے
پیری مین ہوا عشق ہمین لالہ رخون کا — ہر داغ مشابہ ہی چراغ سحری سے
ساتھ اپنے قفس لیکے ہم اوڑجاتے اسی دم — لاچار رہین مجبور رہین بے بال و پری سے
سمجھا وہ دوا زہر ہلاہل سے بھی بڑھکر — واقف جو ہوا لذت بیدادگری سے
غل کرکے پکارتا ہی شب وصل مرا دل — دم ناک مین ہی نالۂ مرغ سحری سے
ای ماہ دو ہفتہ دل صد چاک ہمارا — بڑھکر ہی ہوا دار تری بارہ دری سے
دیوانہ ترا نزع مین ہی دیکھ لے چلکر — بس یہ کہدے کوئی اوس رشک پری سے
اون کے لب لعلین سے ہی جسدن محبت — دل کو مرے ہی انس عقیق شجری سے
مجھ ہیچمدان سے ہی حسد ہر ہمہ دان کو — مین اہل ہنر کا ہون عدو بے ہنری سے
عالم مین جدھر دیکھتے ہین آنکھ اوٹھاکر — اک نور کا عالم ہی تری جلوہ گری سے
ای مہر قدم تونے جو رکھا ہی لحد پر — ہر ذرہ ہی خورشید تری جلوہ گری سے
دم سے مرے شاداب ہی گلزار گل داغ — کیا باد نفس کم ہی نسیم سحری سے
کیونکر نہ لب زخم سے قاتل کا کرین شکر — ملتا ہی مزہ رحم کا بیدادگری سے
اوس مہر کا جلوہ ہے ہر دم مرے دل مین — یارب کبھی خالی نہ یہ شیشہ ہو پری سے
خوبان جہان کہتے ہین اوس سے مہر آکر — تم حسن خداداد مین بڑھکر ہو پری سے
اوس گل کے مگر عشق مین کی اپنی قبا چاک — ای گل ہمین ثابت ہی تری جامہ دری سے
کس منہ سے ترا شکر ہو ای قاتل بے رحم — ممنون کیا ہی مجھے بیدادگری سے

ہر خار نے پاؤن کو مرے سر سے لگایا / رکھا جو قدم دشت مین آشفتہ سری سے

پیری مین ہوئی مہر و شوق سے ہمین الفت / داغ دل سوزان ہین چراغ سحری سے

صد شکر کہ اوس ترک نے خنجر تو کیا تیز / ہمکو یہ توقع نہ تھی بیدادگری سے

۲۱۰ پیری مین ادب اپنی برآئی دلی امید / وصل اسکا ہوا ہمکو دعاے سحری سے ۱۶

جو حسب وعدہ نہ وہ رشک ماہ ہو جائے / شب فراق کی پل سال و ماہ ہو جائے

جو پردے مین وہ رخ رشک ماہ ہو جائے / زمانہ آنکھو نمین سب کی سیاہ ہو جائے

ترا کرم اگر ای یار آگہ ہو جائے / جو بار کوہ ہو سر پر تو کاہ ہو جائے

اثر وہ ہاتھ مین تیرے ہے ای شہ خوبی / گدا کو بھیک جو تو دے تو شاہ ہو جائے

جو آئے خانۂ تیرہ مین تو تو روشن ہو / ترا نشان قدم رشک ماہ ہو جائے

اُٹھا نے مٹی لگا وسکی ای مہ خوبی / پس فنا جو تری خاک راہ ہو جائے

کوئی عمل تو اب ایسا بتادا ای عامل / کہ اوسکے اور مرے رسم و راہ ہو جائے

کمان ضعف سے گو ہون مگر جو نالہ کرون / فلک کے پار ابھی تیر آہ ہو جائے

ابھی ستارۂ بخت سیاہ روشن ہو / اگر محبت زلف سیاہ ہو جائے

زمانہ ہم سے اگر پھر گیا نہین پروا / مگر نہ یار کی ترچھی نگاہ ہو جائے

مراد دل کی برآئے ہماری خاطر خواہ / جگر کے پار جو تیر نگاہ ہو جائے

امید وار ہے پھر بھی اوسکی رحمت کا / کوئی بشر جو سرا پا گناہ ہو جائے

خدا کرے کہ نہو جسمین جلوۂ رخ یار / وہ خانۂ دل انسان تباہ ہو جائے

شریک ہو کے جو کاندھا دے وہ شہ خوبی / جنازہ میرے لیے تخت شاہ ہو جائے

جو یاد قامت موزون مین مین کرون نالے
بلند سرو سے مصرع آہ ہو جائے

مآل شعر و سخن کا ہی اے ادیب یہی
کہ بزم شعر مین کچھ واہ واہ ہو جائے

۲۱۹

خاک اوڑتی ہی مرے دل مین ترے جانے سے
اب تو وحشت مین نہین کم کسی ویرانے سے

دخت رز بنکے پری نکلی جو میخانے سے
ہوش رندون کے اوڑے پھرتے ہین دیوانے سے

بال بیکا کوئی اوسکا جو ہوا شانے سے
ہاتھ مشاطہ کے کٹوا دیے کیون شانے سے

زلزلہ آنے کا شک شہر خموشان مین ہوا
دل بیتاب کے مرقد مین تڑپ جانے سے

دور ہی دور رہا کرتی ہی اے رشک پری
ایسی لوگون کو ہی وحشت ترے دیوانے سے

ٹوٹ سکتی نہین لب وستہ سبو کی بیعت
ہم نہ اوٹھین گے کبھی بیٹھ کے میخانے سے

روز آتا تو ہی کترا کے چلا جاتا ہی
خوف یہ کسکو ہی میرے سیہ خانے سے

کیا نزاکت ہی کہ جب زلفین بنانے بیٹھا
درد اوس شوخ کے شانے مین اوٹھا شانے سے

شمع سوزان کی اگر ہوتی زبان گویا
حال کہتی دل پر سوز کا پروانے سے

کیا مزے کا ہی کہ بھرتا ہی نہین دل اپنا
ہمکو سیری نہین ہوتی ترے غم کھانے سے

اگر ارشاد ہو دوزخ مین ابھی کود پڑین
کبھی باہر نہون ہم آپکے فرمانے سے

چین پڑتا نہین جب سنتے ہین حال دل زار
نیند اوڑ جاتی ہی اوس کی مرے افسانے سے

کیا تعجب ہی خوشی سے ہوا گر شادی مرگ
شاد مان ہین بہت اسکے مر جانے سے

ہر سحر اپنی دعا ہی کہ الٰہی شب ہجر
جائے اغیار کے گھر بھی مرے کاشانے سے

محو اس طرح ہین معلوم نہین ہین کہ نہین
خود فراموش ہین ایسے تری یاد آنے سے

صورت شیشہ رہا پنبہ دہن مین خاموش
آئی قلقل کی صدا گو مجھے میخانے سے

لب لعلین کی صفت جب سے ہوئی مد نظر
کام رہتا ہی ہمین خون جگر کھانے سے

بھوک مین پیاس مین کر لیتے ہین سیری اپنی
غم کے کھا لینے سے ہم بات کے پی جانے سے

٢٣٠ لخلخہ سونگھتے تھے زلف معنبر کا ادب
اچھے بیہوش تھے ہم ہوش مین آجانے سے ٢٧

عید کا لطف ہمین ہی ستم ایجاد ملے
گلے آکر جو ترا خنجر بیداد ملے

موت سے کچھ نہ مفر ہی دل ناشاد ملے
کاش چھپنے کے لیے قلعہ فولاد ملے

تشنہ کامان شہادت کی تمنا ہی یہی
جائے جان آب دم خنجر جلاد ملے

جو ہی جوینده وه یابنده کبھی ہوتا ہی ضرور
جسکو ہم ڈھونڈھین نکیونکر وه پریزاد ملے

غنچہ خاطر پژمرده نہ کسطرح سے کھلے
ہمسے دل کھول کے جسدم وه پریزاد ملے

پانی ہو جائے مری آتش سودا سے ابھی
رگ جان سے جو در نشتر فصاد ملے

دیکھے رنج آتش فرقت مین جلاتا ہی مدام
تجھسے پھر خاک ہمارا دل ناشاد ملے

حق سے بے رحمی قاتل کی کرین گے نالش
جو لب زخم کسی دن پے فریاد ملے

ٹھوکرین کھاتے ہوئے ہم پھرین جسکی خاطر
وائے تقدیر نہ اک دن وه پریزاد ملے

قد آدم تری خجلت سے زمین مین گڑ جائے
تو وه خوش قد ہی گلستان مین جو شمشاد ملے

قیس و فرہاد پکار اوٹھے مجھے جب دیکھا
بعد مدت مرے استاد کے استاد ملے

زہد صد سالہ کو چھوڑین پھرین ٹھٹکے چلتے
زاہدون کو جو کسی دن وه پریزاد ملے

دل افسرده مین پیدا ہو جوانونکی امنگ
پیر گردون کو جو وه طفل پریزاد ملے

بھولے سب کو ہنسی دودھ چھٹی کا یاد آئے
تیرے جانبازون کو اک زہر جو فولاد ملے

جان بچے اوسکو ہین ارزان ابھی سر بیچکے لون
جان سے کم مول اگر خنجر جلاد ملے

رحم کرنیکی جگہ ہے کہ نہ آیا کبھی رحم / جب ملے ہم سے وہ آمادۂ بیداد ملے
سبزۂ خط کا ترے دھیان ہے اپنے دلمین / ہمکو گھر بیٹھے خضر ای ستم ایجاد ملے
مین وہ جانباز ہون چاہون جو کبھی مقتل کو / ٹوٹ کر مجھسے گلے خنجر جلاد ملے
کیون نہ پرہیز طبیبون کی مداوا سے کرون / مجھکو جب لذت درد دل ناشاد ملے
قابل رحم کسی نے بھی نہ سمجھا مجھکو / جو ملے مجھکو پریزاد وہ جلاد ملے
قتل سو مرتبہ ہو کر جو مین سو بار جیون / تو شہادت کا مزہ ای دل ناشاد ملے
دربدر جسکے لیے پھرتے تھے قدرت اوسکی / خانۂ دل ہی مین ہمکو وہ پریزاد ملے
رات دن خالق اکبر سے دعا کرتا ہون / نامرادون کو مراد دل ناشاد ملے
مرحبا ہو لب ہر زخم کا ورد ای قاتل / واہ تو ظلم کرے اور تجھے داد ملے
ڈھونڈھتی رہتی ہین آنکھین جسے ہر دم یا رب / خواب ہی مین کبھی ہمکو وہ پریزاد ملے
وای تقدیر کہ غیرون سے شب و روز مدام / صورت شیر و شکر ہو کے وہ دلشاد ملے

۲۲۱ شعر جب ایک بھی اچھا لکھا تو نے ادیب / کیا عجب ہے جو غزل کی تجھے داد ملے ۱۷

غزل مین جب صفت رخسار کی تحریر ہوتی ہے / مرے مطلع مین مہر و ماہ کی تنویر ہوتی ہے
جو چشم سرمگین مین سرمہ کی تحریر ہوتی ہے / وہ میرے قتل کرنے کے لیے شمشیر ہوتی ہے
گناہ بوسہ مین زلفون سے یون تشہیر ہوتی ہے / رسن ہاتھون مین جکڑی پانون مین زنجیر ہوتی ہے
ہر اک ذرہ مین عالم مہر کا ہے ای مہ خوبی / ترے فیض قدم سے خاک بھی اکسیر ہوتی ہے
معمائے دہان تنگ کا حل غیر ممکن ہے / اسی عقدہ مین گم عقل جوان و پیر ہوتی ہے
وہ مجنون ہون کہ مین آبادی زندان کا باعث ہون / مرے قدمون سے زیب خانۂ زنجیر ہوتی ہے

تمہارا چاہنے والا ہوا مشہور جسدن سے ۔ زمانہ مین مری اوس روز سے توقیر ہوتی ہے
رہا کرتا ہے ذکر زلف پیچان ہر گھڑی لب پر ۔ اسی باعث مری اولجھی ہوئی تقریر ہوتی ہے
مری کشتی عمر اے قاتلو رہتی ہے چکر مین ۔ عجب طغیانی آب دم شمشیر ہوتی ہے
نہ آئے تو تو کچھ پروا نہین تسکین خاطر کو ۔ ہمارے خانۂ دل مین تری تصویر ہوتی ہے
نہ چھوڑا ساتھ مرکر بھی کسی دن یار کا اپنے ۔ ہماری خاک بعد مرگ دامنگیر ہوتی ہے
کرم کر تو ہی اے موت آکے بیمار محبت پر ۔ مسیحا سے تو اب اسکی نہین تدبیر ہوتی ہے
مسخر کرتے ہین عالم کو اپنے خوش کلامی سے ۔ بتان خوب رو کی باتون مین تسخیر ہوتی ہے
اوٹھا کر آنکھ جسدم دیکھتا ہے وہ کمان ابرو ۔ نظر اوس پار سینے کے مثال تیر ہوتی ہے
لگائی جبکہ روز وعدہ اوسنے پاؤن مین مہندی ۔ ترے آنے مین پھر اے موت کیون تاخیر ہوتی ہے
وہان زخم سے ہرگز بیان اوسکا نہین ممکن ۔ جو راحت مجھکو اے قاتل تہ شمشیر ہوتی ہے

۲۲۲ ادیب اوس قادر مطلق کی قدرت کا ہے کیا کہنا ۔ اگر وہ چاہیے تو اچھی بری تقدیر ہوتی ہے

۲۲۳

جاتا ہے جب بغل سے وہ رشک قمر کبھی ۔ اوٹھتا ہے درد دل کبھی درد جگر کبھی
مہمان آکے دل مین ہو تیر نظر کبھی ۔ آباد ہو مرا بھی خدایا یہ گھر کبھی
آئے کو خواب مین جو کہے وہ قمر کبھی ۔ سوئین ہم ایسے پھر نہ جگین عمر بھر کبھی
ابرو ہلی جو اونکے تو بھونچال آگیا ۔ برچھی چلی جو ہو گئی ترچھی نظر کبھی
نرگس کو دیکھ لیتے ہین اے گلچین مین ہم ۔ ہوتی ہے دید چشم جو مد نظر کبھی
کس آرزو سے آج ملی ہے شب وصال ۔ یارب نہو نصیب اب اسکی سحر کبھی
سب فیض عام ہین ترے سیر ساقیا ۔ مجھ تشنہ پر بھی لطف و کرم کی نظر کبھی

ای گل نکرتے تیری نچھاور کا جو خیال
غنچے نہ اپنی مٹھیون مین رکھتے زر کبھی

اسطرح دل چراتے ہین ہوتی نہین خبر
آنکھون مین گھر یہ کرتے ہین دزد نظر کبھی

جاتے ہین بوسہ لینے جو اوس گل کے پاس ہم
کہتی ہو ناز کی کہ نہ آنا ادھر کبھی

برباد ہو جہان مین مٹی ہو آبرو
چھوٹے جو اونکی حلقہ بگوشی اگر کبھی

ہوتا ہی دشت بادیہ گردی مین جب اشک
روتے ہین آبلے جو گئے پھوٹ کر کبھی

۲۲۳

امت مین ہمن مین شافع محشر کی ای ادیب
ممکن نہین ہو روز قیامت کا ڈر کبھی

۱۸

جو لیکے ساتھ خلق سے حسن عمل گئے
عقبی کی فکر رنج والم سے نکل گئے

نالے جو سوئے چرخ ہمارے نکل گئے
دل حاملان عرش برین کے دہل گئے

کیا اضطراب دل ہی کہ ہم بعد مرگ بھی
مانند روح کنج لحد سے نکل گئے

خوبان سنگدل مرے رونے سے رو دیے
مانند موم نالون سے پتھر پگھل گئے

دیکھا جو اوسکے ساتھ رقیبونکو بزم مین
غیرون کے مدعا کی طرح ہم نکل گئے

دیکھا جو چشم قہر سے پامال ہم ہوئے
مانند مور پاے نظر سے وہ مل گئے

داغ جنون چمک گئے اوس زلف کے حضور
دیکھو چراغ سامنے کانون کے جل گئے

سوز درون سے نالے کیے وحشیون نے جب
دامان دشت اشکونکی گرمی سے جل گئے

اوس گل نے جبکہ دور کیا گھر سے غیر کو
خار ملال دل سے ہمارے نکل گئے

کیا صاف دیکھو آینہ روے یار ہی
پاے نگاہ اہل نظارہ پھسل گئے

وہ ہین حباب بحر عدم مین جہان مین
کیا بود و باش اونکی جو آج آئے کل گئے

ہم ہی اٹھے جو اوسنے کہا وقت دفن قم
گرتے تھے غار گور مین لیکن سنبھل گئے

مین بیقرار شہر خموشان مین جب گیا
مردے تڑپ تڑپ کے لحد سے نکل گئے

محروم زخم کھانے سے رکھا جنون نے
پھل برچھیون کے آتش سودا سے جل گئے

اک دن وصال سے نہ مبدل ہوا فراق
رنگ اس طلسم دہر کے لاکھون بدل گئے

آمد ہوئی جو فصل بہاری کی گوش زد
صحرا کو کپڑے پھاڑ کے وحشی نکل گئے

اوس گل سے آج وصل ہوا صحن باغ مین
شکر خدا کہ نخل امل اپنے پھل گئے

١٢٢ وہ آتش جنون ہے مرے سینے مین ہے ادب
گرمی سے جسکی دانۂ زنجیر جل گئے ١٨

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہے
وصف لب کا مرے لب پر جو سخن آتا ہے

صید کو جب وہ مرا تیر فگن آتا ہے
سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہے

شب کا سونا نظر آتا ہے مجھے خواب خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہے

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پئے گلگشت چمن آتا ہے

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہائے چمن آتا ہے

کوے قاتل مین ہے مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہے

ہم دکھائین جو کسی دن اثر جذبۂ دل
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہے

مین وہ وحشی ہون کہ جب آتے ہین ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہے

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پہ پھیری عبث وہ کفن آتا ہے

سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اوٹھے
ہم کو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہے

شعرا ہیچمدان سنتے ہین خاموشی سے
چپکی لگ جاتی ہے جب ذکر دہن آتا ہے

غیب کے راز کا عقدہ نہ کھلا ہے نہ کھلے
فہم مین کسکے معما سے دہن آتا ہے

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل ترا وسکو
زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد
دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

بیدلی چھوڑ کہ بر آئی تمناے دلی
ای جگر مژدہ کہ وہ تیر فگن آتا ہی

بول وٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر
شیشۂ محفل مین اگر شیشہ وہین آتا ہی

کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پر ہائے
جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۲۵ شبنم انجام کو کچھ سوچکے روتی ہی ادیب
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی ۹

کہا جب اون سے مرتے ہین ہم دل سے ✓
وہ بولے سب غلط اپنی قضا سے

لطافت ہو گئی کیا اوس سے بڑھکر
عیان ہی راز دل فرط صفا سے

دکھانا دل نہین اچھا کسیکا
ذرا ڈر او بت کافر خدا سے

ہوا اچھا مریض عشق آکر
ترا گھر بڑھکے ہی دار الشفا سے

قدم رنجہ جو فرمایا مرے گھر
ملا آنکھون کو پاے دلربا سے

نشان اونکے قدم کا نقش جب ہی
محبت ہی ہر اک کو نقش پا سے

ہر اک سیراب آب تیغ سے ہو
نہین رہجائین ای جلا د پیاسے

وہین کا ہو رہا پھر کر نہ آیا
عدم کو جو گیا دار فنا سے

۲۲۶ ادیب کیا گنا ہون سے خجل ہون
نظر اوٹھتی نہین ہی پشت پا سے ۲۴

خرامان ناز سے جب وہ سراپا نور ہوتا ہی
چمن مین ہر شجر ہر رنگ سے شمع طور ہوتا ہی

مقیم آکر کبھی جب وہ سراپا نور ہوتا ہی
ہمارا خانۂ ویران دل معمور ہوتا ہی

غزل مین جب کہ وصف عارض پرنور ہوتا ہی
ورق دیوان کا برگ نہال طور ہوتا ہی

نہین کافور سے ممکن تحمل سوز باطن کا
جو دیکھے زخم دل مرہم ابھی کافور ہوتا ہی

نظر آتے ہین پھر آثار فصل گل کی آمد کے
ہمارے زخم دل کا پھر ہرا انگور ہوتا ہی

بھلا اچھے ہون کیا زخمی تمھارے تیر مژگان کے
یہ وہ ناوک ہین جنکے زخمون کا ناسور ہوتا ہی

وہ بیکش ہون کہ آنکھین پھوڑتا ہون فرط گریہ سے
چمن مین جب خیال نرگس مخمور ہوتا ہی

چلے جاتے ہین سیر نرگستان کو پئے تسکین
نظارہ ہم کو خوش چشمون کا جب منظور ہوتا ہی

نقاب روے روشن وہ اوٹھا دیتے ہین چہرے سے
جلانا شمع کا محفل مین جب منظور ہوتا ہی

نہ کیونکر چرخ سرکش سرنگون سب کو نظر آئے
مثل مشہور ہی نیچا سر مغرور ہوتا ہی

فسانہ اپنے قامت کا پڑھا کرتے ہین وہ شب کو
جگانا فتنۂ محشر کا جب منظور ہوتا ہی

خدا کو مانو باز آجاؤ اب بھی رنج دینے سے
بتو دیکھو بہت نازک دل رنجور ہوتا ہی

دم می نوشی آتی ہی جو یاد جلوۂ ساقی
چراغ بادۂ گلگون چراغ طور ہوتا ہی

ترے عاشق کو گلگشت چمن گھر بیٹھے حاصل ہی
بہار داغ دل کو دیکھکر مسرور ہوتا ہی

تعجب ہی کہ بھرنے سے بھی یہ بھرتا نہین اصلا
حریصون کا مگر زخم دہن ناسور ہوتا ہی

اوٹھا تا ہو نہین دامن وقت گریہ چشم گریان سے
اوٹھانا نوح کا طوفان جب منظور ہوتا ہی

جو ہین مجروح وہ رہتے ہین کب غم کے شکنجے مین
مبرا کشمکش سے زخم کا انگور ہوتا ہی

گرے کیونکر نہ جلد اہی دل عمارت جسم خاکی کی
کہ معمار قضا ان داموں کا مزدور ہوتا ہی

وہ عالی ظرف میرا ساقی جمشید رتبہ ہی
کہ جسکو دیکھکر چین بر جبین فغفور ہوتا ہی

انا الحق کی صدا آتی ہی ہمکو خندۂ گل سے
سبوے غنچہ مین کیا بادۂ منصور ہوتا ہی

کبھی ہوذی نہین رکھتے تعلق خاکساری سے
بلندی پر ہمیشہ خانۂ زنبور ہوتا ہی

خیال آتا ہی جب بیت الحزن مین چشم میگون کا — ہمارے گھر کا روزن دیدۂ مخمور ہوتا ہی
چلی آتی ہی بجلی ڈھل گیا ہی نیل آنکھون کا — کوئی دم مین اب آخر عاشق رنجور ہوتا ہی

۱۲۴ ادیب اشعار کہتے ہین لب رنگین کی مدحت مین ۲۱
اگر خون جگر کھانا ہمین منظور ہوتا ہی

ابروے بت کا قریبے تیر کہان ہی — جسکی نہین کچھ روک وہ شمشیر کہان ہی
زلفون سے رہا ہونیکی تدبیر کہان ہی — تقدیر کے ہین پیچ یہ زنجیر کہان ہی
شیرینی گفتار نے عاشق کو کیا قتل — میٹھی ہی چھری آپ کی تقریر کہان ہی
کیا تاب جو ہو عارض روشن کے مقابل — خورشید مین اس نور کی تنویر کہان ہی
عشق لب جان بخش مین ہی زیست مری تلخ — مرجانے سے بہتر کوئی تدبیر کہان ہی
دنیا مین نہین کوئی بھی صورت کا تمہاری — عالم کے مرقع مین یہ تصویر کہان ہی
گلچین کا نہ خوف نہ صیاد کا کھٹکا — یہ بلبل ناشاد کی تقدیر کہان ہی
وہ ٹھٹھکے پردے مین کیا کرتے ہین باتین — کانون کی طرح آنکھونکی تقدیر کہان ہی
کس طرح مقابل ہو ترے ای گل خندان — ہر گل مین یہ شیرینی تقریر کہان ہی
چلتی ہی موذن کی چھری صبح شب وصل — ہنگام اذان نالۂ شبگیر کہان ہی
ہم تو شب فرقت مین گنا کرتے ہین تارے — کیا جانیے وہ چاندسی تصویر کہان ہی
وہ رند ہون ہی ہاتھ مین جام آینہ رو پاس — جمشید و سکندر کی یہ تقدیر کہان ہی
تلوار بھی مشتاق شہادت کی ہی مشتاق — آنکھین ہین کھلی جوہر شمشیر کہان ہی
ظالم چمن دہر مین بے خوف ہین اُدھم — پامال خزان سبزۂ شمشیر کہان ہی
پیاسے کو پلانے کا بڑا اجر ہی ای ترک — تشنہ ہون مین آب دم شمشیر کہان ہی

زنجیر کی جھنکار سے جاگ اوٹھتے ہین مردے
غل حشر کا ہی نالۂ زنجیر کہان ہی

اوس گل کے تصور سے ہی گلشن ہمین زندان
ہی خندۂ گل نالۂ زنجیر کہان ہی

دیوانہ ہون تا اوس چشم سیہ مست کا جب سے
ہی موجۂ می پاؤن مین زنجیر کہان ہی

اوس زلف کے پیچون سے خبر کیا دل نادان
آگاہ رہ کوچۂ زنجیر کہان ہی

اوس مست کا زندان مین ہر دم ہی تصور
میخانے سے کم خانۂ زنجیر کہان ہی

٢٢٨
دلتنگ ہون غنچے کی طرح سیر جہان سے
مجھسا بھی ادیب اب کوئی دلگیر کہان ہی
١٢

چاہیے مجھکو نہ چھٹون مین نڈر چوری سے
لاکھ توبہ کرے وہ دزد نظر چوری سے

بوسہ لینا جو ہوا مد نظر چوری سے
رات بھر جاکے رہے یار کے گھر چوری سے

جب وہ گھر جانے لگے وقت سحر چوری سے
سینہ مین درد نے دی اوٹھکے خبر چوری سے

طالب دید پہ اون کا جو سنا ہی غصہ
دیکھ لیتے ہین سر راہگزر چوری سے

دست دلبر سے نہ چھلے کو لے ای دزد حنا
ہاتھ کٹتا ہی بڑا قطع نظر چوری سے

یار و اغیار سے چھپکر یہ دعا مانگتے ہین
دل ہی دل مین ترے ہی الفت کرے گھر چوری سے

دل عشاق سے ای دزد نظر صبر نہ لے
ڈر خدا کے لیے اللہ کے گھر چوری سے

سخت کچھ بھی نہوا اقلیم عدم کی منزل
رہے محفوظ اگر زاد سفر چوری سے

دل عاشق کے نگہبان اگر لاکھون ہین
نکرے خوف کبھی دزد نظر چوری سے

خار کھانے لگے غیر ای گل خوبی مجھ پر
تونے پھینکا جو ادھر کو گل تر چوری سے

کسی صورت سے جو در یار نے جانے نہ دیا
خواب مین شب گئے ہم یار کے گھر چوری سے

نقد دل لیتے ہی برباد کیا دلبر نے
کر دیا خاک مرا لاکھ کا گھر چوری سے

واپنے ہاتھ کی اے دل نہو بائین کو خبر / پھپکے سطرح سے محتاج کو زر چوری سے

۲۲۹ ای ادیب اسکا ہے دیبان سخن سنجی مین / باندھنا عیب ہی مضمون دگر چوری سے ۱۶

دیکھنا جب کہ موافق ہوئی قسمت ہمسے / وہ نکالین سگے خود اخلاص کی صورت ہمسے

پھر گئی جب سے تری چشم عنایت ہمسے / نظر آتا ہی کہ برگشتہ ہی قسمت ہمسے

یا وہ کس منہ نہ لگائین تو نہ کوئی پوچھے / دختِ رز کی ہوئی ہی عزت و حرمت ہمسے

بند اٹھ گئے جسدم پڑھے اوصاف مین شعر / کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسے

ضعف ایسا ہی تب غم مین تقابل جو کرین / نہ برابر ہو نقاہت مین نقاہت ہمسے

جو کہ اپنے تھے ہوئے غیر وہ اے سیم بدن / دشمنی رکھتے ہین سب تیری بدولت ہمسے

تارے گن گن کے سحر کرتے ہین آتی نہین نیند / پوچھتے کیا ہو شب غم کی مصیبت ہمسے

ایک دم بھی نہین ہوتے ہین کسی وقت جدا / درد و غم حسرت و یاس اور مصیبت ہمسے

چشم گریان سے ہوا نوح کا طوفان بپا / گھر کو جانے لگے وہ ہو کے جو رخصت ہمسے

رنج ایسا ہو کہ رو دے وہ بت سنگین دل / شب غم کا جو سنے حال مصیبت ہمسے

وہ بھی کیا دن تھے کہ رکھتے تھے بڑا پیار اخلاص / اب تو اون کو ہی مروت نہ محبت ہمسے

تیری فرقت مین تو رات اے مہ خوبی ہی پہاڑ / کسی صورت نہین کٹتی شب فرقت ہمسے

دم گلگشت چمن ناز سے اوس گل نے کہا / حسن مین بڑھکے نہین ہی گل جنت ہمسے

نالہ و آہ وہ کرتے ہین تری فرقت مین / ہوئی ہی اہل محلہ کو اذیت ہمسے

ہجر مین آئینہ رو ہوگئے ہین غم کی صورت / صورت آئینہ حیرت کو ہی حیرت ہمسے

۲۳۰ شکر کسطرح نہ خالق کا بجا لائین ادیب / اون کو اغیار سے نفرت ہی محبت ہمسے ۳۱

جو ایسی ہی رہیگی گرمی سوز نہان میری
تو ہو نگی جل کے خاکستر کسی دن ہڈیان میری

خبر دیتی ہین آ آ کر یہ پیہم ہچکیان میری
کہ یاران وطن کرتے ہین یاد اے دل وہان میری

ہوا جب جوش وحشت پھر کہان قید گران میری
نہ اک جھٹکے مین آئینگی نظر یہ بیڑیان میری

تمھارے عشق سے ایسی بڑھی ہی عز و شان میری
کہ آ آ کر چومتے ہین لوگ خاک آستان میری

لب جان بخش کے اوصاف مین اشعار پڑھتا ہون
شناور آب حیوان مین ہی ماہی زبان میری

اوڑائے پرزے پیراہن کے ایسے دست وحشت نے
گرین دامن سے جا کر کوس بھر پر دھجیان میری

شب تاریک و بیم موج ہی بے یار و یاور ہون
الٰہی پار کر تو کشتی عمر روان میری

لبون پر جان شوق دید مین ہر دم ہی آنکھون مین
وہ دھلا نیل آنکھونکا ہی پھر گئی ہین پتلیان میری

خدایا ناخدا ملتا نہین تو پار کر بیڑا
عجب مجدھار مین ہی کشتی بے بادبان میری

رہا محروم وصل یار سے اے ولے ناکامی
یہ رگڑین ہجر کی شب گھس گئین سب ایڑیان میری

لکھے ہین عارض پر نور کے اوصاف شعرونمین
مثال شمع روشن ہو گئی ہین انگلیان میری

تری فرقت مین اے گل برگ گل خنجر سے ٹھکرے ہی
نہین پھولون کی ہین زخمونکی ہین بدھیان میری

ابھی دریا لہو کا موجزن ہو سارے عالم مین
اگر آ جائے رونے پر یہ چشم خونفشان میری

یہ سمجھو بعد مرنے کے ٹھکانے لگ گئی مٹی
سگ کوے صنم جو نذر مین لے ہڈیان میری

تپ فرقت نے اوسکی کر دیا زار و نحیف ایسا
کہ لب تک آ نہین سکتی ہی جان ناتوان میری

اوڑے نیند ایسی مثل طائر وحشی نہ پھر آئے
سنائین داستان غم جو اونکو قصہ خوان میری

تحمل جان کا بار گران ہی جسم لاغر کو
نہین باقی رہی ہی ہجر مین تاب و توان میری

گل داغ جگر کھلتا ہی خندان ہو کے اوس گل سے
نہ دیکھی ہو تو دیکھ آ کر بہار بے خزان میری

نہ باہر مین کبھی میخانہ سے نکلا وہ میکش ہون
ہوئین زنجیرین موج مے کی گویا بیڑیان میری

وہ سنکر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی آخر
جو پونہچی کانمین اوس بت کے فریاد و فغان میری

دل سنگین ہوا موم اوس بت کا اشک آنکھون سے جاری ہین
تب فرقت کی آکر دیکھ لے جو سختیان میری

ہوا کشتہ جو مین حسن ملیحی رنگ جانان پر
ہما نے کیا مزے لے لے کے کھائین ہڈیان میری

اگرچہ منع رکھنا اسلحہ کا کچھ نہین پروا
ہی کافی قتل اعدا کے لیے تیغ زبان میری

سراپا ہوگیا پیری مین زیباتر جوانی سے
ہی اُتُو جامہ تن پر نہین ہین جھرّیان میری

نہ ہے طالع کہ قید غم سے ہون آزاد مین مجنون
خوشا قسمت کہ زلفین یار کی ہین بیڑیان میری

نہ یہ گفتار شیرین تھی نہ ایسی بذلہ سنجی تھی
اوڑائی ہی عنادل نے مگر طرز بیان میری

تصور قید خانہ مین ہی مجھ مجنون کو اوس گل کا
یہ موجین نوٹے گل کی ہین نہین ہین بیڑیان میری

نہین ممکن رہائی ضعف مین ہو قید ہستی سے
یہ زنجیرین ہین پیری مین نہین ہین جھرّیان میری

لب جان بخش کے کشتون پر ایسی حسرتین آئین
خضر کہنے لگے ہی ہیچ عمر جاودان میری

کبھی باہر کبھی تھا گھر مین فرط بیقراری سے
شب وعدہ کی کوئی دیکھتا بیتابیان میری

۲۳ — ادیب ایسی ہی غفلت نہ یاد آئی کبھی عقبی
گئی عمر عزیز افسوس ساری رائگان میری — ۴۷

فقیر کوچۂ جانان ہون خوش ہون بینوائی سے
نہ بدلون تاج شاہی کو بھی کچکول گدائی سے

دکھا دیگا کبھی جلوہ جو وہ بت خوش ادائی سے
تو زاہد ہاتھ دھو بیٹھین گے اپنی پارسائی سے

بھلا کیونکر نہ وصل یار ہو بدتر جدائی سے
جو نوٹے غیر آتی ہو ہمین تیری دولائی سے

مجھے نفرت ہی ای زاہد تمے زہد ریائی سے
کہین بڑھکر ہی رندی اپنی ایسی پارسائی سے

اگر ہنجائیگا پھاہا مرے داغ جدائی سے
وہ نکلا آفتاب حشر غل ہوگا خدائی سے

نہین پہلو مین دل ہی دلبرونکی دلربائی سے
ہوئے ہین غرق بحر غم ہم اونکی آشنائی سے

شکستہ دل اثر مین بڑھ گئی ہی مومیائی سے
وصال اپنا ہوا ہی صدمۂ درد جدائی سے

نہ نکلا ڈوب کر جو تیرے بحر آشنائی سے
ہوا پار اوسکا بیڑا دم مین فضل کبریائی سے

ہوا معدوم کچھ ایسا کہ ڈھونڈھے سے نہین ملتا
گھسا یہ سنگ در اوس بت کا ہمنے جبہہ سائی سے

وہ بلبل ہون کہ اے صیاد ہون قید قفس مین خوش
اسیری کا مجھے ہی شوق نفرت ہی رہائی سے

مری فرقت کا دن عمر خضر سے ہی کہین بڑھکر
درازی روز محشر کی ہی کم روز جدائی سے

گیا اسطرح میرے خانۂ دل سے وہ اپنے گھر
بدن کو روح جیسے چھوڑتی ہی بیوفائی سے

یہ حسرت ہی کہ ہیہات ایک دن اوس بت کے دامن تک
نہ پونچا ہاتھ اپنا بخت بد کی نارسائی سے

ہوا حج خانۂ کعبہ کا گویا ہم کو گھر بیٹھے
کیا گھر اوس بت کافر کے دلمین جبہ سائی سے

حسینو مین نہین کوئی حسین ہمشکل پاتا ہون
تمھاری صورت و سیرت نرالی ہی خدائی سے

محبت کرکے یہ صدمے اوٹھائے ہم نے فرقت کے
کہ آتا ہی کلیجا منھ کو نام آشنائی سے

اسیر دام گیسو ہوتے ہین آزاد دنیا سے
تری زلفون کی قید اے یار بہتر ہی رہائی سے

مجھے جانبازو نہین کیا سرفرازی ہوگئی حاصل
ہوا مین قتل جسدم یار کے دست حنائی سے

لیا دل منتین کرکے کیا برباد یون تم نے
بعید اے یار ہی یہ تیری شان دلربائی سے

ہمارے قتل کو خنجر چلیگا کس طرح اوس سے
نہین خنجر کا بوجھ اوٹھتا ہی جب نازک کلائی سے

ضعیف و زار ایسا کر دیا وونکی فرقت نے
کہ بے امداد اوٹھ سکتا نہین مین چارپائی سے

دکھا دیتے ہین ہم آئینہ اونکو ہاتھ مین لیکر
وہ یکتائی کا دعوی کرتے ہین جب خودنمائی سے

فلک پر بن کے انجم روز و شب کو چمکتے ہین
ستارے گر پڑے تھے جو تمھاری پیرپائی سے

دکھا نیکی عبادت تجھکو دوزخ مین لیجائے
مجھے یہ ڈر ہی اے زاہد ترے زہد ریائی سے

فراق یار مین ایذا رسان سامان راحت ہین
پلنگ آسا ڈرا کرتا ہون اپنی چارپائی سے

نہ نکلی حسرت دل رہگیا محروم دید افسوس
مرے تار نظر پھسلے جو عارض کی صفائی سے

نصیبے کی مدد سے ہم جو تو پہنچے یار کے گھر تک
مشبک سنگ در کر دین گے اپنی جبہہ سائی سے

کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل بیتاب رہتا ہون
نہین ہی چین دم بھر صدمۂ درد جدائی سے

ہی لازم گریہ اس حسن وبہار چند روزہ پر
چمن مین گل عبث ہنستے ہین کھل کھل بیحیائی سے

مین ہون وہ بلبل خوش لہجہ اس گلزار عالم مین
عنادل وجد کرتے ہین مری نغمہ سرائی سے

مرے منھ سے لب شیرین کا اونکے نام نکلا ہی
نہین کھلتے ہوے ہین بند لب اپنے مٹھائی سے

کدورت ہی ہم لوگون مین مثل شیشۂ ساعت
نہ نکلے ہمنے دو دل بھی کبھی ملتے صفائی سے

ہوئے گل منفعل دیکھا جو تجھکو ای گل خوبی
خجل ہو کر چمن مین ہنس رہے ہین بیحیائی سے

ہوا ہون زار ایسا سر گئی آنکھونکی الفت مین
کہ دست و پا ہین لاغر بڑھ کے سر کی سلائی سے

رہا جہان بنکر دل ہی دل مین گھر کیا آخر
لیا دل ناوک دلدوز نے کیا دلربائی سے

جدا ارکان عناصر سے ہوئے فرقت مین یہ ٹکڑے
گرایا دل کی بیتابی نے گویا چارپائی سے

ادیب اشعار لکھوا لئے مشیر خوش بیان نے یہ
وگرنہ مجھکو تھا کیا کام اس ہذیان سرائی سے

غزلہاے متروکہ ردیف

ماہ تابان سے نہ کچھ مہر درخشان سے غرض
ہمکو ہی نظارۂ رخسار جانان سے غرض

دیکھتا رہتا ہون ہر دم اپنے داغونکی بہار
عاشق محزون کو کیا سیر بیابان سے غرض

اک مہ روشن جبین سے ہی تعلق آج کل
ای فلک مجھکو نہین ہی ماہ تابان سے غرض

تذکرہ سنتے نہین ہم گوش دل سے اور کا
رہتی ہی ہر وقت دل کو کوے جانان سے غرض

آئی پھر فصل بہاری بڑھ چلا جوش جنون
دامن دل کو ہوئی خار بیابان سے غرض

بادشاہون کا ہو دل حب جواہر مین اسیر
عاشق لب کو نہین لعل بدخشان سے غرض

اہل دولت کو مبارک جھاڑ فانوس اور شمع
مجھ گدا کو ہی چراغ مہر تابان سے غرض

تن کی پوشش چاہیے جبتک رہین ہوش وحواس
جوش وحشت مین نہین کچھ جیب ودامان سے غرض

یہ بھی تھا نیرنگی عشق زلیخا کا اثر
ورنہ یوسف کو نہ تھی کچھ قید و زندان سے غرض

دیتے ہین اہل دغا دھوکا غرض کے واسطے
دیو کو تھی خاتم دست سلیمان سے غرض

فضل حق سے رکھتے ہین گنج قناعت بے بہا
جو گدا ہین اونکو کیا تعظیم سلطان سے غرض

چشم گریان سے ہوا سرسبز صحرا شوق کا
کشت زار عشق کو کیا ابر وباران سے غرض

ہوگیا جسکو تعلق جس سے وہ مرغوب ہی
بلبلون کو کچھ نہین شاخ غزالان سے غرض

اپنے ہمجنسون سے ہوتا ہی ہر اک کو ارتباط
ہون پریشان اس سبب سے ہی زلف پریشان سے غرض

کیون نہو اوسکے دہن پر سبزۂ خط کی نمود
خضر کو رہتی ہی اکثر آب حیوان سے غرض

زخم پیدا و ملاحت سے نمک پاشی ہوئی
شور بختون کو نہین ہی کچھ نمکدان سے غرض

ساکنان کوچۂ جانان کو روز حشر بھی
دیکھنا مطلق نہوگی باغ رضوان سے غرض

کیون نہ دیکھون مصحف رخ کو ادب سے مین **ادیب**
ہون مسلمان اسلیے ہی ورد قرآن سے غرض

تاریخہای مصنف دیوان ہذا

زیبا جشن بی مثال جوبلی جناب ملکۂ قیصر ہند مبارکباد ۱۸۸۷ء

جشن جوبلی جناب ملکہ بلندپایہ قیصر ہند دام اقبالہا سے جسکو دیکھو شادان ہی۔ آج اس جلسہ (۱۸۸۷ء) مالامال نشاط سے ہر ایک مانند گل خندان ہی۔ (۱۸۸۷ء) کمیٹی گھر زیادہ روشنی انجم زیب سے مانند کوہ طور ہی (۱۸۸۷ء)

فراوانی تجلی بام و در نمونہ جلوہ گاہ نور علی نور۔ گلزار نو ایسا عمدہ طیار ہوا ہی کہ جسکی توصیف مین زبان ناطقہ کی لال ہی۔ ایسا اچھا چمن طرب آگین عالم خیال محال اندیش مین محال ہی ہماری جناب ملکۂ عالی جاہ داد پناہ قیصر ہند کی سلطنت کو پچاسوان سال ہی۔ سب رعایا کو اس جشن جوبلی کی خوشی کمال ہی۔ شارع عام پر جس طرف دیکھو در و دیوار جدید نفیس جلوہ کوہ طور کا پیدا۔ شہر کا ہر کوچہ گلی بھی مثل پردۂ دیدہ کے مصفا۔ رب لایزال کا شکر ہم پر واجب کہ عہد ملکۂ قیصر ہند مین پیدا کیا۔ اور دائم ملکۂ عدالت پرور کے سایہ مین آرام دیا۔ ادیب احقر نے ہر فقرہ زیبا مین التزام سن عیسوی کیا ہی۔ یہ تمام مبارکباد نامہ والا جاہ اس صنعت سے بھر دیا ہی۔ یا خدا نور مہر و ماہ جب تک زیب جہان رہے۔ انجم عمر ابدی و کوکب اقبال جناب ملکۂ قیصر ہند تابان رہے۔

قصیدۂ جشن جوبلی ملکۂ قیصر ہند

ہزار شکر خداوند عالم امکان
کہ باغ دہر مین ہی جشن جوبلی کا عیان

پچاس سال سے ہین متکی تخت شہی
جناب قیصر ہند اعظم شہنشاہان

فلک وقار قمر چہر معدلت گستر
فروغ مردمک چشم خلق و جان جہان

کسی طرح بھی صفت داد کی نہین ممکن
قلم بیان عدالت مین ہی بریدہ زبان

صفت داد اور انصاف کی ہی ادنی یہی
کہ باغ ہند مین رکھا نہین ہی نام خزان

سنا ہی جب سے لقب اوسکی عادلیت کا
بغل مین بچہ پہ پالتا ہی شیر ژیان

ستم کا نام ہی اسطرح محو عالم سے
کہ ناپدید ہی جیسے دہان تنگ بتان

ہمیشہ مد نظر پرورش ہی عالم کی
ہین مستفیض کرم جملہ شہری و دہقان

کسی کے مذہب و ملت سے کچھ نہین ہی غرض
اگر ہین علم و ہنر کے رواج کے سامان

ہر ایک شہر مین کالج ہی دیے ہین اسکول | کہین نہین ہی جہالت کا نام اور نشان
رعایت اپنی رعایا کی یہ ہوئی منظور | بنائین سڑکین مصفا مثال کاہکشان
بنائی ریل بصرف زر خطیر ایسی | کہ جس سے ہو گئی ہر مشکل کی راہ ور آسان
ہزارون لاکھون روپے سے بنے شفاخانے | جہان کہ ہوتے ہین اچھے مریض پیر و جوان
ہوا ہی تار کا جسدن سے محکمہ جاری | ہزارون کوس کے ہین حال و خبر عیان
نکالی نہر رعیت کی زیست کا باعث | کیا جو غور تو بیشک ہی چشمۂ حیوان
رواج ٹیکے کا چیچک کے جب سے فرمایا | ہر ایک طفل رعایا کے جان کی ہی امان
فلک قدیم سے فرمان پذیر نوکر ہی | ہین چوبدارون مین فغفور و قیصر و خاقان
کسی طرح نہین ہو سکتی مجھسے اوسکی صفت | ادیب چاہیے ہر دم دعا یہ ورد زبان

جناب قیصر ہند آفتاب برج شہی
رہین زمانے مین جبتک ہین مہر و مہ تابان

قطعہ تاریخ بنائی کوٹھی جناب راجہ سید رضا حسین صاحب واقع راج کٹوارہ ضلع کھیری

جو ہین راج کٹوارہ کے راجہ صاحب | رضا حسین اونکا ہی نام ظاہر
خرد ور عقیل و در بحر دانش | جواد و سخی ہین بافضال قادر
اوٹھائے وہ کوٹھی بنائی ہی زیبا | کہ توصیف مین جسکی ہی نطق قاصر
ادیب اوسکی تاریخ ختم بنا ہی | بلاشک بلاریب کوٹھی ہی نادر

۱۳۰۹ھ

قطعہ مبارکباد جوبلی شصت سالہ قیصر ہند والا جاہ

۱۸۹۶ع

آج اوسکی جوبلی شصت سالہ کا ہی جشن | آسمان ہفتمین سے جسکی اعلی شان ہی
گو کہ ہی وہ قیصر ہندوستان شاہ جہان | اوسکا دار الملک شہر خاص انگلستان ہی

جسکو کہتے ہین سکندر اوسکا ہی آئینہ دار
جسکا دارا نام ہی دروازے کا دربان ہی

فرق گردون سے کلاہ مہر گرے ہنگام دید
اوس شہ گیتی کا ایسا ہی بلند ایوان ہی

دانش و فہم و ذکا و ذہن عالی کے حضور
طفل مکتب سے بھی کمتر عقل مین لقمان ہی

ذرہاے خاک در ہین غیرت مہر منیر
اوسکے کوچے کا ہر اک ادنی گدا سلطان ہی

بحر مواج الم سے کیا اوسے خوف و خطر
وہ شہنشاہ زمانہ جسکا پشتیبان ہی

عدل سے ظالم ضعیفون پر نہین کرسکتے ظلم
شیر آہو پر کرے حملہ یہ کیا امکان ہی

ایسے شاہنشاہ عادل کو کیا فرمان روا
یہ خدا کا ساکنان ہند پر احسان ہی

ملکہ وکٹوریہ فرمان رواے ہند نے
کی حکومت شصت سال اسکی خوشی اس آن ہی

پی رہے ہین بادہ عشرت جوانان چمن
گلشن عالم مین ہر سو عیش کا سامان ہی

ہی مے عشرت بھری ہر اک سبوے غنچہ مین
دیکھکر سامان یہ نرگس بہت حیران ہی

جلوہ گاہ طور کا ہوتا ہی شک ہر ایک کو
روشنی سے اسقدر پر نور ہر دوکان ہی

مجمع اہل بزم کا ہی یا ہی انجم کا ہجوم
آسمان ہی یا کمیٹی گھر کا یہ ایوان ہی

ہوکے حاضر دیکھ لیتے روشنی بزم عیش
چاند سورج کو بھی خواہش یہ دل و جان ہی

کاش ہو جاتا میسر بزم عشرت کا طواف
اس تمنا مین فلک دن رات سرگردان ہی

ہو مبارک قیصر ہندوستان کو یہ خوشی
یہ دعا خالق سے اپنے ہر گھڑی ہر آن ہی

مصرع سال مسیحی کے ہو خوش پڑھا ادیب
شصت سالہ جوبلی سے شاد ہندستان ہی

خاتمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو العزیز المجید الکریم خاتمہ دیوان یاد طوطی ہند از بندہ از جملہ فقرہا سال طبع دیوان زیبا از جناب یاد حسین صاحب می آید

حمد خدای انامی قادر مطلق محال ہی — نعت نبی اجل سید کونین ہادی دین مین زبان ناطقہ لال ہی

۱۳۱۱ھ ۱۳۱۱ھ

شعراے زمانۂ حال باجاہ وجلال کو مژدۂ تازہ ہو کہ طباع کامل آشناے بحار نکتہ دانی زبدۂ کملاو
جہان فنون تاج رنگین مقالان۔ صاحب کمال افسر بلند خیالان۔ والاجاہ گل زیباے
گلزار سخنوری۔ عیسی دم مہر فلک مدح گستری۔ معدن علوم جلیلہ گلگونۂ چہرۂ فصاحت۔ ابرو
وفا گوہر بے بہاے کان براعت۔ ناطق باکمال سرمۂ دیدۂ نازک خیالی۔ بلند قدر نمک مائدۂ
شیرین مقالی۔ جناب سید یاد حسین صاحب یاد نے اپنا کلام جہان طرب جمع کیا ہی
عجب کلام ہی کہ اقسام دُرشاہوار سے مملو۔ کیا یگانۂ روزگار دیوان ہی کہ ہر مصرع دلجو شیرین
معنی مین حلاوت جان۔ مطالعہ زیبائی ناتوانون کی ہی توان۔ واہ کیا گلشن نو ہی کہ مہرگان
سے مصئون۔ طرفہ گلزار ہی جو کہ گلہاے معنی سے مشحون۔ ایسا فلک ہی کہ انجم معنی عمدہ
اوسمین تابان ہین۔ اور حروف مشابہ مہر و ماہ جلوہ کنان۔ دوائر حروف مانند حلقۂ گیسوے
جادو نگہان نازنین ومليح۔ ہر نقطہ خال بازیب حسینان صبیح۔ بین السطور ہی یا راہ کوچۂ گیسوے
جادو چشم حور۔ سیاہی چھاپ مین مانند زیبا چہرۂ گلبدنان ہندی پرنور۔ ادیب کی کیا مجال
کہ اس زیبا کتاب لاجواب نادر و نایاب کا وصف سے لکھے۔ اور کیا طاقت وحوصلۂ ادیب کہ
مدح دیوان یاد احاطۂ بیان مین لائے۔ بس تمام کرنا اس کلام کا دعا پر اولی۔ یارب قدیر احد
مجید دیوان یاد مقبول روزگار رہو۔ اور بد حال عدو پامال اور محب شاد لیل ونہار ہو

درین زمانہ چو دیوان یاد طبع بگشت	بحسن وخوبی خود شد لطبع ہا مرغوب
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہہ بگفت	کلام نیکو وسحر حلال وصاف وخوب

تاریخ وفات شاعر بی نظیر منشی امداد حسین صاحب صفیر

شاعر و منشی صفیر معدن تقوی وجود	گشت ز گلزار دہر داخل باغ جنان
مصرع تاریخ او گفت ادیب اینچنین	مردہ صفیر زکی بلبل ہندوستان

دیگر

صفیر شاعر و منشی چو شام یکشنبہ / بہ رد صبر ز قلب جوان و پیر برفت
ادیب سال وفاتش بحرف معجم گفت / بخلد ماہ صفر مہربان صفیر برفت
۱۳۰۶ھ

دیگر

حیف یکشنبہ روز ماہ صفر / کرد رحلت صفیر نیکو خو
گر بپرسند سال رحلت او / ای ادیب جگر فگار ز تو
ورز بر بینہ تو سال وفات / شد بسوے جنان صفیر بگو
۱۳۰۶ھ

دیگر

صفیر نکتہ سنج و بلبل ہند / گئے باغ جہان سے خلد کو وائے
ادیب اوسکی یہی ہی یہ تاریخ / چراغ شعر گوئی گل ہوا ہائے
۱۸۸۸ع

تاریخ وفات نواب والاجاہ معدن سخاوت رابی بہادر محمد ظفر حسین خان بہادر

ماہ شعبان روز آدینہ چو در گلزار خلد / رفت نواب ظفر جنگ از گلستان جہان
در فراقش خون ناب از چشم نرگس میچکد / پارہ پارہ شد قبای گل ز رنج بیکران
خاک میریزد زمین بر سر ز رنج فوت او / جامہ نیلی بہر دارد بسوگش آسمان
سنکہ از یک عمر رہون محبت ماندہ ام / چون نباشد چشم گریانم ازین غم خونچکان
در حروف معجمہ تاریخ گفتم ای ادیب / شد جنان نواب والا مرتبت والامکان
۱۳۰۷ھ

دیگر

جب کہ نواب ظفر جنگ آسمان عز و جاہ / دار فانی سے گئے دار البقا افسوس وائے
مصرع تاریخ رحلت یہ کہا دل نے ادیب / داخل جنت ہوئے نواب عالیجاہ ہائے
۱۳۰۷ھ

تاریخ رحلت داروغہ غلام نبی صاحب

چو از دار فانی بخلد برین — سخی صاحب جود رحلت نمود
ادیب این چنین سال فوتش بگفت — غلام نبی عابد و نیک بود ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ شادی فرزند جناب نواب صاحب والا مناقب جناب نواب پیارے صاحب رئیس شمس آباد

چون بشد فرزند نواب سخی — تحفہ از فضل و اکرام اله
در حروف معجمہ شد سال جشن — گشت نیکو اقتران مہر و ماہ ۱۳۱۰ھ

دیگر

چو در زمان ہمایون و ساعت مسعود — بشد نکاح محمد تقی بفضل قدیر
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت — قران مہر شود دائما بماہ منیر ۱۳۱۰ھ

دیگر

ہے یہ جشن آج اوسکی شادی کا — پیارے صاحب کے ہین جو نور نظر
اے ادیب اوسکی تو یہ لکھ تاریخ — ہو گیا اتصال شمس و قمر ۱۳۱۰ھ

دیگر

از فرط عیش بر در نواب نامدار — شد بزم منعقد کہ خجل جشن جم ازو
در معجمہ حروف بگو سال اے ادیب — شد دعوت نکاح محمد تقی نکو ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان رباعی لالہ بنواری لعل صاحب لطیف وکیل

جب ہوا مطبوع دیوان رباعی لطیف — ہو گئی خوبی و زیبائی کی شہرت کو بکو
طبع کا اوسکی یہی مصرع تاریخ اے ادیب — شہرہ دیوان رباعی کا ہے افزون چار سو ۱۳۱۰ھ

تاریخ ختنہ باقر حسین فرزند جناب حکیم سید اسمعیل حسین صاحب

گشت چون ختنهٔ باقر حسن از فضل خدا	شب شب قدر شد و روز شادی اندوز
گفت هاتف بمن این مصرع برجسته ادیب	شد ادا سنت اسلام [illegible] ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ ملاقات حکیم محمد عمر خان صاحب [illegible] ضلع [illegible]

چون بشهر فرخ آباد آمدم باصد مراد	بهر پابوس حکیم حاذق و شاعر [illegible]
دامن امید پر گشته بگلهاے لقا	غنچهٔ دل [illegible] شد چون گل باغ نعیم
در حروف معجمه مصراع سالش گفت ادیب	ملک طب را بادشاه و غمگسار [illegible] ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات حکیم اصغر حسین صاحب

کرد رحلت چون حکیم اصغر حسین	زینت اشکال از غم گدا و پادشاه
گفتم این مصراع تاریخش ادیب	خسرو اقلیم طب [illegible] آه ۱۳۱۳ھ

دیگر

حیف اصغر حسین رحلت کرد	بود حاذق حکیم [illegible] طبیب
مصرع سال ای ادیب اینست	رفت جنت حکیم [illegible] طبیب ۱۳۱۳ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد منشی منصب علی صاحب ساکن قصبه [illegible] ضلع [illegible]

کرد چون منصب علی مسجد بنا	شاد از تعمیر [illegible] رشد
مصرع تاریخ گفتم ای ادیب	مسجد منصب علی تیار شد ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ کتاب حاجی حکیم مولوی محمد عبد الغفور صاحب جلیل

کتاب طرفه و زیبا جلیل نے لکھی	کسی طرح نہیں ممکن کسی سے اسکا جواب

کہا ادیب سے ہاتف نے مصرع تاریخ
لکھی جلیل نے پاکیزہ خوب ہے یہ کتاب ۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ تشریف آوری جناب حاکم عدل پرور و عادل داد گستر جناب ڈبو ہرسٹ صاحب بہادر بعہدهٔ کلکٹری فرخ آباد

ز فیض آمد صاحب کلکٹر — شده هر یک چو گل خندان و دل شاد
ادیبا این مصرع سال مسیحی ست — بشد بستان ز مقدم فرخ آباد ۱۸ع

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان اردو عارف خدا آگاه جناب طالب حسین شاه صاحب مجیب

چو طبع ساخته دیوان مجیب طالب حق — غزل قصیده رباعی و قطعه هست درو
ادیب گفته تاریخ این چنین سفتم — کلام سحر حلال و فصیح و خوب و نکو ۱۳۱۸ھ

دیگر

چو دیوان مجیب معرفت کیش — ز حسن زیب جمع و طبع آراست
بگفتم ای ادیبا این مصرع سال — کتاب طرفه با حسن زیباست ۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب رشک خورشید — شد طبع چو آب نور صبح ست
سال طبعش ادیب گفتم — دیوان چه کتاب نور صبح ست ۱۳۱۸ھ

دیگر

طبع دیوان شد بخوبی بی مثال — ششدر و حیران ز حسنش هر لبیب
گفت ادیبا این مصرع تاریخ او — خوب و محسود ست دیوان مجیب ۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب طرفه نظم ست — شرمنده ز نظم او ثریاست

هر مطلع او چو مطلع مهر	هر شعر پر روشنی چو شعری است
آئینهٔ روی او چنان صاف	کز لفظ معانیش هویداست
بنمود ادیب فکر تاریخ	از زیور طبع چون بیاراست
در بینه وز بر بر آمد	دیوان مجیب نیک و زیباست

۱۳۱۸ھ

دیگر

گشت کلام مجیب طبع چو با حسن و زیب	نقش دیگر مثل او هست بعالم محال
مصرع سالش ادیب گفت بعجم حروف	هست کلام مجیب مظهر مجد و کمال

۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ وفات غلام احمد خان خلف الصدق منشی غلام قادر خان صاحب
خان بهادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ادگڑھ سنٹرل انڈیا ایجنسی

در جوانی غلام احمد خان	با خدای غفور کرد وصال
مصرع سال فوت گفت ادیب	رفته جنت جوان با جمال

۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب نواب صاحب والا مناقب حاجی
حرمین شریفین نواب محمد اصغر حسین خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ فرخ آباد
قطعهٔ تولد فرزند دلبند ارجمند جناب نواب صاحب بہادر عالی جاه
۱۹۰۱ع

جو نواب صاحب کو روز سعید	دیا حق نے فرزند بدر منیر
سپہر سعادت کا پر نور مہر	وہ ہے خوبی و حسن میں بے نظیر
ترقی عمر اور دولت کی ہو	بحق رسول بشیر و نذیر

ولادت کی جب سے سنی ہی خبر
رہے فرق پر سایۂ والدین
ہو گلزار عالم کو جب تک قیام
ولادت کی تاریخ ہی یہ ادیب

ہین شادان و فرحان صغیر و کبیر
ہمیشہ بفضل خداے قدیر
رہے گلشن دہر مین جاگیر
تولد ہوا رشک ماہ منیر ۱۳۱۸ھ

راقم داد طلب محمد رستم علیخان ادیب

قطعۂ تاریخ کتاب عقائد اردو ترجمہ عقائد نامہ مولوی جامی از تالیف مولوی محمد سعید الرحمن صاحب جلیل

عقائد نامہ جامی کا لکھا ہی ترجمہ ایسا
ادیب اوسکی لکھو تاریخ طبع اس ایک مصرع مین

جمیل خوش سیر نے جسمین زیبایش سراپا ہی
عقائد نامہ کا کیا ترجمہ اردو مین لکھا ہی ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر چاہ خود واقع مقام روشن نگر محلہ کہ خود تعلقہ گوانکو گرنٹ ضلع کھیری

قطعہ سال بنای چاہ محمد رستم علیخان ۱۹۰۱ء

اک لگایا ہی باغ تو مین نے
ایک سے ایک ہی نفیس درخت
حق کی توفیق اور اعانت سے
باہمہ عہد گی زیبائی
ایسی روشن نگر مین اسکے سوا
مصرع سال ہی ادیب یہ خوب

اوس مین اشجار ہین سبھی دلخواہ
ہین ثمر جسکے رشک مہر و ماہ
ہو گئی تعمیر چاہ کی بھی چاہ
بن گیا وہ بھی خوب و خاطرخواہ
نظر آتی نہین ہی نزہتگاہ
چشمۂ فیض اب بنا ہی چاہ ۱۳۱۸ھ

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار محمد ممتاز علیخان پسر خرد مصنف دیوان ہٰذا ۷ نومبر ۱۸۹۸ء

شاداب ہی گلزار جہان شکر خدا ہی
مضمون طرب ہر ورق گل مین لکھا ہی

ہی فیض بہاری در و دیوار سے پیدا
داماں نظر سبزۂ گلشن سے ہرا ہی

ہی زینت گلزار مین مصروف بہار آج
جاروب کش صحن چمن باد صبا ہی

اس رتبہ ہی امداد پہ آمادہ زمانہ
غنچونکی نسیم سحری عقدہ کشا ہی

ہی خسرو گل جلوہ نما تخت چمن پر
گلزار مین ہر شاخ چمن دست دعا ہی

ہر تختے مین جلسہ ہی عروسان چمن کا
سوسن کی زبان مستعد مدح و ثنا ہی

یہ فصل بہاری کی ہی آمد کی مسرت
گلزار مین ہر نخل کھڑا جھوم رہا ہی

کس رتبہ مسرت ہی جوانان چمن کو
جو گل ہی وہ گلزار مین نوشاہ بنا ہی

سامان طرب مد نظر ہی جو فلک کو
غنچون کے سبو مین مئ عشرت کو بھرا ہی

عالم مین خوشی سے یہ ہوا شور عنادل
ہر گنبد گردون فلک گونج رہا ہی

گلزار مین ہر سو ہین شگفتہ گل و ریحان
سوسن ہی کہین اور کہین لالہ کھلا ہی

گلشن مین جدھر دیکھو ادھر ہی گل خورشید
خورشید منور کی طرح جلوہ نما ہی

پالیدہ ہوا فیض بہاری سے کچھ ایسا
ہر نخل کہ یون کی بھی ہمت سے بڑا ہی

ہر سمت نظر آتے ہین سامان مسرت
جلسہ ہی طرب کا کہین بزم شعرا ہی

بربط ہی کہین اور کہین چنگ کا ہی شور
بجتا ہی کہین دف کہین شہنائی کی صدا ہی

سامان طرب دیکھ کے نرگس کو ہی حیرت
سوسن یہ سمان دیکھ کے مصروف ثنا ہی

الحاصل ان ایام نکو عیش و طرب مین
دن بزم خوشی کے لیے تعیین ہوا ہی

ممتاز علیخان جو ہی لخت جگر خرد
سب اوسکی ہی شادی کا یہ سامان ہوا ہی

باصد ادب و آرزو و عجز یہ احقر
اب خدمت عالی مین یہی عرض رسا ہی

فرماکے قدم رنجہ دم صبح مکان پر
جو آپ کرین ذرہ نوازی تو بجا ہی

جو ماحضر اوسوقت ہو وہ کرکے تناول
فرمایئے ممتاز تو احسان بڑا ہی

چہرۂ شب کو جو ہون عقد کی محفل مین شریک آپ
تو ذرہ نوازی سے بعید آپکی کیا ہی

ایہ مہر کرم آپکے آنے سے مرے گہر
مجھ ذرۂ ناچیز کا اعزاز بڑا ہی

رقعۂ شادی میان زاہد علی خلف منشی منصب علی صاحب ساکن قصبہ حیدرآباد ضلع کھیری ملک اودہ

چمن دہر مین کیا آجکل آئی ہی بہار
مئی عشرت سے جوانان چمن ہین سرشار

شادمانی ہی کچھ ان روزون جہان مین ایسی
دیکھو جس سمت کو سامان طرب ہین طیار

باغ عالم مین چلی باد مسرت ایسی
بادہ نوشونکی طرح جھوم رہے ہین اشجار

بج رہی ہی کہین ہر دنگ کہین پر شہنا
کہین بجتی ہی پکہاوج کہین بجتا ہی ستار

کہین قمری کی صدا شور عنادل ہی کہین
کہین کوئل کا ہی شور اور پپیہے کی پکار

پاے کوبان ہی کہین زہرہ مسرت کے سبب
رقص کرتے ہین کہین عشوہ گران فرخار

شور قمری و عنادل کی صدا کے باعث
باغ مین سبزۂ خوابیدہ ہوا ہی بیدار

بادۂ عیش سے مملو ہی سبوے غنچہ
جام لالہ مئی عشرت سے ہوا ہی سرشار

زہد صد سالہ کیا فصل بہاری نے ترک
زاہد خشک ہوا بادہ کشی کو طیار

فیض موسم سے ہوئی نرگس بیمار اچھی
بخت خفتہ تھا ہمیشہ سے ہوا اب بیدار

قصر گردون مین بھری خندۂ گل کی ہی صدا
شور سے گونجے نکیون گنبد و در و دیوار

فیض یہ روح نباتی مین ہی فصل گل کا
طائر رنگ چمن اوڑنیکو اب ہی طیار

عقد فرزند کے سب جمع ہوے ہین سامان
مجھکو لازم ہی کرون شکر خداے غفار

الغرض شادی زاہد علی ارشد نے
فروری ماہ کی پچیس کو پایا ہی قرار

عرض ہی آپ سے منصب علی احقر کی
بخشیے آکے مرے گھر کو گلستان کی بہار

ماحضر کرکے تناول اوسی دن آکے وقت | محفل رقص کو فرمایئے رشک گلزار
آپکے آنے سے گھر پہ مری عزت ہوگی | اور کم ہوگا نہ کچھ رتبۂ عالی زنہار

قطعۂ تاریخ چاہ خود واقع شہر فرخ آباد محلہ گڑھی کہنہ قریب مکان مسکونہ

باغ مین اپنے خاص گھر کے قریب | چاہ بنوایا مین نے ہی فی الحال
حق کی توفیق اور مدد سے بنا | ورنہ میری کہان تھی ایسی مجال
پانی ایسا لطیف و شیرین ہے | وصف مین ہے زبان ناطقہ لال
مردم و مرغ و مور ہون سیراب | اجر دے مجھکو ایزد متعال

مصرع سال اوسکا ہے یہ ادیب
چشمۂ فیض چاہ آب زلال
۱۳۱۰ھ

سوانح عمری

جناب مولوی محمد رستم علی خان صاحب

ادیب

مصنف دیوان مرغوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق سخن آفرین محال ہی اور نعت پیمبر سید مرسلین بیرون از وہم وخیال ناچار عنان اشہب خامہ
اس امر صعب گذار سے منعطف کر کے ماہران دقائق نکتہ دانی و واقفان غوامض شیوا بیانی کی
خدمت مین گذارش ہی کہ راقم سطور قصیر الباع قلیل المتاع احقر عباد اللہ السبحان محمد رستم علیخان ادیب
تخلص ابن محمد اوحد علیخان کا مسقط الراس شہر فرخ آباد ہی اور سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین کتمان عدم سے
عالم وجود مین آیا چنانچہ نیاگان احقر نے دو مادہ تاریخ تولد کا لی ایک (لخت جگر) ۱۲۵۲ھ دوسرا (برخوردار) ۱۲۵۲ھ
ایام صغر سنی مین مجھکو اپنے خال اوسط جناب مولوی محمد عبد اللہ خانصاحب مرحوم سے ابتدائے کتب فارسیہ
پڑھنے کا اتفاق ہوا جب فی الجملہ حرف شناسی ہو گئی حسب ارشاد جناب قبلہ والد ماجد مغفور
اکتساب علم عربی کیواسطے شہر لکھنؤ جناب حضرت اعلم العلما و افضل الفضلا حلال معضلات معقول
و منقول کشاف رموز فروع و اصول خال معظم جناب مولوی محمد اکرم خان صاحب کی خدمت فیضدرجت
مین حاضر ہوا جناب ممدوح نے ایسی محنت کی اور شفقت پدری سے کتب عربیہ کی تعلیم فرمائی
کہ زمانہ قلیل مین کتب عربیہ و فارسیہ کی عبارت صحیح پڑھنے کی مہارت کما ینبغی حاصل ہو گئی جناب
خال معظم موصوف سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین نحیف کو ہمراہ لیکر لکھنؤ سے ضلع کھیری مین تشریف لائے
اوس زمانے مین شاہ اودہ کی جانب سے سید محمد حسین خان صاحب بہادر کلکٹر چکلہ دار قصبہ
محمدی تھے اونہین کے پاس تشریف لاکر قیام کیا اور چند دیہات چکلہ دار موصوف کی صلاح

وو ساطت سے پرگنہ حیدر آباد ضلع کھیری مین خرید فرمائے اوس عہد مین زمینداری کی ایسی بیقدری و ارزانی تھی کہ قلیل روپیہ کے عوض مین اس کثرت سے دیہات خرید لیے کہ سب گانون ایک تعلقہ کے برابر ہوگئے الغرض جناب ممدوح نے دیہات کے نظم و نسق کی ضرورت کے باعث قیام لکھنؤ کو چھوڑ کر دیہات ہی مین رہنا اختیار کیا اور ایسے منہمک و مشتغل انتظام دیہات مین رہنے لگے کہ راقم سطور کے پڑھنے مین بڑا حرج ہونے لگا دو دو تین تین ماہ کے بعد سبق پڑھنے کی نوبت آنے لگی ایک روز وقت پڑھانے کے جناب اقدس نے بہت تاسف کرکے فرمایا کہ مجھکو تمہارے سبق نہونیکا بدرجہ غایت حزن و ملال ہوتا ہی مگر کیا کرون ایسے امور ضروریۃ الحق ہوجاتے ہین کہ مین سخت مجبور و بے اختیار ہوجاتا ہون بہت صحیح ہی (لکل شئ آفۃ و للعلم آفات) بالفعل مین دو تین ماہ بہت عدیم الفرصت ہون اس زمانے مین تم اپنے والدین کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرآؤ جب اطمینان ہوجائیگا تمکو بلا لونگا پس بموجب ارشاد والا بندگان حضور سیکدہ پر واپس آ یا زیادہ دن منقضی نہوے تھے کہ ہنگامہ غدر برپا ہوا اور ایسا طوفان قیامت خیز اوٹھا کہ جن زمینداروں سے دیہات جناب ماموں صاحب قبلہ نے خرید ے تھے اونھین نے بہ نیت غصب دیہات عین غدر مین موضع روشن نگر مین قریب گولہ گوکرن کے جناب خال معظم کو مع اونکے اخ اوسط شربت شہادت پلایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) راقم سطور کی حیات مستعار باقی تھی کہ پہلے سے قائد تقدیر الٰہی نے اوس مقام رستخیز سے کشان کشان فرخ آباد مین پہنچا دیا تھا ہنوز دونون شہیدون کے مزار خام موضع مذکور مین موجود ہین اور جو فیوض و برکات وہان سے ظاہر ہوتے ہین وہ باشندگان اطراف و جوانب دیہ پر اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین یہ حال تو راقم سطور کا چشم دید ہی کہ ایک روز مین قریب مزار شریف بیٹھا تھا ایک شخص قوم کا حلوائی باشندہ گولہ گوکرن آیا اور پانچ روپیہ مزار پر چڑھائے مین نے استفسار کیا کہ تمھاری کیا مراد

حاصل ہوئی جو تمنے یہ روپیہ چڑھائے کہا کہ چار سو روپیہ نقد مینے ایک جگہ رکھدیے تھے کسی مہینہ
ہوگئے نہین ملتے تھے آج مایوس ہو کر منت مانی کہ اگر مولویصاحب کی برکت سے میرے روپیہ گمگشتہ
ملجائینگے تو آج ہی پانچ روپیہ نذر چڑھاؤنگا جسوقت زبان سے یہ کلام نکلا اوسیوقت ہنگام تلاش
روپیون ہی پہ ہاتھ پڑا جیسے کسینے لاکر رکھدیے اور اوسی مقام پر کئی مرتبہ تلاش کر چکا تھا نہین
ملے تھے اور سماعی اس قسم کے بہت قصص وحکایات ہین غرضکہ جسوقت سے حضرت اقدس
خال معظم داخل خلد برین ہوئے اوس زمانے سے تحصیل علم کی جو ہمت دلمین تھی وہ پست ہوگئی
تاہم کتب متداولہ عربیہ منطق وفلاسفہ جناب حضرت اقدس قبلہ مولانا مولوی محمد حسن خان بہادر
سب جج سابق فرخ آباد سے اور چند کتب معانی واصول وخلاصۃ الحساب جناب حضرت مولوی
مردالعلی صاحب بدایونی سے پڑھین فارسی کی جانب میلان خاطر فاتر قدیم سے تھا بعض کتب
کے مقامات مشکلہ شروح سے حل کیے اور جو جو مقام شرح سے بھی حل نہوسے وہ جناب منشی
خدا بخش صاحب سے کہ فارسی مین اوسوقت یکتاے عصر تھے دریافت کیے اگرچہ عنفوان شباب
مین شعر وسخن فارسی اور اشعار ریختہ اردو کا دلی شوق تھا مگر عمدہ اشعار صرف سنکر دلکو محظوظ کرتا تھا
شعر موزون کرنے کا کبھی اتفاق نہین ہوتا تھا کیونکہ جناب مولانا استاذنا خال معظم کا حکم تھا کہ
طالب علمی کے زمانے مین کبھی شعر نہ کہنا ورنہ تحصیل علم سے حرمان ہوجائیگا بعض احباب اہل سخن
از راہ اتحاد وبے تکلفی اپنا کلام تازہ سناتے تھے راقم سطور اپنے فہم ناقص کے موافق داد دیتا
تھا اور لطف شاعری سے جو آگاہ کرتا تھا تو کمال خوش ہوتے تھے اور اگر کسی مقام پر دلائل
قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دخل دیتا تھا یا جرح کرتا تھا تو بطیب خاطر اوسکو پسند فرما کر قبول
ومنظور کرتے تھے اوس زمانے مین شعر وشاعری کا چرچا فرخ آباد مین بہت تھا مہر سپہر سخنوری نیر اعظم
فلک معنی پروری جناب قبلہ مرزا کلب حسین خان بہادر تخلص نادر کے دولتکدہ پر ہر مہینہ صحبت

مشاعرہ منعقد ہوتی تھی شہر و بیرون شہر کے شعرائے نامی بکثرت شریک ہوتے تھے اور غزلخوانی فرماتے تھے راقم سطور بھی گو شعر نہین کہتا تھا اور نہ پڑھتا تھا الا بوجہ اسیتلا ے شوق استماع کلام سخنوران ہر صحبت مشاعرہ مین شریک ہوتا تھا غرضکہ ایک تو شوق کشان کشان لیجاتا تھا دوسرے جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کے اخلاق کی کشش ایسی تھی کہ اوسکے باعث باوصف لحوق ضروریات موفورہ نہ شریک ہونا مشاعرہ مین دل کو پسند نہین آتا تھا بسبب ازدیاد شوق شعر و سخن چند کتب و رسائل عروض و قافیہ نہایت کاوش و جانکاہی سے بطور خود دیکھے مطالعہ سے اور بعض مشکل مقامات ماہران عروض و قافیہ سے دریافت کرکے ایسی استعداد حاصل کرلی تھی کہ شعر سنتے ہی شاعری کے محاسن و عیوب پر ذہن دوڑ جاتا تھا چنانچہ اوس زمانے مین میرے ایک دوست دیرینہ مخلص بے کینہ ناظم یکتا نثر بے نظیر جناب مولوی سید امداد علی صاحب خلیلی جناب منشی موہن لعل صاحب رئیس شہر کے صاحبزادہ لالہ شمبھو ناتھ صاحب کو ادنھین کے دولتسرا پر پڑھاتے تھے بحسب اتفاق مین مکتب مین گیا تو مولویصاحب ممدوح نے موافق عادت مستمرہ از راہ بے تکلفی اپنی ایک غزل تازہ کہی ہوئی سنائی اور داد چاہی میرے ذہن ناقص مین جو بات غزل مین خوب و زشت معلوم ہوئی اوسکو بیان کردیا مولویصاحب موصوف نے قبول و منظور فرمایا اور بے تکلفی کی راہ سے کہا کہ تمکو بس یہی آتا ہی کہ دوسرے کے کلام پر اعتراض کیا کرو اور نقص نکالا کرو سو یہ بات نہایت آسان ہی مگر شعر کہنا خون جگر کھانا ہی سخت مشکل ہی وہ کبھی تمکو نہ آئیگا مین نے کہا آپکا فرمانا بجا و درست ہی مگر مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکے ایسے عمدہ شعر تو البتہ نہین کہے جائین گے انشاء اللہ تعالی مہما امکن موزون تو کرلونگا فرمایا تمنے کبھی شعر موزون نہین کیا ہی اب موزون ہونا بھی حیز امکان سے خارج ہی مین نے کہا آپ اپنی اسی غزل کا مصرع بطور طرح عنایت فرمائیے کوشش کرونگا اگر کوئی شعر موزون ہوگیا

تو ایک ہفتہ کے بعد سناؤنگا ورنہ کہا گیا تو کبھی اس قسم کا تذکرہ بھی زبان پر نہ لاؤنگا پس مصرع لیکر مکان پر آیا صبح بضرورت فرخ آباد سے ضلع ایٹہ کو روانہ ہوا سواری بہلی کی تھی دوات وقلم وکاغذ پاس رکھ لیا سہل قوافی سے پہلے لکھ لیے ایک ایک قافیہ پر گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ خوب فکر کی ایک ہفتہ سفر رہا عالم تنہائی مین شعر موزون کرنیکی فکر وکاوش برابر رکھی وقت معاودت چودہ شعر کی غزل تیار ہوگئی واپس آکر مولوی صاحب موصوف کو سنائی بہت استعجاب کرکے فرمایا اگر میرے پاس سے مصرع تم نہ لیگئے ہوتے تو مجھکو تمہاری اس غزل کہنے کا ہرگز یقین نہوتا جاے حیرت ہے کہ کبھی شعر موزون نہین کیا اور ایسے شعر نکالے مین نے کہا مجھکو توقع تو ایک مصرع بھی موزون ہونے کی نہ تھی تائید یزدانی شامل ہوگئی کچھ شعر نکل آئے اور الحمد للہ آپنے پسند فرمائے اگر کوئی سقم وعیب ہو تو اس سے آگاہ فرمائیے کیونکہ آپ کہنہ مشاق ہین شاعری کے عیب وصواب پر آپکی جلد نظر پہونچتی ہے فرمایا واللہ باللہ میرے خیال مین کوئی نقص کسی قسم کا نہین آتا ہے اس غزل کو بجنسہ رہنے دینا چاہیے چونکہ یہ غزل ابتدائی ہے ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے یہان پر لکھنا خالی از لطف سے نہین ہے وہ یہ ہے

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا — اللہ نے کیا بھول بھلیان سے نکالا

بیت نے مجھے منت دونان سے نکالا — کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر — خوناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا

اے دل نہین پھر کیفیت ضبط خبردار — آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم — الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے تیرے تا روز قیامت — اے درد جو رنج شب ہجران سے نکالا

[illegible] — داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ و خورشید ہر ذرۂ خاکِ درِ جانان سے نکالا
کیا صور قیامت تھے کہ سکان علم کو نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا
جب مر گئے فرقت مین ہمین گئی راحت صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا
رو یا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی آنسو نہ کوئی دیدۂ گریان سے نکالا
طرز ستم و برہمی عالم امکان گردون نے تری جنبشِ مژگان سے نکالا
وہ جنس نہ بوالہوس کہ خریدار نے جسکو ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا
کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارا خالق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

اوس زمانے مین لالہ لچھمی نرائن رسا تخلص قوم رستوگی راقم سطور سے فارسی پڑھتے تھے اور سو روپیہ سال تنخواہ دیا کرتے تھے لالہ مسطور اپنی شادی کے جلسے کی تقریب مین جناب مرزا صاحب مغفور الیہ کو شریک کرنیکی غرض سے راقم سطور کو ہمراہ لیکر گئے جناب مرزا صاحب نے شرکت جلسے کی منظور فرماکر ارشاد کیا کہ جلسے مین میری شرکت اس شرط سے ممکن ہو کہ میرے یہان ہر مہینے کا جلسہ یعنی مشاعرہ ہوا کرتا ہی تم اوسمین شریک ہونے کا اقرار کرو اور فارسی تو پڑھتے ہو مشاعرہ مین غزل پڑھنے کا بھی حتمی وعدہ کرو لالہ مسطور نے شرکت مشاعرہ اور غزلخوانی کا اقرار کیا دولت و قلم سامنے رکھا تھا پیش کرکے کاغذ پر دستخط کرالئے اور میری شہادت اوسی کاغذ پر لکھوائی پس بعد ختم ہو جانے ہنگامۂ شادی کے لالہ مسطور نے اس خیال سے کہ اقرارنامہ پر دستخط کرالئے ہین غزل طرح کی راقم سطور سے کہلوائی اور جناب مرزا صاحب کے مشاعرہ مین جاکر پڑھی مرزا صاحب ایفاے وعدہ سے بہت خوش ہوئے اور غزل کی بھی نہایت تحسین فرمائی مجھکو خیال تھا کہ کبھی غزل کہنے کا اتفاق نہین ہوا ہی ایسا نہو کہ سخندان مشاعرہ جرح و اعتراض کرین مگر الحمد للہ جملہ اہل سخن مشاعرہ کی زبان سے تحسین ہی کا کلمہ نکلا اور سب اہل مشاعرہ نے بالاتفاق فرمایا کہ آج یہ جدید غزل

پڑھی ہی اس خیال سے پڑھنا بھی لائق تعریف ہی اور غزل بھی قابل توصیف ہی پس ہمیشہ مشاعرہ
کی طرح مین غزل مین کہدیتا اور لالہ مسطور مشاعرہ مین جاکر پڑھ آیا کرتے تھے چند سال یہ حال
رہا کئی برس کے بعد عین آغاز شباب مین لالہ مسطور بیمار ہوکر راہی ملک جاودانی ہوگئے
تخم رنج و ملال احباب کے مزرع دلمین بوگئے اب بھی جسوقت اونکی یاد آجاتی ہی دل بے اختیار ہو جاتا
ہی مشیت الٰہی مین بجز صبر و شکیب کے کچھ چارہ نہین غرضکہ اس طرح سے میرے غزل کہنے کا
حال اکثر احباب کو معلوم تھا مصر ہوئے کہ اب تو اپنے واسطے غزل کہا کرو اور پڑھا کرو مین نے
بوجوہِ اباوانکار کیا اونھون نے زیادہ مبالغہ فرمایا ناچار ہوکر عدول حکمی احباب مناسب جانکر
اپنے لیے غزل کہنا شروع کی اوسوقت مین گورمنٹی ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور تھا اور علم ادب بھی پڑھاتا تھا اس مناسبت سے تخلص ادیب تجویز کیا ہر طرح مشاعرہ
مین غزل لکھکر احباب مین سے کسی صاحب سے پڑھوا دیتا تھا اور کبھی خود پڑھا کرتا تھا مگر یہ
خیال ہر وقت رہتا تھا کہ کسی استاد سے مشورہ کا اتفاق نہین ہوا ہی غزل مین اسقام عیوب
ضرور ہوتے ہونگے بوجہ محبت اہل سخن حرف گیری و اعتراض نہین کرتے ہین اور مشاعرہ کی مدح
و توصیف کا کچھ اعتبار نہین کلام خوب و زشت دونون کی تحسین و آفرین ہوتی ہی کسی اُستاد کی
کاسہ لیسی و زلہ ربائی لابد چاہیے اور استاد بھی وہ ہون کہ جو قیود شاعری مخترعہ جناب میر علی اوسط
صاحب رشک مغفور طاب ثراہ کے پابند ہون مثل عدم جواز سقوط الف الفاظ ہندیہ کے اواخر
سے باستثنائے الف لفظ کا) کے اور مثلاً منادی مفرد سے پہلے حرف ندا کا ضرور ہونا علی ہذا القیاس
اور سوائے اسکے کیونکہ احقر حتی الامکان پابندی قیود مذکورہ کی کرتا ہی اور جن حضرت سے مشورہ
کا اتفاق ہوگا اور وہ پابند قیود مذکورہ نہونگے تو اونکو فی الجملہ دقت ہوگی پس چند اساتذہ کی خدمت
مین بقصد تحصال دولت قدمبوس حاضر ہوا لیکن اپنی کوتہی بخت سے بے نیل مرام واپس آیا

زیارت تک نصیب نہوئی دل کی تمنا دل ہی مین رہی بالفعل مین نے دیکھا غزلین جا بجا پراگندہ
وبے ترتیب پڑی ہین سب کو ادھر ادھر سے لیکر جمع مرتب کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے
ردیفین ترتیب دیکر تاریخی نام دیوان مرغوب رکھا اس جمع و ترتیب دیوان مین ایک
عنایت فرمانے قدیم گل بوستان سخنوری دُر دُرج معنی پروری رشک مرزا و میر جناب مولوی
محمد حاجی صاحب تخلص سیر نے جوکہ آجکل منشی شمبھو ناتھ صاحب جنکا ذکر خیر مولوی امراؤ علی صاحب
کے حال کے ضمیمہ مین گزر چکا ہی تخلص لطیف وکیل ججی و منبر چونگی فرخ آباد کے دولت سرا پر
صاحبزادونکی تعلیم فرماتے ہین میری بڑی اعانت فرمائی اسکا احسان تاحیات صفحہ خاطر سے
محو و منسی نہوگا الغرض جب دیوان مرتب ہوگیا تو پھر وہی خیال پارینہ سوہان جان ہوا کہ اگر بغیر
ملاحظہ کیے کسی استاد ماہر و مستند کے دیوان شائع و طبع ہوگا تو بقول مشہور (من صنف فقد استہدف)
لوگ ہدف سہام عیب چینی بنائین گے چنانچہ چند احباب نقاد گوہر معانی صراف جوہر نکتہ دانی
کی خدمت مین اس غرض سے پیش کیا کہ نظر غائر سے ملاحظہ فرمائین اور جس مقام پر عیوب
و اسقام نظر آئین وہ بتائین بعض حضرات نے چند روز رکھکر بجنسہ واپس فرمایا کسی مقام پر
جرح و دخل نہین کیا معلوم ہوتا ہی حضرات موصوفین نے اسطرح چشم محبت سے دیکھا کہ اونکی
انظار پر انوار مین جملہ عیوب صواب معلوم ہوئے اور بعض حضرات نے چند اجزا اس طور سے
ملاحظہ کیے کہ میری رائے سے بالکل اختلاف معلوم ہوا جس شعر کو مین اپنے نزدیک اچھا
اور خلاصہ فکر جانتا تھا وہ اونکی رائے مین قابل نکال ڈالنے کے خیال کیا گیا اور جو مقصود
اصلی تھا کہ سقم و عیب پر تنبہ ہو وہ حاصل نہوا آخر الامر جناب عالم نحریر فاضل متقدلے برنادیر
خسرو اقلیم سخندانی خدیو مصر شیوا بیانی حلال غوامض و معضلات سخنوری کشاف نکات دقائق
معنی پروری ذو المجد و الامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب خمستاد مہتمم مدرسہ غازی پور

متوطن لکھنؤ محلہ فرنگی محل کی خدمت بابرکت مین باستدعاے ملاحظۂ دیوان ایک عریضہ روانہ
کیا اگرچہ جناب مولوی صاحب کے دولت دیدار سے ہنوز محروم ہون اور شرف قدمبوس حاصل نہین ہوا ہے
تاہم حضرت اقدس نے ذرۂ ناچیز کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ تادیہ شکر کیواسطے تمام موے بدن
سراپا زبان ہوجائین تو بھی بقدر نقطۂ کتاب اور برابر ذرۂ آفتاب ممکن نہو یعنی بطیب خاطر عاطر
دیوان احقر ملاحظہ فرمانا منظور فرمایا اور جواب عریضہ سے اعزاز بخشا پس حسب الحکم پانچ پانچ چھ چھ
جزو خدمت عالی مین بھیجتا رہا الحمد للہ قلیل مدت مین کل دیوان نظر انور سے گزر گیا اور جسطرح احقر
کو منظور تھا اوسیطرح حضرت اقدس نے امعان نظر و تعمق فکر سے اپنا حرج کار اور تضییع اوقات
فرما کر من اوله الی آخره ملاحظہ فرمالیا اور بلا استدعاے احقر حکم طبع کیواسطے فرمایا راقم سطور کو
حضرت اقدس کی بدولت نکتہ چینان جہان و حرفگیران زمان کی طعن و تشنیع و جرح و اعتراض
کا جو خیال و اندیشہ تھا وہ دفع ہوگیا ع چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان * پروردگار تعالی
شانہ ذات بابرکات کو اپنی مہد عافیت مین مصون و محفوظ رکھے اب مین اپنی ملازمت گورنمنٹ کا
حال لکھتا ہون ۱۸۵۵ء مین مین ملازم گورنمنٹ سررشتۂ تعلیم مین ہوا اور حکام ذوی الاحترام
نے کار مفوضہ کی حسن کارگزاری سے راضی و خوش ہوکر ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور فرمایا جسوقت چالیس روپیہ ماہواری تنخواہ تھی اوسوقت اخذ پنشن کا اتفاق ہوا
جسروز سے ملازمت اختیار کی اوس روز سے ایک دن بھی کبھی بیکار نہین رہا الغرض جو عطایا
و نعماے الہی اوسکے افضال سے راقم سطور کو بذل فرمائے گئے ہین اونکا شکر طاقت بشری
سے باہر ہے مگر ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بقدر سہا آفتاب اور برابر قطرہ سحاب سے بموجب
حکم رب العزت (واما بنعمة ربك فحدث) حیز بیان مین لاکر ہر ایک کا شکر بجالاتا ہون سب سے
بڑی نعمت اللہ تعالی جل شانہ نے یہ عطا فرمائی کہ دین محمدی پر قائم کرکے موحد حنفی المذہب

کیا اسکا شکر کسیطرح نہین ادا ہو سکتا اور یہ بہت بڑا احسان لائق شکر ہی کہ کبر سنی کے عالم مین
صحت جسمانی و تندرستی اعضا کرامت فرمائی حالانکہ میرے ہمعمر مدت ہوئی راہی ملک عدم ہوگئے
اور جو موجود ہین وہ ضعف اعضا اور انواع و اقسام علل و اسقام مین مبتلا ہین یہ بھی لائق
شکر ہی کہ مجھکو تین فرزند سعادتمند مطیع فرمان عطا فرمائے اور ہر ایک کو صاحب اولاد کیا اس احسان
کا بھی شکر بجا لاتا ہون کہ مجھکو برادر قوت بازوے ناتوان خلاف اخوان زمان کہ جسکا نام محمد امیر علیخان
ہی کرامت فرمایا گو عمر مین مجھسے خرد ہین مگر ایسا ذہن سلیم و طبع مستقیم اللہ تعالی نے کرامت فرمائی ہی
کہ جب کبھی کسی امر مین اتفاق استصواب ہوا تو رائے بہت صائب پائی گئی اس منت کا بھی تا دیہ شکر
دل و جان سے لازم ہی کہ بقدر میرے گزارے اور آذوقی کی تنخواہ پنشن عطا کی اور مجھکو اور میرے
برادر مسطور کو مواضع روشن نگر - دبا پور - و اللیا - و اجان - و سنگھا - و بحیونر ضلع بہیری بحصہ
علی السویہ ہر ایک موضع سے مرحمت فرمایا اس عطیہ عظمی کی بجا آوری شکر ضروری ہی کہ مجھکو ایسا
گنج صبر و قناعت کرامت فرمایا ہی کہ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ قلیل و کثیر دیا ہی اوسپر صابر و قانع ہون
بیجا و بیہودہ حرص و ہوس نہین کرتا لاکھ لاکھ شکر درگاہ ایزدی ہین کہ اوسکی عنایت بے غایت سے
کوئی حسرت دنیوی دلمین باقی نہین رہی صرف یہ تمنا ہی کہ اللہ تعالی شانہ اپنے مکارم و افضال
سے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا شرف عطا فرمائے اور سفر آخرت کہ سخت
و دشوار ہی ساتھ نہ کوئی یار رہی نہ مددگار رہی توشہ و زاد پاس کچھ بھی نہین پروردگار عالم بآرام
و آسایش منزل مقصود کو پونہچائے اور جب وقت نزع روان ہو کلمہ شہادت ورد زبان ہو
اور اپنے سوء اعمال کے باعث فرط انفعال و ندامت سے اشکبار ہی ہے اور اللہ تعالی
جل شانہ کی عنایت و رحمت اور اوسکے حبیب کی شفاعت کی امید وار ہی ہے آمین
ثم آمین - راقم محمد رستم علیخان ادیب - ۳۰ - اگست ۱۹۱۰ء -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار ابکار خسرو اقلیم سخندانی مقبول بارگاہ احدی جناب قاضی عبد الصمد صاحب فصیح وکیل رئیس قصبہ جبرامو ضلع فرخ آباد

جنت الخلد ہے دیوان نہیں ۔۔۔ ورق نخل وگا ہے صفحا
نظم تازہ گل شاداب سمن ۔۔۔ دلبر شوخ ہے دیوان کیسا
١٣١٩ھ ۔۔۔ ١٩٠١ء

دیگر

رشک شعری کا جو ہر شعر بنا ۔۔۔ نظم کی آب جدا رنگ جدا
ٹکڑے ہیرے کے ہیں قطعے ہیں نہیں ۔۔۔ ور مضمون سو سرا پا یکتا
١٣١٩ھ ۔۔۔ ١٩٠١ء

دیگر

معنی آرا سخن آرا جو ادیب ۔۔۔ طبع دراک ہے مضمون پیما
مطلع خور ہے کہاں ہے مطلع ۔۔۔ ایک اک لفظ ہے پیدا معنا

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بکر سخنور شیرین بیان معنی پرور شیوا بیان فرید الامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد براے سال طبع دیوان بیاچہ عشرت جناب مولوی ادیب صاحب

١٩٠١ء

پی طبع چون ادرستم علیخان ۔۔۔ کلامی کہ از شہد شیرین تر آمد
کہ ہر شعر ازان از صفای معانی ۔۔۔ مصفا تر از لولو و گوہر آمد
توان دید در شاہدان مضامین ۔۔۔ ادائے کہ مخصوص با دلبر آمد
برای پراشیدن ہوش سامع ۔۔۔ مصاریع برجستہ چون نشتر آمد

زکلک گہربار شمشاد سالش   دلاویز نظم گرامی برآمد
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع از شاعر یکتا جناب مولوی حافظ محمد عبد الرحمن صاحب بقا غازیپوری تلمیذ حضرت شمشاد لکھنوی

دیوان ادیب نکتہ پرور   از حسن و لطافت ست معمور
از جلوۂ شاہدان معنے   ہر بیت درو ست حجلۂ نور
از حسن سواد حرف حرفش   منظورِ نظر چو دیدۂ حور
مرہون معانی و بیانش   اسرار و نکات غیر محصور
خوش گفت بقا بسال طبعش   اشعار فصیح چشم بد دور
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع نقاد سخن خجستہ نہاد جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب وکیل و میونسپل کمشنر و وایس چیرمین ڈسٹرکٹ غازیپور شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

نغز گو پاک خیالات ادیب   کشور نظم سخن را والی
کرد سحبان زرہ تعظیمش   جا ہی در بزم فصاحت خالی
شد چو دیوان لطیفش مطبوع   فکر تاریخ نمودم حالی
ہاتف غیب ندا زد ارشاد   نظم مطبوع کلام عالی
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب حافظ سلامت اللہ صاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب بقا غازیپوری

شاعر ذی ہنر و علم ادیب   مصدر جملہ کمالات مبین
چو باقبال خدا دیوانش   گشت مطبوع بحسن و آئین

رفتم از خویش ز لطف سخنش — گرد هر صاحب فن وقت تحسین
بندش و معنی او پاک و لطیف — جمله ابیات حلاوت آگین
بهر تاریخ شگفته بنوشت — نیک اشعار و کلام شیرین
۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ افکار گهربار شیرین گفتار بی همتا جناب مولوی حافظ محمد عبد المنان صاحب وفا شاگرد و برادر جناب بقا غازیپوری

آن سحر بیان ادیب ماهر — گر جمله علوم هست آگاه
صیت سخنش چو نام نیکش — افتاده بشش جهت در افواه
دیوان بهار آفرینش — گلزار معانی ست واللہ
مانند خیال قامت یار — هر مصرع او بدل کند راه
از نور معانی ست هر لفظ — همچون دل مرد ایزد آگاه
بر وفق مراد اهل بینش — چون یافت طراز طبع دلخواه
خوش گفت وفا برای سالش — فرخنده کلام بارک اللہ
۱۳۱۹ھ

وله

چون یافت جمال طبع دیوان ادیب — تاریخ دو تا بر آمد از فکر مصیب
سبحان اللہ نظم اعجاز نهاد — گلزار شگفته معانی عجیب
۱۳۱۹ھ — ۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ طبع سخنور ظرافت جناب منشی حسین علی صاحب ظریف شاگرد حضرت تمنا لکھنوی

ذو المجد ادیب ذو المناقب — نقاد سخن شده مسلم
دیوان لطیف داد در چاپ — بنیاد سخن نمود محکم

بنوشت ظریف سال طبعش | خوب بست کلام زیب عالم ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم شاعر و ماہر فن نقاد جناب مولوی محمد صدر الدین احمد صاحب کیفی شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

سال طبع دیوان نیاو و بلجوی رستم علی خانصاحب ادیب ۱۹۰۱ع

چو دیوان ادیب کامل الفن
شده هر یک بنقد جان خریدار
بپی تاریخ طبعش گفت کیفی

بچاپ آمد بطرز نیک و زیبا
که از هر منقصت آمد معرا
زهی ترکیب و بندش و چه افزا ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سالک معنی پروری جناب منشی سالک رام صاحب سالک گوالیری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

ادیب کشور شیرین کلامی
در اقلیم سخن فخر زمانه
فصاحت سے اله طرز بیانش
بلاغت سے اهزاران ناز و دل
مرتب کرد چون دیوان نادر
فریب خوبی حسن مضامین
زند نشتر بدل هر شعر رنگین
چه گویم لطف حسن بندش صاف
ز فرط شوق قصد طبع فرمود

جناب مولوی رستم علی خان
بملک شاعری یکتائی دوران
کلامش دلربائی نظم حسان
ز ربط ذات پاکش هیچ سحبان
خریدارش بجان هر سخندان
ربا یہ هوش از نازک خیالان
برنگ بیت ابروی حسینان
که از نظاره اش آئینه حیران
دل الحجاب بپی گفت شادان

رقم زد باغ نورس کلک سالک | چو سال طبع پرسیدند یاران

۱۳۱۹ھ

دیگر

چون جناب ادیب پاک نهاد | در مضمون اسلاک فکرت سفت
دفتر نظم خود مرتب کرد | شور تحسین ز هر دیار شنفت
سال تاریخ طبع دیوانش | نظم سرسبز فکر سالک گفت

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار شاعر نازک خیال بلند اقبال ابن صاحب جناب اقبال خان اکبر آبادی سالک گرد حضرت شمشاد لکھنوی

بلبل گلزار معانی ادیب | شاعر خوش فکر بلاغت سرشت
داد چو ترتیب کلام لطیف | تازه و رنگین چو ریاض بهشت
خامهٔ اقبال پی سال طبع | چشمهٔ امید سخنور نوشت

۱۳۱۹ھ

دیگر

جب جناب ادیب کا دیوان | صاف و خوشخط چھپا بفضل خدا
پاک ترتیب و صاف بندش پر | دل فصاحت کا لوٹ پوٹ ہوا
وجد کرتے ہین ماہران سخن | سنتے ہین جب کلام ہوش ربا
کلک اقبال نے پی تاریخ | مشرق مہر کشفت دل — لکھا

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکته دان بی همتا جناب منشی شاه
سید محمد عبد العزیز صاحب رسا بہاری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

چون کلام ادیب شد مطبوع | بعنایات حضرت باری
در غزلهای آن کلیم کلام | یافتم لطف نغز گفتاری

آب و تاب کلام رنگینش — نزہت افزای چرخ زنگاری
مدح اشعار شاعر غرا — بر زبان سخنوران جاری
بہر تاریخ طبع گفت رسا — گلشن سبزہ زار دلداری

۱۳۱۹ھ

دیگر

دیوان ادیب نغز گفتار — با خوبی و لطف تام شد طبع
بنوشت رسا پئے وی سال — گلدستۂ خوش کلام شد طبع

۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ رقمزدۂ کلک سخنور شیرین گفتار جناب مولوی غلام قطب الدین صاحب فگار بنارسی ثم غازیپوری شاگرد حضرت تسلیم لکھنوی

سال طبع دیوان بے مثل جناب مولوی رستم علی صاحب ادیب

۱۳۱۹

کیون نہو دلفریب نظم ادیب — رشک سرمایۂ ظہیر ہے یہ
اوس سے ہوتی ہے روح کو فرحت — کس قدر نظم دلپذیر ہے یہ
کیون نہو نقش صفحۂ خاطر — کلک بے مثل کی صریر ہے یہ
دیکھتے ہین جو خوش نگاہ اسے — نظم نازک کا مسیر ہے یہ
مثل گل ہوتے ہین شگفتہ دل — بلبل شوق کی صفیر ہے یہ
کیون نہ روشن جہان ہو اس سے — مہر انور منیر ہے یہ
سنکے کہتے ہین ماہران سخن — صاف طرز کلام میر ہے یہ
ہو گیا ہے جو خلق مین مقبول — رحمت خالق قدیر ہے یہ
مصرع سال طبع لکھو فگار — کیا ہی دیوان بے نظیر ہے یہ

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار ابکار جناب نواب صاحب والامناقب ذوالاحجا
سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب رئیس قصبهٔ شمس آباد ضلع فرخ آباد

چون جعفر مخلص صمیمی — دیوان ادیب نکته ور دید
بنگاشت بطرز نو دو تاریخ — بی مثل کلام - نظم گردید

۱۳۱۹ — ۱۹۰۱ — ۵۸۲

قطعهٔ تاریخ از ثمرات افکار سخنور سحر بیان جادو تقریر جناب مولوی محمد حاجی صاحب مسیر شاگرد ارشد منشی صفیر

قطعهٔ طبع دیوان جناب بلند نسب سلمه الله تعالی
۱۳۱۹ھ

شکر خداوند زمین و زمان — شاد شده خاطر هر شیخ و شاب
زینت تازه زپی انطباع — یافته دیوان افاضت مآب
منفعل از نظم جناب ادیب — گوهر تابنده و لعل مذاب
در نظر اهل سخن بیگمان — چشمهٔ فیض ست میان ادب
ذوق کلام شعرا پیش او — محو زوال گشت چو نقشی بر آب
لفظ بمعنی ست چنان متصل — همچو تجلی برخ آفتاب
ناله عشاق زشعرش بلند — هست بر آتش چو فغان کباب
سال پی طبع مسیر این نوشت — باب گلستان سخن لاجواب
۱۳۱۹ھ

در صنعت مہملہ

یہ مخزن معنی جو ہوا طبع مسیر آج — دیوان کا ہر مطلع ہے مطلع انوار
اک مہملہ مین اور بھی لکھی ہے یہ تاریخ — مصرع ہوا ہمکاسہ سلک درِ اسرار
۱۳۱۹ھ

در حروف غیر منقوطہ

تیار ہوا چھپکے وہ دیوان کہ جس کا ۔۔۔ نزہت مین ہر اک قطعہ ہی رشک گل گلزار
تاریخ مسیر اوسکی ہی منقوطہ کی ضد مین ۔۔۔ تحریر ہوئے واہ وہ اشعار دُرربار

۱۳۱۹ھ

در حروف منقوطہ

ہوئے ہین اشتہار طبع جسکے مشتہر چھپکر ۔۔۔ وہ دیوان نشاط انگیز روح افزا ہو عالم کا
مسیر اک سمنے یہ تاریخ منقوطہ مین لکھی ہی ۔۔۔ وہ گلشن خوش زبانی کا ہر ور آرا ہو عالم کا

قطعۂ تاریخ از زادۂ فکر سخنور ظریف جناب منشی شمبھو ناتھ صاحب لطیف وکیل کچہری فرخ آباد منبر جونگی تلمیذ مسیر

ہی ہر اک مطلع بعینہ دُرۃ التاج سخن ۔۔۔ سورۂ معنی کی آیت ہی یہ دیوان ادیب
اوسکے ہر اک قطعہ مین پوشیدہ ہین باریکیان ۔۔۔ گوہر بحر بلاغت ہی یہ دیوان ادیب
دیدۂ اہل سخن کیونکر نہ اس سے سیر ہون ۔۔۔ نعمت خوان لطافت ہی یہ دیوان ادیب
مصرع برجستہ اک موج محیط فیض ہی ۔۔۔ بحر الہام و کرامت ہی یہ دیوان ادیب
بن گئے اشعار عالی گلرخان علم و فضل ۔۔۔ زیب گلزار براعت ہی یہ دیوان ادیب
ہو گیا رتبہ سخن کا عرش اعظم تک بلند ۔۔۔ فاتحہ کی شان شوکت ہی یہ دیوان ادیب
پیدا ہوا اوسنے مجھسے اگر اے لطیف ۔۔۔ جامع شرح فصاحت ہی یہ دیوان ادیب

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ نقاد سخن منشی احمد حسن صاحب احمد فرزند و شاگرد مسیر فرخ آبادی

دیوان ادیب وہ چھپا ہی ۔۔۔ ہر شعر مین جسکے ہی بلاغت
ہی پاک عیوب شاعری سے ۔۔۔ مضمون مین ہی شوکت و متانت
نقطہ نہین شعر ہی سخن کا ۔۔۔ مصرع نہین شاہد لطافت
کاغذ سے صباحت آشکارا ۔۔۔ حرفون سے عیان ہی ملاحت

احمد نے لکھی ہے اوسکی تاریخ — چھاپا گیا مخزن فصاحت
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر شیرین مقال جناب واجد حسین صاحب واجد تحصیلدار ریاست بھوپال شاگرد ...

ہوا طبع فضل خداوند سے — وہ دیوان پاک جناب ادیب
یہ تاریخ واجد نے کی ہے رقم — یہی آفتاب سخن ہے عجیب
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سخنور وحید جناب منشی کنور بہادر صاحب سعید شاگرد منشی صفیر مرحوم

مطلع نور ہے ہر مطلع دیوان ادیب — لفظ ہر ایک وہ ہے جس سے تجلی پروین ہے
فکر تاریخ پی طبع جو کی ہم نے سعید — دی یہ ہاتف نے صدا چشمۂ فیض آگین ہے
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از چکیدۂ خامۂ شاعر بے نظیر جناب مولوی محمد بخش صاحب بشیر شاگرد صفیر مرحوم

طبع دیوان ادیب کا جو ہوا — پاک عیبوں سے بیگمان ہے وہ
اوسکی تاریخ اے بشیر یہ ہے — دلفریب سخنوران ہے وہ
١٣١٩ھ

دیگر

ہو گیا مطبوع وہ دیوان خدا کے فضل سے — جسکے اک اک شعر میں سو معانی ہیں عجیب
اے بشیر اوسکا سن از فیض لکھیے برمحل — بوستان سخنوران ہے یا ہے دیوان ادیب
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر با تمیز مولوی عزیز احمد خان صاحب عزیز مدرس مدرسہ چونی فتح گڈہ ضلع فرخ آباد

چو دیوان ادیب نکتہ پرور — مثال مہر در نور و ضیا غرق
شدہ مطبوع با صد رونق و تاب — برفتہ شہرتش از غرب تا شرق
عزیز این سال ہجری و مسیحی — بگفتم من بہ دو مصرع بلا فرق

برای دوستان نو بوستانی
١٣١٩ھ
برای دشمنان ست آفت برق
١٩٠١ع

دیگر

طبع کیا خوب ہوا شکر ہی دیوان ادیب
ہو گیا عام زمانے مین کلام نایاب

اللہ اللہ ہر اک شعر ہی موتی کی لڑی
اور ہر لفظ ہی تجلیات وہ دریای خوشاب

چشم بد دور رہی نظم رہی رنگ زبان
سبز مینا ہی کہین اور کہین سرخ شراب

مرحبا باغ سخن وجد مین ہین لالہ و گل
کیا گئین بلبل و طوطی کو ثناخوان احباب

دیکھکر رنگ سخن طبع نے چاہا کہ عزیز
ایسی تاریخ بھی ہو جیسی یہ نادر ہی کتاب

عیسوی فارسی و ہجری و فصلی سن ہی
ایک ہی شعر مین ان سبکا ہی مرقوم حساب

یین لکھا ـ گلشن خوش آب ـ زبان مرغوب
نظم سرسبز ـ ہی ـ بے مثل ریاض شاداب

۱۳۰۸ ۱۳۱۱ ۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از سخنور موجد تازہ مضامین مولوی شمس الدین صاحب شمس خوشنویس

طبع چون از ادیب شد دیوان
ہر کہ دیدش بگفت بہتر و خوب

سن طبعش چنان رقم بنمود
گفت ای شمس بس چہ مرغوب

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ قلم سخندان شیرین تقریر مولوی قمر الدین صاحب نذیر شاگرد مسیر فرخ آبادی

چھپ گیا ہی جو ادیب کا دیوان
کیا عنایات ذو الجلال ہی یہ

ای نذیر اوسکا سال طبع لکھو
مظہر حسن لیسم کمال ہی یہ

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از چکیدہ کلک شاعر شہیر جناب مولوی ریاض الدین صاحب ریاض شاگرد مسیر فرخ آبادی

ای ریاض آج چھپا وہ دیوان
نظم ہین جسمین مضامین عجیب

تم بھی از رو ادب یہ لکھدو
بحد اللہ چھپا دیوان ادیب

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سخن سنج و شیرین گفتار جناب مولوی ابرار حسین صاحب ابرار برادرزادہ شاگرد مسیر

ہوا طبع دیوان پاک ادیب
کہ ہی جسمین کا ہر شعر عشرت فزا

رقم کی یہ تاریخ ابرار نے — مضامین دیوان ہین کان صفا

١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار ابکار شاعر خوش فکر ملہم از ایزد پاک جناب شاہ مولوی محمد متقی صاحب ادراک سجادہ نشین درگاہ شیخ صاحب قدس سرہ شیخ پور ضلع فرخ آباد

چشم ہنگام سحر چون وا شد — رونقی تازہ در آمد بنظر
از زمین تا بفلک پر انوار — ہمہ آفاق چو ماہ انور
عشرت و عیش و طرب جلوہ نما — پست اندوہ و الم رخت سفر
چار سو زمزمہ تہنیتی — بر زبان ملک و جن و بشر
نکہت آمود نسیم سحری — یاد میداد ز مشک و عنبر
نونہالان چمن زیب افزا — در خیابان بلباس اخضر
تازگی بخش دل افسردہ — غنچہ و برگ و گل و شاخ شجر
ساغر عیش بدست لالہ — تاج بر فرق نہادہ عبہر
گل و ریحان بشگفتہ روئی — جامہ سرخ کشیدہ در بر
بہر ایثار بشاخ اشجار — غنچہا مشت پر از سیم و زر
گل سوری بسرور خاطر — در گلستان طرب جلوہ گر
گل صد برگ کلاہ زرین — با صد انداز نہادہ بر سر
بر لب آب نمایان از دور — جام عشرت بکف نیلوفر
گل مہتاب بآب و تابش — طعنہا زن برخ شمس و قمر
از تماشای چنین نور و ظہور — شکل آئینہ بگشتم ششدر

گفتا این بخواب ست که در بیداری — جلوه گر نور و طرب پیش نظر
آمد آواز بگوشم ناگاه — بی خبر نیست ترا هیچ خبر
هست این روز چنان روز سعید — جشن چندان کنی باشد کمتر
این همه ساز طرب بهر اوست — آنکه در عصر ندارد همسر
شاعر رشک ده میر ادیب — زیرک و عاقل و نیکو محضر
از همه افضل و اکمل بفنون — فائق از جمله بهر علم و هنر
ادب آموز نظامی از وی — در سخن گوی ز سعدی برتر
مثل خورشید جهانتاب بخلق — بعطا و بسخا نام آور
هست تا چرخ برین را دوره — تا بود روشنی شمس و قمر
هست تا سلسلهٔ ماه و سال — تا بود روز و شب و شام و سحر
رتبهٔ او بجهان افزون باد — یا الهی بحق پیغمبر
از عنایات خدا دیوانش — گشت مطبوع بطرز خوشتر
باشارات سروش غیبی — گشت ادراک چو زین بهره ور
مصرع سال بسال نبوی — گفت - دلچسپ دل اهل نظر
۱۳۱۹ھ

دیگر

سد الحمد که دیوان ادیب ذیجاه — طبع شد از کرم و لطف جناب داور
گفت ادراک که مصرع سال تاریخ — جلوهٔ فکر گرامی و کلام بهتر
۱۳۱۹ھ

دیگر

بی عدیل و بی مثال و بی بدل — طبع شد دیوان ادیب ذی وقار

خامۂ ادراک تاریخش نوشت — مخزن انوار صبح نوبہار ١٣١٢

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر سخنگوی نکتہ پرور منشی سید محمد محمود حمید صاحب اختر خلف منشی سید مسیحا حیدر صاحب

مولوی رستم علی خان ادیب ذی شرف — عالم و علامہ و ذی رتبہ و عرفان مآب

شہرتی دارد کلام مسندش در روزگار — پیش اہل علم و اہل فضل و اہل الکتاب

شان دیوانش ببین ای اہل چشم یقین — ہست این دیوان بدین عاشقان ام الکتاب

خامۂ اختر چنین بنوشت سال طبع او — دیدۂ مردم نہ دید الحق چنین دیوان خواب

قطعۂ تاریخ از تصنیف نکتہ سنج از فنون شاعری ماہر منشی محمد حرمت خان صاحب نیر رئیس شہر فرخ آباد

چھپا کیا خوب یہ دیوان ادیب نکتہ پرور کا — کہ جس کا شعر شعری سے کہیں اعلیٰ ہی ارفع ہے

سر بندش سے یہ تاریخ لکھی کلک نیر نے — کہا دیوان کیا تصویر کا گویا مرقع ہے

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر بےبدل حکیم حاجی مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل شاگرد منشی صفیر فرخ آباد

تاریخ طبع لکھنے کو جب دم لیا قلم — تختۂ فلک کا تختۂ قرطاس بن گیا

پایا ہے یہ ادیب کے دیوان نے فروغ — جس پہ بیاض صبح صباحت بھی ہے فدا

ہر صفحہ مثل عارض رخشان مہوشان — ہر نقطہ شکل اختر تابندہ خوشنما

سرخی شفق کی سرخی شنگرف پر نثار — رشک شعاع مہر ہے وہ جدول طلا

مانند ماہ پاسے مضامین نور بار — مطلع ہر ایک مطلع شمس الضحیٰ ملا

ہر سطر مثل کاہکشان نور سے بھری — بین السطور جادۂ پر نور و باصفا

لکھی ہے جو غزل رخ تابان کے وصف میں — مضمون نور سے ہے ہر اک شعر پر ضیا

وصف بیاض گردن خوبان میں ہے جو شعر — ہے روشنی میں مطلع خورشید سے سوا

ہے جس غزل میں وصف سراپا مہوشان — ہر ایک شعر نور کے سانچے میں ہے ڈھلا

الفاظ ایسے صاف کہ دستے ہیں نور مہر — معنی ہر ایک لفظ کے کالبدر فی الدجا
تاریخ سے جلیل کی روشن ہو چار سو — خورشید لازوال ہی دیوان ادیب کا ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ خامۂ سخن گوئی دسیم منشی رحیم بخش صاحب رحیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

خدا کے کرم سے وہ چھپا ہی دیوان — اکھی جسکی مدت سے دل کو تمنا
کلام ادیب ایسا معجز نما ہی — جو مردہ دلون کا بنے گا مسیحا
جو گلکے ورق اسکے اوراق پائے — ہوئے مثل بلبل کے سعدی بھی شیدا
مضامین جو دیکھے تو سحبان یہ بولا — فصاحت بلاغت کا بہتا ہی دریا
تجلی معنی جو دیکھے گا صائب — وہین ہوش اوڑ جائین گے مثل موسیٰ
رحیم اسکی تاریخ تم بھی یہ لکھدو — کلام ادیب سخندان ہی یکتا ۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ رشحۂ خامۂ سخن سنج وسخت بخش کلام سقیم حکیم نبیاز صاحب حکیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

ادیب سخنور کا دیوان جو دیکھا — تو سمجھے ہوئے آئینہ جوہر عشق
فصاحت بلاغت سے ظاہر ہی اوسکی — کہ قبضے مین اوسکے ہی ابن کشور عشق
جو تیغ دو دم اوسکے شعرونکو دیکھا — تو پایا ہر اک مصرع بھی خنجر عشق
ہر اک لفظ دیوان کا عاشقون کو — رگ جان کے خاطر ملا نشتر عشق
الف اسکا برچھی تو بے ہی کٹاری — ہے حرف باقی وہ ہین لشکر عشق
صدف کے ہین مانند سب حرف تہم — جو نقطے بھی ہین اسکے سب گوہر عشق
حکیم اسکی تاریخ سمت مین لکھدو — حقیقت مین دیوان ہی دفتر عشق ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکتہ سنج ولبیب جناب حافظ محمد ظہور علی صاحب حبیب شاگرد جناب ادیب مصنف دیوان ہذا

ہی چھپا یہ مثل دیوان ادیب — یا طلا اک نظم کا گلزار ہی

لکھو سال طبع اوسکا یون حبیب دیکھو کیا ہی گلشن ہنچا رہی
۱۳۱۹ھ

دیگر

پڑہکے سحبان بہی کلام ادیب اب فصاحت کی راہ بھولا ہی
سال تاریخ تم حبیب لکھو واہ گلزار نظم پھولا ہی
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار سخن سنج لئیق مولوی میان خانصاحب خلیق فرخ آبادی

ادیب خوش بیان شاہنشہ ملک فصاحت ہو عزیز مصر معنے کوکب برج حقیقت ہی
ہی ذات پاک اوسکی مصلحت اندیش عالم مین حقیقت مین وہ مصباح شبستان شرافت ہی
ہی دیوان زہر طبع اوس گوہر دریا عظمت کا کہ ہر ہر شعر جسکا ماہی بحر لطافت ہی
کرون تعریف کیا ذہن رسا و طبع موزون کی بھرا ہی جزو ومین مضمون کل قلت مین کثرت ہی
خلیق اوسکی کہی تاریخ دل نے عیسوی سن مین کہ بے ریب و ریا یہ گوہر درج بلاغت ہی
۱۹۰۱ع

دیگر

چھپا دیوان ادیب خوش بیان کا سنو اوسکے سننے کو ہین مشتاق
کہی یہ عیسوی تاریخ دل نے کلام خوب و خوش اسلوب اخلاق
۱۹۰۱ع

قطعۂ تاریخ از شاعر یکتا و وحید مولوی محمد سعید خانصاحب سعید خلف مولوی میان خانصاحب خلیق

گشت چون ترتیب دیوان ادیب شد بخوبی نکتہ سحبان را انیس
ہاتف غیبی بگفتہ از سعید سال طبعش جیبذا نظم النفیس
۱۹۰۱ع

دیگر

کیا ہی زیبا چھپا کلام ادیب نہین اوسکا جہان مین ثانی
صاف بندش فصیح مضمون ہی ہی یہی خوبی سخن رانی

داد دین آکے اس سخنور کی — ہین کہان انوری و خاقانی

اوسکی تاریخ کے نکالنے مین — تھی سعید حزین کو حیرانی

آئی غیبی ندا ہے کیا مشکل — سخن خوب — لکھ بآسانی ۱۳۱۹ھ

خواہش سال عیسوی ہے اگر — لکھ — عجیب و غریب و لاثانی

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سخن شناس فصیح سخن سنج نیکو سیر لالہ کشوری لعل صاحب قمر ساہوکار تلمیذ شمس

کیا ہی نادر چھپا ہے یہ دیوان — اسکا ہر شعر ہے عجیب و غریب

اے قمر لکھدو مصرع تاریخ — خوب و بی مثل ہے کلام ادیب ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج ابکار افکار سخنور نکتہ پرور لالہ رام پرشاد صاحب گوہر خلف لالہ مادھو رام صاحب جوہر

قطعہ تاریخ بطرز جدید

محو نظارہ شدہ ہر ذی علم — طبع گردید چو دیوان ادیب

از سر لفظ بہ بین اے گوہر — ولا ہو وا فصیح و جادو ادیب ۱۳۱۹ھ

قطعہ در صنعت واسع الشفتین و ذو قافیتین

کہا کرتے ہین قدر دان سخن — یہی شاعری کا سکھائیگا ڈھنگ

کہی اسکی گوہر نے تاریخ یہ — یہی قصر اشعار لائیگا رنگ ۱۳۱۹ھ

در صنعت ذو بحرین

ہین یہ شعر ادیب وہ گوہر — نظم کی جن سے کھل گئی ہے رہ

ور سے لکھ تو عیسوی سن یون — صاف دیکھو بغیر شک و شبہ ۱۹۰۱ع

در حروف منقوطہ

نور کا دیوان ہی یہ لاجواب — گفتہ ہین سب غیرت ماہ کمال
معجمہ حرفون مین ہی گوہر عیان — قلزم نادر سخن بے مثال
۱۳۱۹ھ

در صنعت غیر منقوطہ

ہر دم کلام سعد لکھو داد دو مدام — ہر طرح اسکو عمدہ و اطہر کہا کرو
گوہر وہ مادہ کہو ہر دل کو ہو سرور — روح مراد اسکو سراسر لکھا کرو
۱۳۱۹ھ

دیگر در صنعت بینہ

ادیب کا وہ سخن ہی اعلے کہین نہ ایسا سنا نہ دیکھا
سنین سگے تعریف اسکی ہر جا جہان تہان ہر دہان سے ہم
یہ گلشن بینہ کی خوشبو مہکتی ہی گوہر آج ہر سو
کلام شستہ ادیب و جاد و صفت کرین کس زبان سے ہم
۱۳۱۹ھ

دیگر در زبر و بینہ

کیا ادیب اور اونکا کیا دیوان — دونون کا مین سناون جاہ و جلال
لکھ زبر بینہ مین گوہر یون — ماہر کل مہر برج کمال
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ خامہ سحر سخنوری لالہ شیو پرشاد صاحب جوہری بن لالہ ماد ہو رام صاحب جوہری رئیس فرخ آباد

یہ دیوان ادیب ای جوہری دیکھ — ہین گل اشعار یہ رشک چمن ہی
تو لکھدے نور سکے یہ عیسوی سن — یہ اچھا ایک خورشید سخن ہی
۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ معدن دانشوری مہاراج دریاؤ سنگہ صاحب موج شاگرد جوہری

یہ دیوان ہی اس طرح پر ضیا — مہ نو ہو جس طرح جلوہ فگن
لکھو تم بھی اسکے تاریخ یون — یہ ای موج ہی جوش بحر سخن
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر نامی و فہیم مولوی محمد صدیق حسن صاحب کلیم شاگرد جوہری

چھپ گیا ہی جب کہ دیوان ادیب　　کھل گئی ہی خوب راہ نظم واہ
ای کلیم اوسکی تو لکھ تاریخ یون　　دیکھنا صاف اوج ماہ نظم واہ
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ ناظم اشعار متین مہاراج لالمن صاحب رنگین شاگرد جوہری

سخن کیا ہی ادیب خوش بیان کا　　کہ جس مین نور کا مضمون ہی سب
لکھو رنگین نرالی تم بھی تاریخ　　اجی یہ نور کا مضمون ہی سب
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال و خلیق منشی دیوی پرشاد صاحب لیق رئیس فرخ آباد

ادیب نازک پرور کا سراپا ہی سخن شیرین　　حلاوت ہی وہ شعرون مین کہ جیسے قند مصری مین
لئیق اک ہمنے بھی تاریخ صوری معنوی لکھی　　چھپا دیوان عالی تیرہ سو انیس ہجری مین
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار بلبل بوستان سخنوری گوہر درج
معنی پروری جناب مولوی سید طاہر علی صاحب طاہر شاگرد منشی صفیر

اللہ رے دیوان ادیب ذی جاہ　　جسنے اوسے دیکھا وہ چمن کو بھولا
طاہر نے عنادل سے کہی تاریخ　　دیکھا وہ گل باغ جہانی پھولا

قطعۂ تاریخ شاعر موجدہ مضمون منشی شنکر لعل صاحب مجنون شاگرد جوہر رئیس فرخ آباد

کیا چھپا ہی ادیب کا دیوان　　کھل گیا تازہ اک چمن دیکھو
باغ رنگین کے دیکھنے والو　　گل اشعار کا وطن دیکھو
آبرو کیون نہ پائے عالم مین　　ہی یہ رشک دُر عدن دیکھو
ان دنون شاہد معانی کا　　عاشقان سخن چلن دیکھو

مشک اشعار کے مہکنے سے ۔۔۔ سارا دیوان بنا ختن دیکھو
کیا مضامین نکیلے لکھے ہین ۔۔۔ طبع عالی کا بانکپن دیکھو
فکر رنگین یہ کہتی ہی مجنون ۔۔۔ دیکھو گلدستۂ سخن دیکھو
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نسل قلزم معانی غواص بحار نکتہ دانی شاعر بلیغ فصیح
جناب مولوی سید محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل تلمیذ حضرت داغ فصیح الملک

دیوان جناب مستطاب بندہ ۔۔۔ از طبع جدید یافت ہر گہ تشریف
گویا کہ نگار مہر طلعت سرو ۔۔۔ سر برزدہ از لباس خوش رنگ و لطیف
از بسکہ شرف بکل دواوین دارد ۔۔۔ زیباست بگو میش چہ دیوان شریف
دریای لطافت ست جاری ہر سو ۔۔۔ از بحر طویل او ہم از بحر خفیف
گفتند زبہر سال طبعش ذبیح ۔۔۔ گفتا سید ای استعارات لطیف
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع صراف لفظ و معنی پروری شاعر بے نظیر
حکیم محمد امیر صاحب تخلص فوق قدیم تخلص خرم جدید نبیرۂ استاد شوق

ادیب ہند کو بہزاد دیکھے ۔۔۔ اور اس دیوان کو بستانی مرقع
تصاویر مضامین سے چھپکتا ۔۔۔ اگرچہ دیکھتا مانی مرقع
خرد تاریخ مین بھی ہو منور ۔۔۔ جو مہر و مہ پہ نورانی مرقع

سر چہ و فلک لکھ کر کے لکھیے
چھپا ہی طرفہ لاثانی مرقع
١٣١٩ھ

دیگر

اگر چو بیند درا فصیح بیانے / زبان دان فصاحت عمدۂ ہند
ہمہ گویند دیوان ادیب ست / خیابان فصاحت عمدۂ ہند
گہر سفتند در تاریخ طبعش / ثناخوان فصاحت عمدۂ ہند
خرد گفت از سر ایمای ہاتف / گلستان فصاحت عمدۂ ہند
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر یکتا وحید زمن مرزا مغل بیگ صاحب رشید شاگرد ادیب مصنف دیوان ہٰذا

دیوان آراستہ چو از طبع / استاد ادیب قبلۂ من
بنوشت رشید مصرع سال / دیکھو دیوان شگفتہ گلشن
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ جگر پارۂ خامۂ شاعر سخندان منشی واحد بخش صاحب شادان نائب مدرس مدرسہ رکاب گنج فرخ آباد شاگرد ادیب مصنف دیوان ہٰذا

چھپا ہے استاد کا جب کہ دیوان / ہوئے شاد و خرم سخندان ماہر
وہ دیوان گویا ہے کان لآلی / جو ہے نظم وہ رشک نظم جواہر
مسیحی لکھو اوسکی تاریخ شادان / فصاحت کا ہے باغ بازیب و نادر
۱۹۰۱ء

قطعۂ تاریخ از شاعر رشک جرأت حافظ ہزار میر خان صاحب نابینا بصیر تخلص شاگرد ادیب مصنف دیوان ہٰذا

ادیب استاد کا دیوان چھپا جب / ہوا مطبوع طبع اہل ادراک
بصیر اوس کا یہ ہے مصرع تاریخ / کلام بے نظیر و طیب و پاک
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک شاعر سخنور رشک کلیم قاضی سید علی حسین صاحب علیم وکیل تلمیذ منشی صفیر صاحب فرخ آبادی

طبع ہو کر جب ہوا مطبوع طبع — گلشن بیخار دیوان ادیب

مجھسے فرمایش ہوئی تاریخ کی — سر پر آنکھون پر یہ فرمان ادیب

ہو نہین سکتی ہے توصیف کمال — جھکے گردون بھی ہے یہ شان ادیب

ہین ہادی اقلیم [illegible] — ایک عالم ہے ثناخوان ادیب

کرتے ہین وصف ادیب خوش بیان — شاعران و نکتہ سنجان ادیب

کیون نہ پھر شیدا ہون یانی ہوشیار — نظم جب دل سے ہے قربان ادیب

مصرع اوسکے سال کا یہ ہے علیم — دفتر الفت کا ہے دیوان ادیب

١٣١٩ھ

دیگر

پسند اہل معنی ہے یہ دیوان — ادیب نکتہ پرور کی زبان ہے

علیم اس طرح لکھو فارسی سال — کلام شاعر شیرین بیان ہے

١٣١٧ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخن تناسخی جناب مولوی حافظ محمد علی صاحب قاری فہیم غازی پوری

علم افراختہ چو رستم علی ادیب بہ نظم — بہ پیش قوت و کار دیگران شد پست

زبہر طبع کلامش بہ بیسوی گفتم — سلے ادیب بمیدان نظم رستم ہست

١٩٠١ع

دیگر

کلام پاک و نفیس ادیب را بنگر — کہ ہست جان لطافت تمام اعجاز

سروش سال مسیحی زبہر طبعش خواند — ادیب رستم میدان نظم با اعزاز

١٩٠١ع

... طبع لطیف منشی بنواری لعل صاحب لطیف وکیل کچہری منصفی فرخ آباد

کیا خوب چھپا ... | خط رشک خط سبز خطان و ...
...ف اوسکی ہوئی ... | گلزار فصاحت ترو تازہ دیکھو

... نتیجۂ زبان جناب مولوی محمد رستم علیخان ادیب زبدۂ سراپا معائب فتح محمد تائب

کیا کیا ہوے ہین دہر مین اُستاد سحر فن | کیا کیا گذر گئے ہین سخندان بے نظیر
آخر فلک نے خاک مین اون کو ملا دیا | اپنے عروج فن سے جو تھے آسمان سریر
خاموش سو رہے ہین بزیر زمین مگر | اونکے کلام اونکے کمالون پہ ہین مشیر
ہر مصرعہ بولتا ہو کہ تھے فرد انتخاب | ہر بیت کہہ رہی ہو کہ اونکا نہین نظیر
وہ مصحفی و آتش و ناسخ کے زور شور | دیوان درد دفتر سودا کلام میر
ذوق و نسیم و مومن و غالب کی شوخیان | اور وہ متانت سخن حضرت اسیر
اُردو کی شاعری کا انھین پر تھا اعتقاد | ہر ایک انکا آپ ہی اپنا ہوا نظیر
لیکن یہ کہہ رہے ہین سخندان بالاتفاق | دیوان ادیب کا بھی ہو بے مثل و بے نظیر ۱۹۰۱

تائب فضول ہو تجھے مضمون کی تلاش
ہو یہ مقولہ مصرعۂ تاریخ بے نظیر

غلطنامہ دیوان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	کے	کی	۱۲	۸	ہی	ہو	۲۰	۸	ترے	مری	۲۵	۱۵	کی	کے
۶	۱۱	ہٹی	ہٹے	۱۷	۲	تری	ترے	//	۱۶	تری	ترے	۲۶	۱۳	کی	کے
//	۱۳	میری	ایسی	۱۹	۱۱	ترے	تری	۲۳	۷	کے	کی	۲۸	۱۸	ہای	ہو
۷	۱۳	سے	کے	۲۰	۱	پہلا	سیلا	//	۱۰	سے	سی	۲۹	۷	ترے	تری
۱۲	۶	پہ	پر	//	۳	ہگی	ہوگی	۲۴	۲	ہمارے	ہماری	//	۹	ہای	ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٠	٨	اوسکی	اوسکے
٣٣	١٨	سے	ہی
٣٤	٦	کے	سے
″	١٧	ولدا	دلدار
٣٦	١٣	سکے	کی
٣٧	١	ترسے	تری
٤٠	١٢	ساری	سارے
″	″	ہوگئی	ہوگئے
″	١٧	ہیں	ہی
٤٢	١٤	اوسکے	اوسکی
″	١٩	دیکھا	دے کہا
٤٣	١٧	کی	کے
٤٧	٣	سکے	کی
٤٨	٢	اوسکے	اوسکی
″	١٨	ہماری عشق ہے	ہمارے عشق ہیں
٤٩	١١	کے	کی
٥١	١٢	برآئے	برآئی
٥٣	١٨	کے	کی
٥٤	٣	اوسکی	اوسکے
٥٥	١٢	اعیار	اغیار
٥٦	١٣	نہوں	نہو
٥٨	٣	پائی	پائے
″	٧	اوسکی	اوسکے
″	١٥	خوشاآب	خوشاب
٦١	٣	رنگ	برنگ
٦٣	٧	کی	کے
٦٦	١١	کے	کی
٦٧	٣	ہی	ہو
٧١	٣	کھینچکے	کھلنکے
″	١٠	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٥	٨	سکے	کی
″	١٠	ہچے	ہاتھ
٧٨	٣	کہیکے	کہیکی
٨٠	١٥	مرسے	مری
٨٢	٥	آتی ہو	آتے ہی
″	١٢	پھرسے	پھری
٨٩	٨	قصر	صبر
٩٠	٨	پھرنا	پھرتا
٩١	٦	نکی	نکلے
٩٣	٣	مرد آئین	سرو آئینا
٩٤	٦	ہی	ہو
″	١١	دیتے	دیتی
٩٦	١٨	پھولوں	زخموں
٩٨	١٩	رہی	رہے
١٠٠	٣	حسب	جب
″	١٣	مرسے	مری
١٠١	٣	آئی	آئے
″	١١	بچھڑکے	بچھڑکی
″	١٣	خار	یار
١٠٣	٣	تری	ترے
١٠٧	٩	اپنے	اپنی
١٠٨	١٣	تو ہو	تو ہی
١٠٩	١٣	دیدۂ گریہ	دیدۂ نرگس
″	١٧	بکتی	بکتے
١١١	١	اب	کب
١١٢	٥	سکے	کی
″	١٩	کے	کی
١١٣	١٩	کی	کے
١١٥	١٣	تری	ترے
″	١٠	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١٦	٣	کے	کی
″	٦	کا	پہ
١١٧	٢	کے	کی
″	٣	سے	کے
″	١٣	تری	ترے
١١٩	٩	ہو	ہیں
١٢٢	٥	مرسے	مری
١٢٣	١١	اپنی	اپنے
١٢٤	٢	رہی	رہے
١٢٨	٣	کے	کی
١٣٢	٣	اوسکا	جسکا
١٣٦	٣	نہیں	نہ ہو
١٤٠	٧	اولاتی ہو	رولاتی ہے
″	٨	تمہارے	تمہاری
١٤٢	٨	کی	کے
١٤٣	٢	مرسے	مری
″	٩	ویسے	ایسی
١٤٦	١	کہیں	کہاں
″	٦	تیغ وغم	تیغ غم
″	١٣	کی	کے
١٤٧	٣	رہی	رہے
١٤٨	١٢	کے	کی
١٥٢	١٨	ترسے	تری
١٥٣	١٩	دیکھا	کا
١٦٣	٦	آگے	آکے
١٦٤	١٦	کرکے	کرلے
″	١٧	مری	مرے
١٦٦	١٥	کے	کی
١٦٩	٨	چھپکر	جھکر
″	١٥	ہی	ہو

فاضی
آبادی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٨٢			
١٨٩			
″	٤	ہو	ہیں
١٩٣	١٧	ہو	ہی
١٩٥	٣	تو	وہ
١٩٩	٦	ترسے	تری
٢٠٣	١٦	سکو	گو
٢١١	١٠	کے	کی
٢١٢	٦	فروز	ضرور
٢١٤	١٢	تو اوگو	آئے تو
٢١٩	١٧	اپنے	اپنی
٢٢٨	٩	کے	کی
٢٣٣	١٢	ہی	ہو
٢٤٠	٧	کو	کہ
٢٤٨	٦	حسرت	حیرت
٢٤٩	٦	ہمارے	ہماری
″	١١	آئے	روئے
٢٥٣	١٦	سی	اسی
٢٥٥	١٢	کے	کی
٢٥٦	٥	ہو	ہے
٢٦٠	٥	رہی	رہے
٢٦٩	٩	سرگی	سرگیں
٢٧١	٦	لیا	کیا

مطبع انوار محمدی لکھنؤ واقع
پھاٹک [illegible] آغا میر میں باہتمام
نور احمد [illegible] طبع ہوکر شائع ہوا

۴۸۶

اشتہار

فریفتگان جمال معانی و دلدادگان حسن سحربیانی

کہاں ہیں ادھر آئیں یہ نقد گرانمایہ جوہر بیش بہا

سخن یعنی طلسم اعجاز فریب جادو کی غارت صبر شکیب

دیوان مرغوب جسے جناب مولوی محمد رستم [redacted]

فرخ آباد محلہ گڑھی کہنہ نے تصنیف فرمایا مطبع انوار محمدی

لکھنؤ میں طبع کرایا ہے ملاحظہ فرمائیں اگر دل چاہے

اور طبع بے اختیار ہو جائے ایک نسخہ طلب کر لیں

کاغذ ولایتی نہایت نفیس عمر کاغذ دیسی ۱۲

مطبوع مطبع انوار محمدی لکھنؤ

۱۳۱۹ھ

DUE DATE